حضرت امام مہدی اور ان کا لشکر

مصنف: مولانا ابن سلطان محمود

ناشر:۔ حضار التحقیقات اسلامی پاکستان

حضرت امام مہدی

اور ان کا

لشکر

ناشر ← حضار التحقیقات اسلامی پاکستان

نام کتاب ــــــــ حضرت امام مہدی اور ان کا لشکر

مصنف ــــــــ مولانا ابن سلطان محمود

ناشر ــــــــ حضار التحقیقات اسلامی پاکستان

تعداد ــــــــ 1100

تاریخ اشاعت ــــــــ 15-11-2011

حضار التحقیقات اسلامی پاکستان

انتساب

راقم دوزانوں سر جھکا کر ان کے سامنے بیٹھا کرتا، کبھی توفیق نصیب ہوتی تو دعا میں نام لے لے کر ان کیلئے مانگا کرتا۔ جب اپنے آقاؤں لئے طواف شروع ہوتا تو ان کا اسم گرامی سرفہرست ہوتا۔ مواجہ شریف پر حاضری کے وقت بھی سلام عرض کرتے ہوئے وہ مجھے نہ بھولتے تھے۔ اور بھول بھی کیسے سکتے تھے۔ وہ میرے آقا اور بندہ راقم ان کا غلام۔ وہ میرے استاد جو تھے اور استاد کا حق بھلا کون چکا سکتا ہے۔ اس سب کچھ کے باوجود یہ احساس ہمیشہ بے چین رکھتا تھا۔ بوجھ احسان تلے دبا غلام بار احسان کا بدلہ کیسے چکا سکتا ہے۔ جبکہ غلط فہمیوں کے طوفان نے لطف محبت کو غوطے دے کر مار ڈالا۔ تاہم ضمیر جرم بے گناہی کی سزا اور ان کی خاطر صبر آزما قربانیوں پر دلاسہ ضرور دیتا ہے۔ اور پھر امید کا سہارا ابھی رفیق سفر ہے کہ واقف اسرار دل ضرور یاوری فرمائے گا۔ راقم اپنی اس کاوش کو اپنے استاد محترم حضرت مولانا عبدالغفور جھنگوی کے نام منسوب کرتا ہے۔

مناقب اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اور
ردشیعت پر مشتمل
سہ ماہی رسالہ
رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ
اپنے قریبی مکتبہ سے خرید فرمائیں
Www.Ahlehaq.Org
Www.HaqForum.Com

فہرست

حرف اول

ارباب علم نے اُمت کی رہنمائی میں حتی الوسع اپنی صلاحیتوں کو بجا طور پر استعمال کیا ہے۔ میدان تعلیم وتدریس کا ہو یا مسند فتویٰ وافتاء کا،ممبر رسول ہو یا مصلّی نبوی، وعظ و پندہ، اصلاح وتذکیہ، تبلیغ، جہاد فی سبیل اللہ، اسلامی سیاست و قیادت، شعائر اللہ کی حفاظت، پھر اصلاح کیلئے زبان و بیان اور قلم وکمان سمیت تمام جائز ذرائع بروئے کار لا کر اہل اللہ اور فرزندانِ اسلام نے اپنی پوری قوت استعمال فرمائی اور اُمت کو آنے والے فتنوں سے بچایا اور صراط مستقیم کی حقیقی راہ واضح کرنے میں بھرپور کوشش فرمائی ہے خاص طور پر اسلام کے خلاف باطل کی طرف سے اٹھنے والا فتنہ کوئی بھی ہو اور کہیں سے بھی سر اٹھائے ارباب علم بلا آخر اس کی حقیقت سے پردہ اٹھانے کیلئے میدان عمل میں اتر آتے ہیں ماضی بعید کے جبر یہ وقدریہ ہوں یا روافض و خوارج کی وباء پھر منکر نبوت ہوں یا ختم نبوت اور یا پھر انکار قرآن، انکار حدیث یا عداوت اسلام کی بدترین بھیانک شکل جو عداوت صحابہ کے گھناؤنے کردار کے ساتھ اہل اسلام کے خلاف صف آراء ہے یہ اور اس طرح کے تمام فرق باطل کے راستے میں اہل حق سید سکندری بن کر حائل ہوئے ہیں۔.........................

خدا جانے اس بات میں کتنی واقعیت ہے مگر راقم کی محدود سی معلومات کا جہاں تک تعلق ہے وہ یہ کہ صدیوں سے امت اسلامیہ کو ایک زبردست دھوکہ دیا جا رہا ہے اور وہ یہ کہ عدوانِ آل رسول ایک جھوٹا لیبل اپنے اوپر چسپاں کر کے آل رسول کے چشم و چراغ اور معدن علم وعرفان حضرت سیدنا ومولانا محمد بن عبداللہ الحسنی المہدی

علیہ الرضوان کے مقدس و پاکیزہ نام کو کسی ایسے شخص پر چسپاں کر کے پیش کر رہے تھے
جو فی الحقیقت دشمنانِ اسلام کا مقتدا ہے اس مبارک نام کو غلط استعمال کرنے کے
ناقابل تردید شواہد موجود ہونے کے باوجود (راقم کے ناقص علم کے مطابق) اس فریب
کاری کا پردہ چاک نہیں کیا گیا حالانکہ یہ بات بالکل واضح اور شک وشبہ سے پاک ہے
کہ دجال اور شخص کا نام ہے جو اسلام کا بدترین دشمن اغیار یعنی یہودیوں کا مقتدا ہوگا
اور حضرت محمد بن عبداللہ المہدی ایسا مجاہد فی سبیل اللہ ہوگا جس کی جوانی میدان کارزار
میں اور جوانی سے آگے کا حصہ علم اسلام کی سربلندی میں صرف ہوگی ۔اس واضح
حقیقت میں اختلاف وتردد نہ ہونے کے باوجود ایک عرصہ گزر گیا کہ بعض عاقبت نا
اندیش حضرت محمد بن عبداللہ المہدی کے مبارک نام کو کسی غیر پر فٹ کر کے امت
اسلامیہ کو شدید گمراہی کی دلدل میں غرقاب کرنے کی تحریک چلائے ہوئے ہیں مگر اس
گھناؤنے فریب کی حقیقت کرنے کیلئے قلم کی سیاہی تا حال ایسی خشک ہے کہ حقیقت
حال کا کسی کو پتہ نہیں بتایا جاتا راقم نے اپنی ہزاروں خامیوں کے باوجود اس مشکل کام
کا بیڑا اٹھایا اور چند ایک معلومات جمع کر کے برادران اسلام کی خدمت میں پیش کر
دی ہیں تاکہ میرے محبوب کریم ﷺ کی امت اپنی پاکیزہ راہ پر ثابت قدمی سے جم
جائے گمراہوں کو راستہ دکھایا جائے اور فریب کاروں کو آخرت کے عذاب سے
ڈراتے ہوئے اس گھناؤنے کام کو ترک کرنے کی ترغیب دی جائے بندہ راقم چونکہ
طالب علم ہے لہٰذا یہ عامی سطح کی چند معلومات ارباب علم کے بحر علم میں اضافہ کا باعث
نہ ہوگی البتہ ان ارباب علم کی توجہ اس نازک اور اہم ترین امر کی طرف متوجہ کرنے کا
باعث ضرور ہوگی اور بندہ کو یقین ہے کہ جب ارباب علم کا قلم اس دیرینہ وضاحت

طلب امر کی طرف متوجہ ہوا وہ دن انشاءاللہ دلیل کے میدان میں فریب کار اور عدوان آل رسول کی زندگی کا آخری دن ہوگا کاش ارباب علم اس طرف متوجہ ہوسکیں اور امت کو بتائیں کہ اغیار کے قائم المنتظر سے وابستہ گروہ کیسی مکاری اور کمال فریب کاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پر ہمارے محبوب رسول حضرت محمد ﷺ کی آل سے پیدا ہونے والے مجاہد اسلام اور دشمن دجال کا مبارک نام فٹ کرتے ہیں جیسے کہ وہ راعنا کہنے والوں کا کردار اور طریقہ کار تھا بعین وہی طریقہ واردات یہاں پر بھی استعمال ہورہا ہے۔ بہرحال اس خطرناک فریب کاری کا پردہ چاک کر کے یہ امر واضح کرنا از حد ضروری ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ المھدی وہ نہیں ہے جو مسجد گرائے، محمد کی شریعت چھوڑ کر حضرت داؤد کی شریعت کو نافذ کرے۔ جدید ٹیکنالوجی کے بل بوتے پر بندگانِ خدا کو اپنا غلام بنائے یہ کام تو دجال کے ہیں اور انہیں کے پیروکار اب ان کو چھپا کر اوروں کا اس پر لیبل لگاتے پھر رہے ہیں۔ اس جھوٹ کو واضح کرنا دراصل آل رسول ﷺ کی عزت و ناموس کی حفاظت کرنا ہے۔ لہٰذا ارباب علم و دانش اور پوری امت کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

امین بجاہ النبی الامی الکریم و ﷺ علی حبیبہ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ وازواجہ و اتباعہ اجمعین برحمتك یا رحم الرحمین

ابوسعد اللہ غفرلہ

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی وسلم علی رسولہ الکریم

قیامت کے قریب ظاہر ہونے والی قیامت کی علامات میں سے بھی یہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان تشریف لائیں گے۔ مہدی ان کا نام نہیں لقب ہے۔ ان کا اسم گرامی محمد والد کا نام عبداللہ اور اہل علم کے فرمان کے مطابق ان کی والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوگا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں میں سے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور ان کے دو بیٹوں سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ میں سے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی لڑی سے پیدا ہوں گے۔ جب دنیا کا سفر زندگی اختتام کے قریب ہوگا اور ظلم و جور سے زمین بھر چکی ہوگی۔ عدل و انصاف نام کی کوئی چیز نہ رہے گی۔ رزیل لوگ سردار اور شریف ذلیل سمجھے جانے لگیں گے تب حضرت محمد بن عبداللہ المہدی عرب کی دیہاتی آبادی میں پیدا ہوں گے۔ ایام شباب میں اسلام کی ہچکولے کھاتی ناؤ بچانے کی فکر میں جہاد کریں گے۔ عمر چالیس سال ہونے تک ایسے خاص قسم کے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ حج کے موقعہ پر حجر اسود کے قریب کچھ مقرب الٰہی اللہ لوگ پہچان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ انکار و اصرار کا سلسلہ طے ہو جانے کے بعد بالآخر وہ بیعت قبول کر کے مسلمانوں کی فلاح و اصلاح کیلئے تدبریں شروع فرمائیں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کی خبر جب دور تک پھیل جائے گی تو شام سے مقابلہ کیلئے ایک لشکر چلے گا مگر خدائے واحد اس لشکر کو راستے ہی میں تمام فرما دیں گے۔ پھر مہدی با قاعدہ اسلامی لشکر

کی قیادت فرماتے ہوئے کفار سے لڑیں گے تاآنکہ زمین پر ان کی حکومت قائم ہوجائے گی۔ ان کے زمانہ میں عدل وانصاف کا دور دورہ ہوگا۔ امن وآشتی کی بہاریں زمین کی رونق کو دوبالا کر دیں گی۔ سخاوت کے چرچے ہوں گے۔ باران رحمت کی موسلا دھار بارش ہوگی۔ باہمی محبت ورواداری کی بہار عروج پر ہوگی۔ یہ ہے مختصر سا خلاصہ ان روایات اور ارباب علم کے ارشادات کا۔ جو حضرت مہدی کے بارے میں کتابوں کے اندر موجود ہے۔ حالات کے تیور بتارہے ہیں کہ اب حضرت مہدی کی تشریف آوری میں کوئی زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ بہت جلد اب یہ قصہ حال ہونے کو ہے۔ بہی خواہان اُمت بھی ان آنے والے احوال سے اُمت کو آگاہ کرنے کی تدبیریں فرمارہے ہیں۔ روایات کی روشنی میں یہ بات اُمت اسلامیہ کے ہاں اتفاقی ہے کہ حضرت مہدی تشریف لائیں گے۔ جن کی تشریف آوری میں شک وشبہ نہ کرنا چاہیے۔ جو لوگ عقل پرستی کے مرض میں مبتلا ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی اس عقیدے کا انکار کرتا رہتا ہے۔ مگر ریت کی دیوار پر انکار مہدی کی بنیاد رکھنے والوں کا انکاری محل کبھی بھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچا کہ ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہوا کے ایک جھونکے کی تاب نہ لاکر مسمار ہوجاتا ہے۔ ایسے مریضوں کا علاج تو اتنا مشکل نہیں جو سرے سے اس عقیدے کا انکار کرتے ہیں اور تاویلات فاسدہ سے گمراہی کے در کھولتے ہیں۔ البتہ پریشان کن مسئلہ دعویٰ مہدیت کرنے والوں کے ارتدادی مرض کا ہے کہ کوئی یہاں، کوئی وہاں مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ اگرچہ یہ بھی اتنا بڑا مسئلہ نہیں کہ دعویٰ مہدیت کرنا ہی اس کے جھوٹے مہدی ہونے کی علامت ہے۔ گویا سچے مہدی اور جھوٹے مہدیوں کے مابین فرق کو واضح کرنے کیلئے کچھ نہ کچھ تگ ودو

کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مگر مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ الغرض دعویٰ مہدیت کا مرض لاعلاج نہیں اگرچہ ذرا مشکل ضرور ہے۔ سب سے مشکل امر یہ ہے اور جس کی طرف توجہ نہیں کی گئی یا بہت کم ہی اس کی طرف دھیان دیا گیا ہے کہ حقیقی مہدی کے مقابل ایک ایسے شخص کو مہدی کا نام دیا گیا ہے جو فی الحقیقت دشمن مہدی ہے۔ پھر اس کا پرچار اس قدر زوردار طریقے سے کیا گیا کہ عامتہ الناس تو عامتہ الناس بعض پڑھے لکھے بھی خیال کرنے لگے ہیں کہیں وہی دشمن مہدی ہی حقیقت میں مہدی نہ ہو یہ بات اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مسلمان جو نور ایمان سے اپنے دل کو منور کیے ہوئے ہے۔ وہ بہر حال حضرت مہدی کا رفیق اور ساتھی بننا چاہتا ہے۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ مجھے کوئی ایسا طریقہ میسر آ جائے جس سے میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے رفقاء میں شمار کیا جاؤں کیونکہ احادیث میں رفقائے مہدی کے بہت سارے فضائل ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ لہٰذا محبوب کریم ﷺ کے ارشاد فرمائے ہوئے عزت کے مقام کو ہر مسلمان پانا چاہتا ہے مگر سچ وجھوٹ کا فرق ہی معلوم نہ ہو تو پھر کیا ہوگا۔ مثلاً اگر حقیقت حال سے ناواقف شخص میڈیا کے پرفریب پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر کسی ایسے شخص کو مہدی اور ایسے گروہ کو مہدی کا لشکر جان بیٹھے جو فی الحقیقت حضرت مہدی کے خلاف صف بندی کر رہے ہیں تو اس نقصان کا ذمہ دار کون ہوگا؟

ضرورت اس امر کی ہے کہ حقیقت واضح کرنے کیلئے ارباب علم میدان عمل میں اتریں جہالت کی تاریک رات میں علم وعرفان کا چراغ روشن کریں اور حضرت مہدی کے مقابل پیش کیے گئے مہدی کے احوال سے پردہ اٹھائیں مگر اب تک کوئی ایسی تحریر اس حوالے سے معرض وجود میں نہیں آئی جس کا علم راقم اثیم کو ہو سکا ہو۔

جس میں اس نازک مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہو۔ حالانکہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ دوست دشمن کا واضح فرق ہر مسلمان کے علم میں لایا جائے اور آگاہ کیا جائے۔ کہ جس مہدی کی خبریں رحمت عالم ﷺ کی طرف سے دی گئی ہیں وہ روضہ رسول کو توڑے گا نہیں بلکہ اس کی نگہبانی فرمائے گا۔ راقم نے اس سلسلے میں لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔

چنانچہ یہ کمزور سی کاوش اور حقیری کوشش تحفظ ایمان کے جذبہ کے تحت کی گئی ہے جس میں کسی حد تک یہ فرق واضح ہو سکے گا کہ حقیقی حضرت مہدی کون ہیں اور ان کے مقابل جن کو بطور مہدی پیش کیا گیا ہے وہ کن اوصاف کے مالک ہیں تا کہ سادہ لوگ غلط پروپیگنڈا کرنے والوں کے دامِ فریب میں آنے کی بجائے درست صورتحال جاننے کیلئے کچھ غور وفکر کرسکیں آخر میں ارباب علم و بہی خواہان اُمت سے انتہائی لجاحت کے ساتھ درخواست ہے کہ جس نازک موضوع پر اس کتاب میں لکھا گیا ہے۔ وہ بہت اہم بھی ہے اور وقت کی ضرورت بھی۔ انتہائی حساس بھی ہے اور بہت زیادہ توجہ کا طالب بھی، ارباب علم کو اس اہم فرض کے ادا کرنے میں جدو جہد کرنے کی ضرورت ہے۔ راقم نے اپنی ہزار خامیوں کے باوجود اس عنوان پر خامہ فرسائی کی کوشش کی ہے۔ یہ کوشش کیسی ہے؟ اس میں کہاں کیا خامیاں ہیں؟ اور اس سلسلہ میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اگر احسان مندی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے مطلع فرمائیں گے تو بندہ آپ کا بے حد مشکور و ممنون ہوگا۔

آخر میں دینی درد رکھنے والے بہی خواہان ملت اسلامیہ سے التجاء گزار ہوں کہ وہ اپنے دائرہ میں جہاں تک اس واضح اور بے غبار حقیقت کو بیان کر سکتے ہوں وہ

اس سے ہرگز دریغ نہ کریں۔ دنیا کی سب اکثریت بے خبر ہے کہ حضرت مہدی کے خلاف صف آراء ہونے والی قوت اور اس کے قائد کو خود حضرت مہدی کا نام دیا جارہا ہے۔ گویا عدو نے دوست کا خول چڑھا کر دھوکہ دینے کی انتہاء کردی ہے۔ جب دشمنوں کو ہی گہرا دوست سمجھ لیا جائے تو اس وقوم کا وجود بچانا ناممکن ہوتا ہے؟ پس فرزندان ملت کو تقیہ کے گرداب میں غرق ہو جانے والی اس واشگاف حقیقت سے ہر اپنے مسلمان بھائی کو آگاہ کر دینا چاہیے۔ اس کے ساتھ بندہ اپنے ان تمام محسن بھائیوں کا انتہاوی مشکور ہے۔ جو کار خیر اور دین حق کیلئے مسلسل قربانیاں دے رہے ہیں۔ اللہ کریم تمام ارباب حق کو اپنے خزانے سے اچھی جزا دے۔

آمین یا رب العلمین

وصلی اللّٰہ تعالی علیہ خیر خلقه محمد واله واصحابه

وازواجه برحمتك یا ارحم الراحمین

(ابن سلطان محمود پاکستانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ نا قابل انکار حقیقت ہے کہ قوموں کی اصلاح وفلاح کیلئے جن ہستیوں کو منتخب کیا گیا انہوں نے ہر طرح کے حالات کا سامنا کرنے کے باوجود اپنے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی انتھک اور بھرپور کوشش کی ہر آنے والے نے اپنی قوم کو آنے والے حالات سے آگاہ کر کے نفع کی راہ اختیار کرنے اور نقصان سے بچنے کی ترغیب ارشاد فرمائی ان چنے ہوئے نفوس قدسیہ میں اس منتخب جماعت کے امام اور ہمارے محسن ومحبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر بھی ہے۔ جنہوں نے اپنی امت کی اس انداز سے رہنمائی فرمائی اور آنے والے حالات وخطرات اور حوادثات کے بارے میں اس قدر صاف صاف نشاندہی کی جیسے کسی راہ بھٹکے کو انگلی پکڑ کر اس کی منزل تک پہنچا رہے ہوں۔ بے شک رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فانی مسکن پر 63 سال ہی گزارے اور اعلانِ نبوت کے بعد کوئی 23 سال کا عرصہ ہی اپنی اُمت کو نشانِ منزل دکھاتے ہوئے صرف فرمایا مگر صبح قیامت تک کے سفر میں ہر موڑ، چوک اور نشیب وفراز کا پورا نقشہ اُمت کے ہاتھوں تھما دیا اربابِ علم نے مختلف عنوانات کے تحت بہت کچھ لکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں پیشین گوئی فرمائی تھی اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ سچ ثابت ہوا آنے والے احوال قیامت سے قبل کی نشانیاں اور اس کے بارے میں فرمائی ہوئی خبریں ذخیرہ احادیث میں جا بجا بکھری ہوئی ہیں۔ اصحابِ علم نے ان اخبار کو جمع کر کے مختلف ناموں سے ان مجموعوں کو شائع فرما دیا ہے۔

اُمت اسلامیہ کا المیہ

ہمارے محبوب ﷺ نے جن آنے والے حالات سے خبردار فرمایا تھا۔ان کا مقصد محض تاریخ دانی نہ تھی بلکہ اپنی امت کی راہنمائی مقصود تھی کہ اُمت کہیں اچانک آنے والے حادثوں سے دوچار ہوکر نقصان نہ اٹھا بیٹھے بلکہ وہ ان احوال سے باخبر رہے اور حفظ ماتقدم کے تحت حفاظتی تدبیروں کو اختیار کرے مگر المیہ یہ ہے کہ جب کوئی واقعہ یا حادثہ ہوگزرتا ہے تو بعد میں کہنے والے کہتے ہیں کہ ہاں ہاں ہمارے نبی ﷺ نے اس واقعہ کی خبر تو صدیوں قبل ہی ارشاد فرما دی تھی۔ سو وہ خبر سچی ثابت ہوئی ہمارے نبی ﷺ نے بالکل سچ فرمایا تھا سچے رسول کی سچی خبروں میں یہ خبر بھی تھی جو سچ ثابت ہوئی۔اس میں ذرا شک نہیں کہ اللہ کا آخری نبی ﷺ سچ لے کر آیا اور سچ ہی دعوت دی اس محبوب کی کوئی بات سچ کے علاوہ ہے ہی نہیں سچ کی پہچان ہی یہی ہے کہ جو آپ ﷺ نے فرما دیا بس وہی سچ ہوا مگر ارباب دانش ذرا اس نقطہ پر بھی تو غور فرمائیں۔ کیا ہمارے محبوب ﷺ نے صرف اسی لئے یہ آنے والے احوال ارشاد فرمائے تھے کہ جب یہ احوال عالم واقعہ میں رونما ہوچکیں تو پھر کہنے والے کہہ دیں کہ یہ خبر سچ ہوئی ؟؟

حالانکہ ہمارے محبوب ﷺ نے تو آنے والے احوال سے خبردار اس لیے کیا تھا کہ خبردار یہ کچھ ہونے والا ہے لہٰذا اس حادثہ کے رونما ہونے سے پہلے پہلے تیاری کرلو کہیں بے خبری میں نقصان نہ اٹھا بیٹھو۔اب کوئی شخص قبل از وقت تیاری نہ کرے اور بے خبری میں نقصان اٹھا بیٹھے تو اس کی حالت اس سیلاب زدہ سے مختلف نہ ہوگی

جس کو جاننے والوں کی طرف سے خبر مل چکی تھی کہ سیلاب آنے والا ہے پانی کا ریلا اب قریب ہی آ چکا۔ مگر اپنے کام میں مست ساحل کا مکیں سیلاب سے بچنے کی کوئی تدبیر نہیں کرتا بلکہ اپنی مستی میں وقت گزارتا چلا جاتا ہے تو یقین جانیے ایسا شخص سیلاب کی منہ زور موجوں سے اپنے ساز وسامان کو نہیں بچا سکتا اب اگر وہ سیلاب زدہ شخص کہہ دے کہ کہنے والے نے بالکل سچ کہا تھا کہ سیلاب آنے والا ہے۔ وہ کتنا سچا آدمی تھا۔ چلو خبر دینے والے کے سچا ہونے میں تو شک نہیں مگر سوال یہ ہے کہ اس خبر سے اس نے کیا فائدہ حاصل کیا؟ سچ تو یہ ہے کہ سچائی کا یہ اعتراف اسے نقصان سے ہرگز نہیں بچا سکے گا؟

محسن انسانیت ﷺ نے تو حوادث کے بعد اس سے بھی بڑے حوادث کے بڑھتے ہوئے سیلاب اور اس کی تباہ کاریوں سے پوری طرح آگاہ فرمادیا ہے۔

اب یہ کام ان ساحل کے مکینوں کا ہے کہ وہ پیش بندی کے طور پر حفاظتی تدابیر اختیار کریں ورنہ اس منہ زور سیلاب کی بڑھتی موجیں اسے نشان عبرت بنادیں گی ایسے نقصان میں مبتلا ہوگا جس کا ازالہ بھی ممکن نہ ہوگا۔

عالم فانی کا فیصلہ کن موڑ

قوموں کی راہنمائی فرمانے والوں نے اپنی قوموں کو عالم فانی کے اختتام کی خبریں بتائی ہیں مگر رحمت عالم ﷺ نے عالم فانی کے اس فیصلہ کن موڑ کو جس صاف وضاحت اور روشن مثالوں سے بیان فرمایا اس طرح سے کوئی بتانے والا نہیں بتا سکا بے شک سچے محبوب کی سچی خبروں میں یہ سچی خبر عالم وجود میں آیا ہی چاہتی ہے جس کا ہر

نشان اس کی سچائی پر نشان لگاتا جا رہا ہے یعنی جو علامتیں اور نشانیاں اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمائی قیامت کی وہ ساری نشانیاں ایک ایک کر کے پوری ہوتی چلی جارہی ہیں اور یہ بوڑھی دنیا اب بہت جلد نزع سے گزرنے والی ہے اس فیصلہ کن موڑ سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا فیصلہ کن امتحان لینے والا ہے یہ امتحان فیصلہ کن ثابت ہوگا جس میں ہر سوال اور سوال کا ہر جواب فیصلہ کن ہے مثلاً یہ کہ دنیا اب دو قسموں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ ایک طرف مادیت، پیسہ، دولت اور آسائش زندگی کے سارے سامان اور دوسری طرف پتھروں کی چٹانوں پر مثل شاہین بسیرا کرنے والے مفلوک الحال پگڑیوں والے جن کا گزران کبھی سوکھی روٹی پر تو کبھی درختوں کے پتوں پر اب بتاؤ تم کس کے ساتھ ہو؟؟؟ کیونکہ درمیان کی سرخ لکیر نے ان دونوں کو بالکل جدا جدا کر دیا ہے تماش بین رہ کر اب وقت گزارنا ممکن نہیں رہا اِدھر یا اُدھر ایک طرف ہونا پڑے گا۔

اب کیا ہوگا؟؟؟

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا مگر اللہ کی طرف سے خبروں کو نشر فرماتے محسن کائنات ﷺ نے جو فرما دیا وہ ضرور ہو کر رہے گا بہت کچھ فرمایا ہوا تو ہو بھی چکا ہے اور کچھ فرمایا ہوا ہو رہا ہے کچھ باقی بھی ہے۔

قیامت کی علامات اور نشانیاں لکھنے والوں نے اتنا ضرور لکھ دیا ہے کہ سبق حاصل کرنے والوں کو وہ پوری طرح سے کفایت کرے گا ہم اپنے دانشمندانہ اور غیور مسلمان بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ایک غیور ملت اور فکرمند قوم

کی طرح حالات کے تیور دیکھ کر مضبوط صف بندی کی اشد ضرورت ہے۔

اگر نبوی ارشادات ﷺ کا وہ حصہ جو قرب قیامت کی علامات ونشانات پر مشتمل ہے وہ سامنے رکھ کر دور حاضر کا مطالعہ کیا جائے اور وقت کی تیز رفتاری، طرح طرح کی ایجادات، نت نئے تجربات اور قدرتی وسائل کو مسخر کرنے کی کوششوں کا جائزہ لیا جائے تو ان مناظر میں زمانے کے تیور اور وقت کی نبضیں صاف بتا رہی ہیں کہ کچھ نہیں بہت کچھ ہونے والا ہے۔

کیا ہونے والا ہے؟؟؟

اس سوال کے جواب میں بولیاں اپنی اپنی ہیں۔ یہود کہتے ہیں یہودی ریاست قائم ہونے والی ہے کیونکہ ہمارا قائم المنتظر ابھی آیا ہی چاہتا ہے جس نے یہودی ریاست کو قائم کرنا اور غیر یہودیوں کو فنا کر کے رکھ دینا ہے عیسائیوں کا کہنا ہے کہ نزولِ عیسٰی علیہ السلام کے بعد بس ہم ہی ہم ہیں۔ باقی سب یا عیسائی ہو جائیں گے یا زیر زمین خاک میں مل جائیں گے جبکہ مسلمان ملت کا نظریہ ہے کہ سب آئیں گے یہودیوں کا کانا قائم المنتظر بھی عیسائیوں کا کہا ہوا فارقلیط (حضرت عیسٰی علیہ السلام) بھی اور حضرت محمد بن عبداللہ المھدی بھی مگر پوری کائنات میں جھنڈا صرف اور صرف خاتم المعصومین ﷺ کا ہی بلند ہوگا ان آنے والوں میں سے دو تو آئیں گے ہی اسی کام کیلئے جبکہ تیسرا اسی پرچم کو سرنگوں کرنے کی ابلیسی کاوش میں مصروف ہوگا اور اپنے کئے کی سزا بھگتنے گا۔ بالآخر مقام لُد پر لِد ہو جائے گا۔

کون کیا کر رہا ہے؟؟؟

تین قوموں کے تین نظریے اس وقت کی بحثوں کا بڑا موضوع ہیں۔ ان تین افراد نے آنا تو ہے مگر ان سے پہلے ان کے معاونین پیدا ہو جائیں گے۔ ان خبروں کے پیش نظر اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہودی لوگ اپنے قائم المنتظر کیلئے بے قرار ہیں اور وہ اس کا ساتھ دیں گے عیسائی اپنے نظریے کے مطابق اپنے فارقلیط کے منتظر بیٹھے ہیں اور مسلمان حضرت مہدی و حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تشریف آوری کا عقیدہ رکھتے ہیں یہ بات تو عقیدہ ذہنی رجحان کی ہوئی اب کون کس کیلئے کیا کر رہا ہے؟ کیا کوئی قوم قبل اس کے کے اس کا نجات دھندہ ان کے پاس آئے وہ اس کیلئے کوئی تیاری کر رہی ہے؟ اگر غور کیا جائے تو اس وقت یہودی مشن نے ایجادات اور دولت کے ذریعے پوری دنیا کو اپنے حصار میں بند کر لیا ہوا ہے۔ دنیا بھر میں دولت' تجارت اور معیشت پر ان کی اجارہ داری قائم ہو چکی ہے۔ کسی جگہ حکومتوں کو گرانا ہو یا اٹھانا اپنے مطلب کے بندے لانا اور ان کے مفادات پر زد لگانیوالوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا یہودیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے امریکہ سمیت ساری دنیا ان کی انگلی کے اشاروں پر ناچتی کودتی نظر آتی ہے فری میسن کے کالے کرتوتوں ان کے اہداف و مشن سے ہر وہ شخص آگاہ ہوگا جو کچھ تھوڑی بہت معلومات بھی رکھتا ہو، یہ سب کچھ دجال کے معاونین کی دجالی ریاست قائم کرنے اور دجال کے استقبال کرنے کا مظاہرہ ہے۔

دوسری طرف عیسائی قوم امریکی اقتدار کے ذریعے پوری دنیا پر اپنا اقتدار قائم کر چکی ہے۔ امریکی اشاروں پر کئی وردیاں لیک ہو چکی ہیں اپنے جبر اور ظلم کے بل

بوتے پر دنیا کے ہر انسان کو وہ اپنا غلام بنا چکے ہیں۔ ان کی نظر میں سب سے بڑا جرم مسلمان ہونا ہے۔ مسلمان سے مراد وہ مسلمان نہیں جو کہتے ہیں ہم آدھے مسلمان ہیں شراب پیتے ہیں سور نہیں کھاتے' اہل اسلام کی تذلیل وتحقیر کیلئے گوانتانا موبے کا چنگیز خانہ ایک نمونہ ہے جو ہر جاننے والے کے علم میں ہے یہ سب کچھ وہ اپنے فارقلیط کے استقبال میں کر رہے ہیں۔

دنیا کی من حیث القوم سب سے بڑی ملت مسلمان قوم ہے۔ معدنی وسائل، قدرتی نعمتوں اور عطائی صلاحیتوں کے علاوہ قرآن پاک وصاحب قرآن کی بلاشرکت غیر مالک یہی ملت اسلامیہ ہے۔ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے احسان مندیوں کی حد ہی فرمادی کہ ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر۔ نیکی ایک ہو تو کم سے کم دس سے ضرب۔ ایک دن میں نمازیں پانچ ثواب پچاس کا۔ پھر جماعت کے ساتھ نماز ایک ثواب ستائیں کا۔ حرم مکی میں ادا کی جانے والی ایک نماز پر لاکھ کا ثواب! بھلا عطاؤں کی کوئی حد بھی ہے؟؟؟

مگر اے محبوب کائنات ﷺ کی غلامی کا دم بھرنے والی ملت بتلا تو سہی کیا تو نے بھی کوئی تیاری کی ہے؟ کیا امریکی اقتدار کی طرح کی کوئی طاقت یا دنیا کو مٹھی میں لینے کی کوئی سی کارگر تدبیر جو بطور فخر کے اپنے محسن کو تو پیش کر سکے کیا تیرے دامن میں کوئی ایسا کارنامہ ہے؟ جو تو اپنے پیارے کی خدمت میں حاضر کر سکے!!! بول تو سہی کوئی اپنا کمال، کوئی تحفہ، کوئی ہدیہ ہے کچھ؟؟؟

اے محترم قارئین کرام بشمول راقم کوئی بھی ہم میں سے اس کا جواب نہیں دے پاتا کہ مجموعی طور پر من حیث الملت اپنی قوم کیلئے ہم نے کیا تیاری کی!

ملت اسلامیہ کا شیرازہ

اگر کوئی شخص عالم تصور میں حضرت مہدی کے سامنے کھڑا ہو اور وہ یہ سوال فرما دیں کہ کیا ان آنے والے حالات سے آپ کو آپ کے نبی ﷺ نے خبردار نہیں کیا تھا؟ وہ یہود ہیں جن کو تم باطل کہتے ہو۔ انہوں نے اپنے مذہب میں جو دیکھا اسے اپنایا اور اپنے باطل امام کیلئے ایٹم بم، جہاز، نظام مواصلات، طرح طرح کے اسلحہ جات اور ایجادات کر ڈالیں اور یہ عیسائی جن کو تم باطل کہتے اور سمجھتے ہو انہوں نے اپنے نظریے کے مطابق قوت و طاقت جمع کر لی تا کہ وہ تمہیں فنا کر دیں اور تمہارا دین ہمیشہ کیلئے قصہ پارینہ بن جائے۔ بتاؤ تم نے کیا تیاری کی؟ تو بھلا کیا جواب ہوگا؟ کیا یہی کہ ہم نے غداروں کی لمبی فہرست تیار کی اور قرآن پڑھتی زندہ بچیوں کو مسجد میں نظر آتش کروا دیا اور اللہ کے محبوب وقت کے ولی شہید اعظم کا جنازہ پارلیمنٹ کے سامنے پڑا اُمت اور اس کے مقتداؤں کو داستان ظلم سنا رہا تھا۔

مگر ہم اس مظلوم کی صدا کیا سنتے اس کا جنازہ تک پڑھنا گوارا نہ کیا۔ یا یہ کہیں گے کہ اُمت کو صد ا ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کی کوشش میں مصروف رہے تا کہ ہماری سرداری اور شہنشاہی میں ذرا فرق نہ آ جائے۔

سوچنے کی بات

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حق کا پرچم آقائے دو جہاں ﷺ کی اُمت کو ہی عنایت فرمایا ہوا ہے اور یہ کہ دین اسلام کے علاوہ اگر کوئی شخص کسی اور عقیدے یا مذہب کو لیکر بارگاہ حق میں حاضر ہوگا تو وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ اگر چہ

اپنے باطل مذہب اور گمراہ قوم کیلئے کسی نے زمین و آسمان کی تمام اشیاء کو مسخر ہی کیوں نہ کرلیا اور اپنے نظریہ اور باطل عقیدہ کو پھیلانے کیلئے میڈیا کا جال بچھا کر گھر گھر میں اپنی باطل سوچ و فکر کو کیوں نہ پہنچا دیا ہو۔ یہ بات اپنی جگہ اٹل حقیقت اور مسلم فیصلہ ہے۔ مگر کیا دین حق کی عطاء نے ملت اسلامیہ کو قوت عمل اور حفاظت مذہب سے بے نیاز کر دیا ہے کہ چونکہ یہ حق پر ہیں لہذا انہیں کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اس پیغام حق کو پھیلانے اور اغیار کی چیرہ دستیوں سے بچانے کیلئے کوئی لائحہ عمل تربیت دے یا اس باطل سیلاب کو روکنے کی کوئی تدبیر بجالائے۔

حالانکہ ہمارے محبوب ﷺ نے تو مسئلہ تقدیر سن کر یہ کہنے والے کو عمل پر قائم رہنے کی زوردار تاکید فرمائی جو یہ کہ رہا تھا کہ جب تقدیر میں لکھا جا چکا کہ کون جنت یا جہنم میں جائے گا تو پھر ہم عمل کرنے اور حصول خیر کی کوشش کو ترک نہ کردیں؟ کہ جس نے جہاں جانا ہے وہ تو لکھا جا چکا رحمت عالم ﷺ نے پُر زور تاکید فرمائی کہ جذبہ عمل اور حصول خیر کی کوشش و سعی میں سستی ہرگز نہ کرو بلکہ عمل کرتے رہو کیونکہ عمل کرنے کا فعل بھی صفحہ تقدیر پر رقم ہے۔ جب اللہ کے نبی ﷺ دین حق کی تبلیغ اور جذبہ اصلاح کی ترویج و اشاعت میں تمام وسائل بروئے کار لا رہے ہیں اور طرح طرح کی ناقابل برداشت کاوشوں سے نیکی کے پھیلانے اور بدی کے مٹانے کی کوشش فرما رہے ہیں تو کیا اُمت کو اس کی اجازت ہو سکتی ہے کہ وہ قوم عمل میں کمزوری کا مظاہرہ کرے؟؟؟

نہیں ہرگز نہیں اپنی اُمت کی اصلاح و فلاح کیلئے نبی رحمت ﷺ نے آنے والے حوادث و احوال سے مطلع فرما کر فتنوں سے بچنے کی تدبیریں اور حفاظتی اقدام اختیار کرنے کی ترغیب ارشاد فرمائی قوت عمل اور اصلاح علم کیلئے جدوجہد کرنے کا حکم

دیا ہے جن کو اربابِ علم نے کتابوں میں محفوظ فرما کر اُمت کے سپرد کر دیا ہے۔ لہٰذا اُمت اسلامیہ کو آنے والے خطرات سے نمٹنے کیلئے اور ارتدادی سرگرمیوں کے انسداد کیلئے بھرپور تیاری کی ضرورت ہے۔ بالخصوص اب جبکہ دجالی آلہ کار کھلم کھلا اپنا جال پورے زور سے بچھا چکا ہے اور دنیا بھر کی رگوں پر انہوں نے اپنی کلائیاں اپنے طور پر رکھ لی ہیں تاکہ جب اور جس وقت چاہیں وہ زمانے کی چلتی نبضیں روک کر نظام عالم کو تہس نہس کر سکیں۔

لہٰذا لازم ہے کہ ملت اسلامیہ اپنی صف بندی کرے بدی کے منہ زور طوفان کا رخ موڑنے کیلئے جذبہ خیر کے نصیبہ و، کارکن، رضا کار اور کراب میدان میں کود پڑیں۔ سسکتی انسانیت کے دکھتے ہوئے وجود کو دجالی زہر سے بچانا اب پہلے سے بڑھ کر ضروری ہو چکا ہے لہٰذا اُمت اب پھر سے فضائے بدر پیدا کرنے کیلئے تیار ہو جائے کہ دشمن سر پر آ چکا۔

اسلامی نظریہ حیات کے گرد گھرا تنگ ہو چکا۔ دین اور دین دار اب دجالی قوتوں کے عین نشانے پر ہے۔ قبل اس کے کہ غلامی کی زنجیریں ہلا کر فریاد کریں اور زندگی کی چند سانسیں بھیک میں حاصل کرنے کی جستجو کریں اور بے بسی کی موت ہمارا نصیب ٹھہرے۔ ہم مسلمان اپنے آزاد دین کے سائے میں آزاد زندگی اور مرضی کی موت حاصل کرنے کیلئے اس قافلہ حریت میں شریک ہو جائیں، جس کی قیادت محمد بن عبداللہ المہدی کرنے والے ہیں جن کے پاسبانوں کو سیلاب کی طرح ہر رکاوٹ کو بہاتے جانا ہے اور اس سیلاب کو کوئی بھی نہ روک سکے گا۔

قیامت کی علامتیں اور اُمت کیلئے سبق

جاننے والوں کا فرمانا ہے کہ قیامت سے پہلے واقع ہونے والی جن علامتوں کو اللہ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ وہ تین حصوں میں تقسیم ہو سکتی ہیں۔

1- علامات بعیدہ، 2- علامات متوسط، 3- علامات قریبہ جن کو علامات کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔ ﴿الاشاعۃ لاشراط الساعۃ لعلامہ محمد بن عبدالرسول برزنجی المتوفی 1040ھ﴾

1:- علامات بعیدہ سے مراد قیامت کے واقع ہونے اور قریب آ جانے کی وہ نشانیاں جو واقع ہو چکی ہیں یعنی وہ علامتیں جن کے وقوع اور قیامت کے وقوع میں کچھ نہ کچھ فاصلہ ہے کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''وانا والساعۃ کھاتین'' (متفق علیہ) گویا دو انگلیوں کے درمیانی فاصلہ کی طرف اشارہ فرما کر اعلان کیا کہ قیامت کے اور میرے مابین بس اتنا ہی فاصلہ حائل ہے۔ اسی طرح فتنہ تاتار، حجاز سے آگ کا نکلنا وغیرہ چونکہ ان علامات اور وقوع قیامت میں بہ نسبت دوسری علامات کے فاصلہ قدرے زیادہ ہے۔ اس لئے ان علامات کو بعیدہ کہتے ہیں۔ ان علامتوں کی تفصیل الاشاعۃ للبرزنجی وغیرہ بڑی کتابوں میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

2- علامات متوسطہ سے مراد درمیانی دور کی وہ نشانیاں ہیں۔ جن میں سے کچھ تو وقوع پذیر ہو چکی ہیں اور کچھ ہو رہی ہیں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ دین پر قائم رہنے والوں کی حالت ہاتھ میں انگارا پکڑنے والوں جیسی ہوگی نیز ارشاد فرمایا:۔

☆ ......لیڈر بہت اور امانت دار کم ہوں گے۔

☆......قوموں کے لیڈر منافق، ذلیل ترین اور فاسق ہوں گے۔

☆......بازاروں کے رئیس فاجر ہوں گے۔

☆......پولیس کی کثرت ہوگی۔

☆......بڑے عہدے نااہلوں کو ملیں گے۔

☆......لڑکے حکومت کرنے لگیں گے۔

☆......تجارت بہت پھیل جائے گی یہاں تک کہ تجارت میں عورت شوہر کا ہاتھ بٹائے گی۔ مگر کساد بازاری ایسی ہوگی کہ نفع حاصل نہ ہوگا۔

☆......ناپ تول میں کمی کی جائے گی۔

☆......لکھنے کا رواج بڑھ جائے گا مگر تعلیم محض دنیا کیلئے حاصل کی جائے گی۔

☆......قرآن پاک کو گانے باجے کا آلہ بنالیا جائے گا۔

☆......زیادہ شہرت اور مالی منفعت کیلئے گا گا کر قرآن پاک پڑھنے والوں کی کثرت ہوگی اور فقہا کی قلت ہوگی۔

☆......علماء کو قتل کیا جائے گا۔ ان پر ایسا وقت آئے گا کہ وہ سرخ سونے سے زیادہ اپنی موت کو پسند کریں گے۔

☆......اس اُمت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔

☆......امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار کہا جائے گا۔

☆...... بیوی کی اطاعت اور ماں باپ کی نافرمانی ہوگی۔

☆......طلاق کی کثرت ہوگی۔

☆......نیک لوگ چھپتے پھریں گے اور کمینے لوگوں کا دور دورہ ہوگا۔

☆......شراب خوری اور زنا کی کثرت ہوگی۔

☆......دعوت میں کھانے پینے کے علاوہ عورتیں بھی پیش کی جائیں گی۔

ناگہانی اور اچانک موت کی کثرت ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں۔ درمنثور ج6 صفحہ 52 عن حذیفہ یمان' کنز العمال ج14 صفحہ 224 عن ابن مسعود' عصر حاضر احادیث کے آئینہ میں اور حضرت اقدس مفتی رفیع عثمانی مدظلہ کی علامات قیامت وغیرہ۔

3- علامات قریبہ وہ نشانیاں جو قیامت کے بالکل قریب یکے بعد دیگر لگاتار واقع ہوں گی۔ جیسے ظہور مہدی، خروج، دجال، نزول عیسیٰ علیہ السلام اور یاجوج ماجوج کا نکلنا، آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا، دابۃ الارض اور مغرب کی جانب سے نکلنے والی آگ کا واقع پذیر ہونا۔ قیامت کی ان آخری علامات کو علامات کبریٰ کے نام سے بھی بیان کیا جاتا ہے۔ ان علامات کو بیان کرنے کی غرض عقیدہ معاد کا پائیدار اعتقاد اور حساب و کتاب پر ایمان کو مضبوط بنانا ہے۔ کہ وہ دار الجزاء جس کا تذکرہ تمام بندگان خاص کے لبوں پر جاری رہا۔ اب وہ قریب ہی آچکا اور اس دن کے آنے میں اب کوئی طویل فاصلہ طے کرنا باقی نہیں بس لمحوں کی بات ہے۔ اس انقلابی عقیدہ کا مضبوط اعتقاد انسانی زندگی کو معصیتوں سے پاک بنانے میں بہت حد تک معاون ہے

اس عقیدہ آخرت کا عقل مندوں پر اثر

کسی شخص کو جب یہ بتا دیا جائے کہ اس شہر کا نیک دل عادل اور بہت ہی مہربان حاکم آج شام اپنی رعایا کی عملی زندگی کا جائزہ لینے والا ہے۔ اس حکام نے اپنی

رعایا پر اپنی سخاوت اور دریا دلی کی حد کر دی ہر ایک کو اتنا نوازا کہ وہ سیراب ہو گیا اور ضروریات زندگی کے حصول میں غیر سے مستغنی ہو چکا ہو۔ لہٰذا اپنے رعایا کا جائزہ لینے کیلئے چند قوانین مرتب کر کے سب کو اس کی پابندی کا حکم دے دیا۔

جائزہ لینے کی صورت یہ قرار پائی کہ ہر شخص کے قول و فعل کو مکمل عکس بندی کے ذریعے ویڈیو میں محفوظ کر لیا جائے تا کہ اس کی تمام حرکات وسکنات سے حاکم آگاہ ہو سکے۔ چنانچہ آخری ایک دو منٹ باقی ہوں اور احتیاط سے ان مختصر لمحوں کو گزارنے کا حکم دیا جا چکا ہو۔ تو فرمایئے کہ ایک عقل مند شخص کس کمال احتیاط سے ان مختصر آخری لمحوں کو گزارے گا؟ وہ کوشش کرے گا کہ اس کی معمولی سی حرکت بھی قابل گرفت نہ ہو سکے۔ تا کہ وہ اپنے حاکم مہربان کی نظروں میں نافرمان اور ناقدردان شمار نہ کیا جائے اس کے برعکس جو شخص حاکم مہربان کے بے شمار احسانات کے باوجود اس کے قوانین کو پامال کرتا چلا جائے تو سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ ناشکرا حاکم کے حضور کس قدر ذلت کا سامنا کرے گا۔

پس اللہ کریم نے زمین و آسمان کی لاتعداد نعمتیں انسان کیلئے پیدا فرما کر خود انسان کو جنت میں اپنے ہاتھوں سے بنایا پھر علم، خلافت، جنت کا مسکن اور مسجود مالک ہونے کی دولت سے سرفراز فرما کر سلسلہ انسانیت کو کرۂ ارض پر شروع کیا۔ ابتدا سے ترقی کی طرف مسلسل سفر کرتے انسان کو طویل مسافت طے ہو جانے کے بعد رسول اکرم ﷺ کی غلامی کا تاج پہنا کر بھیجا اور فرمایا کہ اب کائنات انسانی کی زندگی اختتام کے بالکل قریب ہے گویا چند لمحات ہی باقی ہیں جن کے گزرتے ہی قیامت اور پھر عدالت عالیہ میں پیشی، اپنے کیے کا مکمل حساب و کتاب اور جزا و سزا کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

یہ تو محض بات کو سمجھنے کیلئے ایک مثال ہے۔ بھلا کون ایسا حاکم ہوگا جو احکم الحاکمین سے بڑھ کر عنایات فرمانے والا ہو اور وہ ہر ایک کے حالات سے باخبر بھی ہے پھر یہ بھی کہ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک نشانی اور علامت بتا کر خبردار بھی کر دیا ہے کہ بس حساب وکتاب کے شروع ہونے میں اور زندگی کی مکمل وڈیو دکھائے جانے میں کوئی منٹ دو منٹ کا وقت باقی ہے۔ لہٰذا اس وقت کو کمال احتیاط سے گزار لو کہ تھوڑی سی مشقت کے بدلے میں پہلوں سے بڑھ کر معاوضہ اور سب سے اونچا مقام اور عمدہ اجر ملنے والا ہے اب اگر کوئی شخص اس ساری صورت حال کو سامنے ہونے کے باوجود ڈالروں کی چمک، مادیت کی لش پش اور اعلیٰ معیار زندگی کیلئے جاسوسی، کاسہ لیسی، خلافت کی تباہ کاری اور مسلمانوں سے غداری میں صرف کر دے تو ایسے شخص کو کون عقل مند کہے گا اور آخرت کی بربادی سے اسے کون بچا سکے گا؟ پس اے سب سے زیادہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو! ہماری زندگی کی تمام حرکات وسکنات کی عکس بندی ہو رہی ہے۔ صرف ظاہری عمل ہی نہیں بلکہ دل کے دل میں پیدا ہونے والا خیالات بھی محفوظ ہو رہے ہیں زندگی کی ڈسک جب چلنے لگے گی تو دل کی دھڑکن اور دھڑکنوں کے زیر و بم میں حرکت کرنے والے احساسات بھی اپنی اصلی صورت میں صاف طور پر دکھائی دینے لگیں گے۔ لہٰذا کس کا دل مغرب کے میڈیا وار پر رقص کرتا ان کی مادی ترقی، سائنس اور ٹیکنالوجی پر رالیں بہاتا اور دولت کی چمک پر فدا ہونے لگتا تھا اور کون نور الٰہی کو فروزاں رکھنے کی کوشش کرنے والے مظلوموں اور بے کسوں سے جذبہ ہمدردی رکھتا تھا۔ اس کا صاف پتہ چل جائے گا تو پھر ہے۔ کوئی جو زندگی کی چند باقی ماندہ سانسوں میں سانس کے رک جانے تک کمال احتیاط کا مظاہرہ کرتے ہوئے

احاکم الحاکمیں کا ہو جائے قدم قدم پھونک کر رکھتا ہوا چلے اور منزل مقصود کی طرف چلتا جائے تا کہ وہ اپنے مہربان مولا کی نظروں میں سرخرو ہو سکے۔

انصاف پسندوں سے دردمندانہ اپیل

ظلم کی چکی اب تیزی کے ساتھ گھومنے لگی ہے۔ شریفوں کو جینے کا حق نہیں اور عزت والوں کیلئے زمین پر کوئی جائے پناہ نہیں عدل منہ چھپائے پھرتا ہے اور ظلم سر بازار ننگا ناچتا ہے۔ نصیحت کرنے والوں کی نصیحت ہے کہ اب جابروں کے سامنے آنکھ اٹھا کر بات کرنے کی بجائے ہاتھ جوڑ کر زندگی کی بھیک مانگ لینا چاہیے۔ طاقت وروں سے ٹکرانا کوئی دانش مندی نہیں لہذا دجالی نمائندوں کی اطاعت ہی اختیار کر لی جائے اپنے لئے نہ سہی بیوی بچوں کی خاطر ہی سہی۔ اپنے کمزور بوڑھے امی ابا کیلئے ہی سہی۔ لہذا اس کے بغیر اب کوئی چارہ کار نہیں کہ ظلم کی طاقت اور قوت کے سامنے سرنگوں ہو کر شکست قبول کر لی جائے۔ تا کہ آئے والے دن پڑنے والے چھاپے، پولیس گردی، ٹارچر سیلوں کے عذابوں سے نجات اور مصائب والام سے بچا جا سکے ورنہ بصورت دیگر زندگی کا چین تو جائے گا ہی گھر بار اور اعزہ واحباب کے نصیب میں بھی امن وعافیت نہ رہے گی۔

تو کیا دجالی قوتوں کے سامنے مہدی کے ہمراہیوں کو سرنگوں ہو جانا چاہیے۔

اور کیا ایمانی دعوے رکھنے والے کو اب نبوی ارشادات پس پشت ڈال دینا چاہیے۔

ارباب فکر اگر سنجیدہ ہوں تو ان کا جواب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ نہیں ہرگز نہیں دانش مندی یہ نہیں کہ چند دن کی قید سے رہائی پا کر ہمیشہ کی قید مول لی جائے

اور بے وفا دنیا کیلئے اس وفادار ذات کی دوستی قربان کردی جائے جو کریم اور مالک وفا ہے۔ ہاں البتہ انصاف پسندوں کو ان حالات میں احتیاط کا دامن تھام لینا چاہیے۔ عزم وحوصلہ، صبر وثبات سے پائے دار رشتہ اختیار کرلینا چاہیے غیر سنجیدہ طرز زندگی اور ناز ونعم کا طرز ترک کردیا جائے اور فیصلہ کرلیا جائے کہ تن آسانیوں کی بجائے دشوار گھاٹیاں ہی سہی مگر راہ حق میں سب کچھ قربان کرنا ہے اور ظلم کب تک رہے گا۔ بہت جلد یہ تاریک شب ڈھل جائے گی لہٰذا ارباب انصاف کو اب سنجیدگی کے ساتھ اس خلیفۃ اللہ اور دنیا کو عدل سے بھر دینے والے حضرت مہدی کی جماعت کے طور پر منظم کرنا چاہیے اگر چہ اس دشوار سفر میں صبر آزما حالات کا سامنا ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ پس ہماری درخواست ان انصاف پسندوں سے ہے۔ جو ارشادات رحمۃ للعالمین ﷺ پر کامل یقین رکھتے ہوئے انہی کی غلامی میں مرنے اور جینے کا جذبہ رکھتے ہیں کہ وہ اس مردِ مجاہد کے لشکری اور سپاہی بننے کیلئے تیاری شروع کریں۔ جو اس ظلم و جبر کی کالی رات کو عدل نبوی کے روشن چراغ سے منور کرنے کیلئے بھیجا جانے والا ہے۔ ارباب علم کیلئے یہ بات نئی نہیں حضرت مہدی علیہ الرضوان آخری دور میں اُمت اسلامیہ کا رکھوالا، محافظ اور مسیحا بن کر تشریف لائیں گے۔ عوام وخواص نہ صرف اس بات سے آگاہ ہیں بلکہ اس پر مکمل اعتماد بھی رکھتے ہیں۔ اصل مسئلہ حقیقی مہدی کی پہچان کا ہے کہ مہدی کون ہے۔ اس لئے اول ہمیں اس بات کی طرف توجہ کرنی چاہیے کہ حقیقت حال تک ہمیں رسائی حاصل ہوسکے۔ ممکن ہے ہمارے کچھ بھلے مانس دوست یہ ارشاد فرمائیں کہ بھلا یہ کوئی بتلانے کی بات ہے۔ کہ مہدی کون ہے؟ سب جانتے ہیں کہ مہدی ہے اور وہ اہل اسلام کا ایک وقت میں مقتدا بنے گا جہاد کرے گا اور دنیا کو عدل

سے بھر دے گا۔

اس سوال کا جواب عرض کرنے سے قبل یاد دہانی کے طور پر ہم دوستوں سے یہ عرض کریں گے کہ وطن عزیز کے ایک عظیم مرد آہن نے آج سے کوئی 18 '20 سال قبل 2 گھنٹے کا جان دار خطاب فرمایا جس عنوان تھا اللہ کون ہے؟ شروع میں تو ہم بھی حیران ہوئے تھے کہ بھلا یہ کون سا عنوان ہے اللہ کون ہے؟ اللہ کو کون نہیں جانتا اپنے پرائے سبھی تو اس سے واقف ہیں۔ مگر جب اس وقت کے مرد درویش نے بات کو ذرا کھولا تو کتنیوں کی عقل ٹھکانے آ گئی اور صاف معلوم ہو گیا کہ واقعی اللہ کی جو پہچان لازم تھی ہم نے وہ حاصل ہی نہیں کی دسیوں سال بعد بھی پنجابی زبان کی تقریر اللہ کون ہے؟ اپنے اندر وہی تاثیر وافادیت رکھتی ہے۔ جو اس تقریر کی پہلے گھنٹے میں تھی۔ حضرت مہدی کا معاملہ بھی کچھ اس طرح کا ہو گیا ہے۔ کہ بہت سے جاننے والے بھی نہیں جانتے وہ کون تھے اور کس کام کیلئے تشریف لانے والے ہیں۔ ان کے ساتھ کون اور کس طرح کے لوگ ہوں گے؟؟؟

اس لئے مناسب خیال کیا گیا ہے کہ اس معروف نام کی آڑ میں جو ظلمت کدے آباد ہیں ان پس پردہ تاریکیوں سے نقاب کشائی کی جائے تا کہ حقیقی منظر کو دیکھا جائے سکے کہ حضرت مہدی کون ہو گا اور اس کے معاونین متعلقین کس طرح کے لوگ ہوں گے؟ تا کہ انصاف پسند طبیعتیں بغیر کسی شک وشبہ کے اپنے کو ان متعلقین مہدی کے اوصاف میں ڈھال کر اس قافلہ میں شریک ہوں سکیں جو ظلم و جور کو مٹا کر عدل وانصاف کا پرچم لہرانے والے ہیں۔

حضرت مہدی کا تعارف احادیث کی روشنی میں

حضرت مہدی کے نام ونسب، اوصاف احوال ان کے نظام حکومت اور زمانہ کے بارے میں شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے کتب احادیث سے صحیح روایات کا مجموعہ مرتب فرمایا تھا جو اس موضوع پر انتہائی جامع انتخاب ہے۔ ہم ان روایات کا ترجمہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرر ہے ہیں۔ جس کے مترجم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی صاحب ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ میرے اہل بیت (آل اولاد) میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہو جائے جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔

(ترمذی، ج2،ص47)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اہل بیت سے ایک شخص ہوگا جس کا نام میرے نام سے موافق ہوگا۔

☆......حضرت ابوہرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اگر دنیا کا ایک ہی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز کر دیں گے۔ یہاں تک کہ وہ شخص (یعنی مہدی) خلیفہ ہو جائے۔ (ترمذی، ج2،ص47)

ان مذکورہ بالا دونوں احادیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ اہل بیت کے ایک خاص فرد کا قیامت کے آنے سے پہلے خلیفہ ہونا ضروری ہے۔ اس کی خلافت کے بعد ہی قیامت آئے گی۔

☆......حضرت اُم المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ۔ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میری نسل اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا۔

(ابوداؤد، ج2، ص588)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی مجھ سے ہوگا۔ (یعنی میری نسل سے ہوگا اس کا چہرہ خوب نورانی، چمک دار اور ناک ستواں و بلند ہوگی) زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ (مطلب یہ کہ مہدی کی خلافت سے پہلے دنیا میں ظلم و زیادتی کی حکمرانی ہوگی اور عدل وانصاف کا نام ونشان تک نہ ہوگا) (ایضاً)

☆......ابواسحاق السبیعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہوئے کہا کہ میرا بیٹا سیّد ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سیّد، نامزد کیا ہے۔ اس کی اولاد میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ اس کا نام وہی ہوگا جو تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ہے۔ (یعنی اس کا نام محمد ہوگا) سیرت و اخلاق میں (میرے بیٹے) حسن رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہوگا اور شکل وصورت میں اس کے مشابہ نہ ہوگا۔ اس کے بعد پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا کہ یہ شخص زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ (ابوداؤد، ج2، ص589)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص (مہدی) سے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت (خلافت) کی جائے گی اور بیت اللہ کی حرمت وہیں کے لوگ پامال کریں گے اور جب یہ پامالی ہوگی تو اس وقت اہل عرب کی ہمہ گیر ہلاکت ہوگی۔

بعدازاں حبشی قوم چڑھائی کرے گی اور کعبۃ اللہ کو بالکل ویران کردے گی اس ویرانی کے بعد یہ کبھی آباد نہ ہوگا۔ یہی حبشی اس کا (مدفون) خزانہ نکال کرلے جائیں گے۔ (مستدرک ج2ص452)

☆......حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خزانہ کے پاس تین شخص جنگ کریں گے۔ یہ تینوں خلیفہ کے لڑکے ہوں گے پھر بھی یہ خزانہ ان میں کسی کی طرف منتقل نہیں ہوگا۔ اس کے بعد مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوں گے اور وہ تم سے اس شدت کے ساتھ جنگ کریں گے کہ اس سے پہلے کی کسی قوم نے اس قدر شدید جنگ نہ کی ہوگی۔ (راوی حدیث یعنی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات بیان فرمائی۔ (جس کو یہ سمجھ نہ سکے) ابن ماجہ کی روایت میں اس جملہ کی تصریح بایں الفاظ ہے "ثم یجئی خلیفة اللہ المہدی" یعنی پھر اللہ کے خلیفہ مہدی کا ظہور ہوگا پھر فرمایا کہ جب تم لوگ انہیں دیکھنا تو ان سے بیعت کرلینا اگرچہ اس بیعت کیلئے برف پر گھسیٹ کر آنا پڑے بلاشبہ وہ اللہ کے خلیفہ ہوں گے۔ (مستدرک ج4ص463)

☆......حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ محمد بن الحنیفہ سے روایت کرتے ہیں محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے ان سے مہدی کے بارے میں پوچھا؟ تو حضرت نے بربنائے لطف فرمایا دور ہو پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مہدی کا ظہور آخر زمانہ میں ہوگا۔ اور بے دینی کا غلبہ اس قدر ہوگا کہ اللہ کا نام لینے والے کو قتل کردیا جائے گا۔ ظہور مہدی کے وقت اللہ تعالی ایک جماعت کو ان کے پاس اکٹھا کردے گا۔ جس طرح بادل کے متفرق ٹکڑوں کو مجتمع

کر دیتا ہے اور ان میں یگانگت والفت پیدا کر دے گا۔ یہ نہ تو کسی سے متوحش ہوں گے اور نہ ہی کسی کو دیکھ کر خوش ہوں گے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کا باہمی ربط وضبط سب کے ساتھ یکساں ہوگا۔ خلیفہ مہدی کے پاس اکٹھا ہونے والوں کی تعداد اصحاب بدر غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کے مطابق یعنی 313 ہوگی۔ اس جماعت کو ایسی خاص وجزوی فضیلت حاصل ہوگی جو ان سے پہلے والوں کو حاصل ہوئی ہے نہ بعد والوں کو حاصل ہوگی۔ نیز اس جماعت کی تعداد اصحاب طالوت کی تعداد کے برابر ہوگی۔ جنہوں نے طالوت کے ہمراہ نہر اردن کو عبور کیا تھا۔ حضرت ابوالطفیل کہتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ نے مجمع سے پوچھا کہ تم اس جماعت میں شریک ہونے کا ارادہ اور خواہش رکھتے ہو میں نے کہا ہاں تو انہوں نے کعبہ شریف کے دو ستونوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ مہدی کا ظہور انہیں کے درمیان ہوگا۔ اس پر حضرت ابوالطفیل نے فرمایا با خدا میں اس جگہ سے تاحیات جدا نہ ہوں گا۔ راوی حدیث کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوطفیل کی وفات مکہ معظمہ ہی میں ہوئی۔

(مستدرک، ج4، ص554)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمین ظلم وجور اور سرکشی سے بھر جائے گی بعد ازاں میرے اہل بیت سے ایک شخص مہدی پیدا ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

مطلب یہ کہ خلیفہ مہدی کے ظہور سے پہلے قیامت نہیں آئے گی۔

(مستدرک، ج4 ص557)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی میری نسل سے ہوگا۔ اس کی ناک ستواں و بلند اور پیشانی روشن اور نورانی ہوگی۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح اس سے پہلے وہ ظلم و زیادتی سے بھری ہوگی اور انگلیوں پر شمار کر کے بتایا کہ وہ خلافت کے بعد سات سال تک زندہ رہے گا۔ (مستدرک ج4 ص557)

☆......حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کا تذکرہ فرمایا اور اس میں فرمایا کہ وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا۔

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری آخری اُمت میں مہدی پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ اس پر خوب بارش برسائے گا اور زمین اپنی پیداوار باہر نکال دے گی اور وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا اس کے بعد زمانہ خلافت میں مویشیوں کی کثرت اور اُمت میں عظمت ہوگی وہ خلاف کے بعد سات سال یا آٹھ سال زندہ رہے گا۔ (مستدرک، ج4، ص558)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے فرمایا آخری زمانہ میں زمین جور و ظلم سے بھر جائے گی تو میری اولاد سے ایک شخص پیدا ہوگا اور سات سال یا نو سال خلافت کرے گا اور اپنے زمانہ خلافت میں زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح اس سے پہلے وہ جور و ظلم سے بھر گئی ہو گی۔ (ایضاً)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں جو میری اُمت میں اختلاف و اضطراب

کے زمانہ میں بھیجا جائے گا تو وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ زمین اور آسمان والے اس سے خوش ہوں گے وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا یعنی اپنے دادودہش میں وہ کسی کا امتیاز نہیں برتے گا اللہ تعالیٰ اس کے دور خلافت میں میری اُمت کے دلوں کو استغناو بے نیازی سے بھر دے گا۔ اور بغیر امتیاز وترجیح کے اس کا انصاف سب کو عام ہوگا وہ اپنے منادی کو حکم دے گا کہ عام اعلان کر دے کہ جسے مال کی حاجت ہو وہ مہدی کے پاس آ جائے اس اعلان پر مسلمانوں کی جماعت میں سے بجز ایک شخص کے کوئی بھی نہیں کھڑا ہوگا مہدی اس سے کہے گا خازن کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ مہدی نے مجھے مال دینے کا حکم دیا ہے۔ یہ شخص خازن کے پاس پہنچے گا تو خازن اس سے کہے گا کہ اپنے دامن میں بھر لے چنانچہ وہ حسب خواہش دامن میں بھر لے گا اور خزانے سے باہر لائے گا تو اسے اپنے اس عمل پر ندامت ہوگی اور اپنے دل میں کہے گا کیا اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں سب سے بڑھ کر لالچی اور حریص میں ہی ہوں یا یوں کہے گا۔ میرے ہی لئے وہ چیز ناکافی ہے جو دوسروں کے واسطے کافی ووافی ہے۔ اس ندامت پر وہ مال واپس کرنا چاہے گا مگر اس سے یہ مال قبول نہیں کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا ہم دینے کے بعد واپس نہیں لیتے مہدی عدل وانصاف اور دادودہش کے ساتھ آٹھ یا نو سال زندہ رہے گا۔ اس کی وفات کے بعد زندگی میں کوئی خوبی نہیں ہوگی۔

☆ ......حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا یعنی اس کی جگہ دوسرے خلیفہ کے انتخاب پر۔ یہ صورت حال دیکھ کر خاندان بنی ہاشم کا ایک شخص اس خیال سے کہ

کہیں لوگ میرے اوپر بارِ خلافت نہ ڈال دیں۔ مدینہ سے مکہ چلا جائے گا۔ کچھ لوگ اسے پہچان کر کہ یہی مہدی ہیں۔ اسے گھر سے نکال کر باہر لائیں گے۔ اور حجرِ اسود و مقامِ ابراہیم کے درمیان زبردستی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ اس کی بیعتِ خلافت کی خبر سن کر ایک لشکر مقابلہ کیلئے شام سے اس کی سمت روانہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جب مقام بیدا مکہ و مدینہ کے درمیان میدان میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال حاضر ہوں گے اور ایک شخص سفیانی شام سے نکلے گا۔ جس کی ننھیال قبیلہ کلب میں ہوگی اور اپنا لشکر خلیفہ مہدی کے مقابلہ کیلئے روانہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ سفیانی کے لشکر کو شکست دیدے گا۔ یہی کلب کی جنگ ہے وہ شخص خسارہ میں رہے گا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا پھر خلیفہ مہدی خزانوں کو کھول دیں گے اور خوب داد و دہش کریں گے اور اسلام پورے طور پر دنیا میں تمام ہو جائے گا لوگ اسی عیش و راحت کے ساتھ آٹھ یا نو سال رہیں گے۔ (مجمع الزوائد، ج7، ص315)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اگر ان کی مدت خلافت ختم ہوئی تو سات برس ہوگی ورنہ آٹھ یا نو سال ہوگی وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ جس طرح اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ (مجمع الزوائد، ج8، ص317)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں ایک مہدی ہوگا۔ اس کی مدتِ خلافت اگر کم ہوئی تو سات یا آٹھ نو سال ہوگی۔ میری اُمت اس کے زمانہ میں اس قدر خوشحال ہوگی کہ اتنی خوش

حالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔

☆......آسمان سے حسب ضرورت موسلا دھار بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار کوا گا دے گی۔ایک شخص کھڑا ہو کر مال کا سوال کرے گا تو مہدی کہیں گے کہ اپنی حسب خواہش خزانہ میں جا کر خود لے لو۔(مجمع الزوائد ج7 ص 317)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً وموقوفاً مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی میرے اہل بیت سے ہوگا۔ اللہ تعالی اسے ایک ہی رات میں صالح بنا دے گا یعنی اپنی توفیق وہدایت سے ایک ہی شب میں ولایت کے اس بلند مقام پر پہنچا دے گا جہاں وہ پہلے نہیں تھے۔(مصنف ابن ابی شیبہ، ج15 ص 197)

☆......حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالی میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (مراد مہدی ہیں) کو بھیجے گا جس کا نام میرے نام کے اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد بن عبداللہ ہوگا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج15، ص197)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا۔(تو اللہ تعالیٰ اس کو دراز کر دے گا اور) میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (مہدی) کو پیدا کرے گا۔جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم سے بھری ہوگی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج15، ص198)

☆......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک

شخص (یعنی مہدی) سے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی اور کعبہ کی حرمت وعظمت اس کے اہل ہی پامال کریں گے اور جب اس کی حرمت پامال کردی جائیگی تو پھر عرب کی تباہی کا حال مت پوچھو۔ یعنی ان پر اس قدر تباہی آئے گی جو بیان سے باہر ہے۔ پھر حبشی چڑھائی کردیں گے اور مکہ معظّمہ کو بالکل ویران کردیں گے اور یہی کعبہ کے مدفون خزانہ کو نکالیں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج15، ص199)

مشکوۃ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک اہل حبشہ تم سے جنگ نہ کریں تم بھی ان سے نہ لڑو کیونکہ خانہ کعبہ کا خزانہ دو چھوٹی پنڈلیوں والے نکالیں گے۔

تشریح۔ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی قدس سرہ اپنے رسالہ ''قیامت نامہ'' میں لکھتے ہیں کہ جب سارے ایمان دار جہاں سے اٹھ جائیں گے تو حبشیوں کی چڑھائی ہوگی اور ان کی سلطنت ساری روئے زمین پر پھیل جائے گی وہ کعبہ کو ڈھا ڈالیں گے اور حج موقوف ہو جائے گا۔

مدعیانِ مہدیت کا لنڈا بازار

حقیقی مہدی کا تعارف احادیث نبوی کی روشنی میں آپ حضرات نے ملاحظہ فرمالیا۔ اس حقیقی مہدی کے برعکس کچھ مریضان جاہ وزر ایسے بھی پیدا ہوئے جنہوں نے منصب مہدی پر قبضہ جمانے اور اُمت کو ورغلانے کا فرض نبھایا چنانچہ اسلامی تاریخ میں ایسے بہت سارے اہل ہوا کا تذکرہ محفوظ ہے۔ جنہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اگرچہ ان عقل دشمنوں کے جھوٹا اور باطل ہونے کیلئے یہی کافی دلیل ہے کہ وہ

مدعی مہدیت بنے کہ حقیقی مہدی یہ دعوی خود نہیں کرے گا کہ میں مہدی ہوں اور یہ کہ میرے ہاتھ پر بیعت کی جائے بلکہ جیسا کہ روایات میں بڑی صراحت کے ساتھ یہ بات گزری کہ مہدی کو اہل اللہ اور خدامست لوگ حجراسود کے پاس علامات کے ذریعے پہچان لیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے مگر حضرت مہدی مسلسل اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔

بلآخر وہ مدینہ منورہ چلے جائیں گے جب وہاں بھی پہچان لئے جائیں گے تو پھر بھاگ کر مکہ مکرمہ آ جائیں گے۔ الغرض حضرت مہدی اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش فرماتے رہیں گے۔ جبکہ ماضی قریب و بعید کے مدعیان مہدیت نے اپنے مہدی ہونے کا نہ صرف دعوی کیا بلکہ اپنے دعوی کو ثابت کرنے کیلئے جائز و ناجائز تمام داؤ اور حربے اختیار کئے یہ الگ بات ہے کہ وہ چند اپنے جیسوں کو گمراہ کرنے اور بہکانے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔ مگر اپنی کوشش انہوں نے پوری کر دی۔

مہدیت کے دعویدار لوگ کوئی ایک دو نہیں جن کو شمار کر کے ان کے باطل خیالات کا جھوٹ ہونا واضح کیا جائے بلکہ اس بازار میں بیسیوں مہدی اپنی دوکانِ ضلالت چمکائے بیٹھے ہیں۔ پس سب کا تذکرہ کرنا تو دشوار ہے۔ البتہ ماضی قریب کے چند مدعیان مہدیت کا تذکرہ کر دینا فائدہ سے خالی نہیں۔

ذکریوں کا مہدی

پاکستان میں پائے جانے والے گمراہ فرقوں میں ایک ذکری فرقہ بھی ہے۔ جن کا اپنا الگ دین اور نیا ایجاد کردہ مذہب ہے۔ وہ اپنے خودتراشیدہ دین کو

آخرت میں کامیابی وسرفرازی کا ذریعہ جانتے ہیں۔ ان کا بھی اپنا الگ مہدی ہے۔ چنانچہ یہ لوگ ملا محمد اٹکی کو اپنا مہدی آخرالزمان مانتے اور جانتے ہیں۔ یہ لوگ اپنا الگ کلمہ پڑھتے ہیں۔ جس میں الفاظ ہیں۔ **"لاالٰہ اللّٰہ الملک الحق المبین نور پاک نور محمد مہدی نوراللّٰہ"** ان کا یہ کہنا ہے کہ ہمارے مہدی کے آجانے کے بعد اب وہ پرانی شریعت منسوخ ہو چکی ہے۔ اور موجودہ مہدی کی شریعت ذریعہ نجات ہے۔

ذکریوں کے اس نظریہ کو جان لینے کے بعد ذرا رافضی فرقہ کے نظریات پر بھی نظر ڈال لی جائے جو یہ کہتے ہیں کہ جب مہدی آئے گا۔ تو نئی شریعت لائے گا اور قرآن اسی وقت اپنی اصل شکل میں پڑھا جائے گا۔ ارباب انصاف غور فرمائیں دو ناموں کے یک نظریہ فرقوں میں باہمی کتنا اتفاق اور کس قدر گہرا ربط ہے؟ گویا مان جائے دو ناموں سے موسوم یہ دونوں گروہ ایک ہی مذہب کے پیروکار ہیں۔

بہائی فرقہ کا مہدی

بہائیوں کے نزدیک مہدی موعود آچکا ہے اور وہ علی محمد باب ہے جبکہ مسیح موعود بہاء اللہ ہے گویا ان کا کہنا یہ ہے کہ مہدی موعود بھی آچکے اور مسیح موعود بھی آچکے بلکہ آکر جا بھی چکے ہیں اور جو لوگ ابھی تک انتظار میں بیٹھے ہیں۔ وہ خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ جلدی جلدی قیامت کی تیاری کر لیں بہائی فرقہ کی ترجمان کتاب "ظہور مہدی ومسیح" جو فل سائز کے تقریباً پونے سات سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ کے صفحہ (ی) پر لکھا ہے یہود تین ہزار

سال سے رب الافواج کے ظہور کے منتظر ہیں کیونکہ مسیح ابنِ مریم ان کے خود ساختہ معیار پر پورا نہیں اترے عیسائی دو ہزار سال سے فارقلیط کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو ڈیڑھ ہزار سال سے مہدی و مسیح کا شدت سے انتظار ہے۔ لیکن تاریخ نے بتادیا کہ ابنِ مریم کو آئے ہوئے دو ہزار سال گزر چکے ہیں۔ فارقیط کا ظہور تقریبا سو سال پہلے ہو گیا تھا۔

اور مہدی معہود حضرت باب اور مسیح موعود حضرت بہاء اللہ کے ظہور کو 155 سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ (مقدمہ ظہور مہدی و مسیح بہائی پبلشنگ ٹرسٹ رجسٹرڈ پوسٹ بکس 7420 کراچی) گویا ڈیڑھ صدی سے بھی زیادہ وقت ان دو حضرات کی تشریف آوری کو گزر چکا ہے۔

قادیانی اُمت کا مہدی

قادیان کے غلام احمد کا یہ کہنا ہے کہ میں مہدی ہوں۔ اس دعوی کو منانے کے لئے قادیانی پیشوا نے اچھے خاصے ورقے سیاہ کئے ہیں کہ میں مہدی ہوں۔ یوں تو اور بھی کافی صاحبانِ اس منصب کے شائقین آتے جاتے رہیں ہیں۔ مگر مرزا صاحب اس عہدے کو چھہ مارنے میں خاصے حریص واقع ہوئے ہیں۔ وہ اس طرح کہ باقی مہدی صاحبان اسی ایک سیٹ پر جلوہ افروز ہونے پر راضی رہے ہیں۔ ہر طرف ہاتھ مارنے اور مطلق العنانی قائم کرنے کی انہوں نے کبھی نہیں سوچی بلکہ وہ تو سرکردہ لوگوں سے کمپرومائز کرنے پر بھی تیار رہتے تھے۔ جیسا بہائی فرقہ کے علی محمد باب اور مرزا بہاء اللہ صاحب۔ کہ انہوں نے باہمی رضامندی سے عہدے تقسیم کر لئے اور

ایک سیٹ کے مل جانے کو ہی اپنے لئے بہت کچھ سمجھا مگر مرزا صاحب اپنے ساتھ کسی غیر کو شریک کرنے پر بالکل راضی نہیں ہوئے بلکہ ساری سیٹوں پر اکیلے قبضہ جمانے کی بھرپور کوشش کی۔ اگر خیال آیا کہ نبوت بڑا پر عظمت منصب ہے تو چھلانگ لگا کر نبوت کا دعوی داغ دیا کہ میں ہی نبی ہوں اگر کسی مسلمان سے حضرت مہدی کا پر عظمت دور اس کے کمالات واوصاف کے بارے میں سنا تو اس پر قبضہ کی ٹھان لی۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آسمانوں سے واپسی بارے سوچا تو اس مقام ومنصب پر چڑھ دوڑا الغرض نبی، مہدی، عیسیٰ علیہ السلام سبھی کچھ اپنے قبضہ میں رکھنے پر بضد ہوئے اور کسی دوسرے کیلئے اس طرح کے کسی منصب کو گوارا نہ کیا۔ بہرحال ہم نے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ مرزا صاحب اپنے کو مہدی کہتے ہیں چنانچہ خطبات الہامیہ مطبوعہ 1902ء میں لکھتے ہیں۔ ''ایھا الناس انی انا المسیح المحمدی و احمد المھدی'' اے لوگو میں ہی مسیح محمدی ہوں اور میں ہی احمد مہدی ہوں''۔

سرفروشانِ اسلام کا مہدی

چند سال قبل وطن عزیز میں جگہ جگہ پر بھرپور جلسے محافل میلاد اور محفل نعت قسم کے پروگرام ہوتے تھے جن کا انتظام انجمن سرفروشان اسلام نامی ایک تنظیم کرتی تھی ان کا مونوگرام کچھ اس طرح تھا کہ دل بنا ہوتا تھا اور اس دل کے درمیان اللہ لکھا جاتا تھا۔ اس جماعت کے بانی ریاض احمد گوہر شاہی تھے ذکر اور تصوف کے بڑے بڑے دعوے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے پرفریب اعلانات زوردار طریقے سے نشر ہو رہے تھے کہ اچانک گوہر شاہی نے مہدی ہونے کا اور پھر نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ نامعلوم

کتنے وہ لوگ ہوں گے جو اس پر فریب شعبدہ بازی کی نظر ہو گئے ہوں گے۔

جن کو کبھی یہ بتایا جاتا تھا کہ گوہر شاہی کی تصویر چاند میں اللہ نے دکھائی ہے اور کبھی اس طرح کے کئی جھوٹے کمالات بتا کر اس کیلئے نبوت کا دعویٰ آسان بنا دیا تھا۔ اسی طرح صالح بن طریف برغوانی از اندلس نے 135ھ میں مہدی اکبر ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنی الگ ریاست قائم کر لی پھر الیاس بن صالح نے 224ھ میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اس کے بعد یونس بن الیاس مدعی مہدیت ہوا۔ یہ تینوں باپ بیٹا پوتا ایک ہی گھر کے افراد تھے۔ اس دعویٰ مہدیت کا ناسور پانچویں صدی ہجری تک سرایت کر گیا اس عرصہ میں کئی جنگیں اور شدید لڑائیاں ہوئیں۔ مسلمانوں کو بڑی بیدردی کے ساتھ شہید کیا گیا یونس کے بعد اس کا قریبی رفیق ابوغفیر محمد بن معاذ مدعی مہدیت ہوا پھر عبداللہ نے اقتدار حاصل کر کے بحیثیت مہدی کے شہرت پائی اس کا اقتدار چوالیس سال تک قائم رہا 339ھ میں جب اس کا انتقال ہوا تو من گھڑت مہدیوں سے اُمت کو نجات نصیب ہوئی۔

اس منصب کی تڑپ رکھنے اور دعویٰ کرنے والے افراد میں مہدی احمد بن کمال بلخی، حمدان بن اشعث، عبداللہ مہدی، حسین بن زکرویہ، ابوسعید حسن بن بہرام جنابی قرمطی، ابوطاہر سلیمان قرمطی، محمد بن عبداللہ تومرت، محمود واحد گیلانی، ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن ہاشم، عبدالعزیز طرابلسی، سید محمد جونپوری ہندوستان، سید محمد نور بخش، جلال الدین اکبر، احمد بن عبداللہ سلجاسی، احمد بن علی محیرثی، محمد مہدی ازمکی، محمد بن عبداللہ کرد (کردستانی) اور حال ہی میں ضلع ٹوبہ کا شہباز نامی شخص جیسے افراد کے نام ملتے ہیں۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ ''ائمہ تلبیس، ج ا، الفرق و تلبیس لابن

جوزی، الملل والنحل از علامہ شہرسانی، ج ا، تاریخ کامل وغیرہ۔ مہدیت کے دعویدار تو بہت ہوئے مگران کے حاشیہ خیال میں یہ بات نہ آسکی کہ جس مہدی کی خبر صادق و مصدوق پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے۔ وہ مہدی ہونے کا سرے سے دعویٰ ہی نہ کرے گا بلکہ علامات سے اس کو پہچانا جائے گا اور علامات سے پہچانے والے جانتے ہیں ان کے سچے محبوب ﷺ نے مہدی کو پہنچانے کیلئے صاف صاف علامات ارشاد فرمادی ہوئی ہیں ایسی کہ پہچان میں ذرا دیر نہ لگے گی۔

حضرت مہدی کے بارے میں چند ایک روایاتُ کا ذکر اوپر ہو چکا اور یہ ہی معلوم ہو گیا کہ مہدی بننے بنانے کا شوق بہت ساروں کو لگا اور وہ اپنے انجام کو پہنچے اب ایک بہت بڑی اور عام پائی جانے والی غلط فہمی کا ازالہ کرنا مقصود ہے۔

ایک غلطی فہمی

خیال کیا جاتا ہے کہ رافضی لوگ بھی حضرت مہدی کے منتظر ہیں اور یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کی تشریف آوری سے ایک بڑا انقلاب آئے گا قرآن کو اصلی شکل میں ان کے آنے کے بعد ہی پڑھا جائے گا جب تک وہ تشریف نہیں لاتے اس وقت تک دین کے کافی سارے احکامات تعطل کا شکار رہیں گے جیسے کہ جمعہ کی ادائیگی اور صدق مقالی یا ترک تقیہ کا عمل وغیرہ۔ یہ خیال تقریباً عام و خاص سبھی کا ہے کہ حضرت مہدی کے منتظر صرف رحمت عالم ﷺ کے اُمتی ہی نہیں ملت جعفریہ بھی اس سلسلہ میں شریک کار ہے اگرچہ تفصیلات میں کچھ فرق اور اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگر حضرت مہدی کا انتظار کرنے میں ملت اسلامیہ اور ملت جعفریہ دونوں ہی شریک ہیں۔

ہمارے خیال میں یہ ایسی بڑی غلط فہمی ہے جس نے حقیقت کو بہت دور جا پھینکا ہے۔ اتنی بات تو مبنی بر حقیقت ہے کہ انتظار میں ملت اسلامیہ اور ملت جعفریہ دونوں شریک ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر عیسائی اور یہودی بھی ''انتظار'' کے سفر کو طے کر رہے ہیں۔ یعنی اُمت محمدیہ، عیسائی قوم، یہودی قوم اور ملت جعفریہ کسی نہ کسی کا انتظار ضرور کررہے ہیں۔

مگر جس کا انتظار ہے۔ وہ ایک شخص نہیں، بلکہ وہ تین افراد ہیں۔ جس کی کچھ وضاحت ہم گزشتہ اوقات میں کر آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتظار میں عیسائیوں نے عرصہ گزار دیا حتیٰ کہ اب وہ یقین کر بیٹھے ہیں کہ بہت جلد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لا کر ساری دنیا پر حکومت قائم کریں گے۔ یہودی قوم رب الافواج اور نجات دھندہ کے منتظر بیٹھے ہیں اور وہ جن کا انتظار کر رہے ہیں وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد سے ''القائم المنتظر'' ہے یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اس کی بدولت تمام دنیا پر حکومت کریں گے۔ ''میسا یعنی المسیح الدجال' مسیح الشر والضلالۃ کی آمد پر عالمی یہودی ریاست قائم ہو جائے گی۔ تمام غیر یہودی یہودیوں کی اطاعت قبول کرلیں گے اور یہودی ان میں سے صرف اتنے افراد زندہ چھوڑیں گے جتنوں کی وہ اپنی خدمت کیلئے ضرورت محسوس کریں گے۔''

اہل اسلام کے نظریہ میں بہت وسعت ہے۔ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے نزول، حضرت مہدی کا تشریف لانا اور دجال کا خروج اپنی اپنی جگہ درست ہے۔ مسلمان ان تینوں میں سے کسی کا انکار نہیں کرتے اسلامی نقطہ نظریہ ہے کہ دجال کا خروج بھی ہوگا اور اس مسیح الضلالہ کے قتل کرنے کیلئے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہوگا دنیا کو ظلم و جور سے نجات دلا کر عدل و انصاف سے بھرنے کیلئے حضرت مہدی بھی تشریف لائیں گے۔ ان تینوں نظریات میں سے کون سا نقطہ نظر ملت جعفریہ نے اپنایا ہوا ہے؟ اس بارے میں فہم و بصیرت کے ساتھ حقیقت حال کا جائزہ لینا از حد ضروری ہے کہ تاکہ وہ عالمی غلط فہمی جو عام و خاص میں سرایت کر گئی اس کا ازالہ کیا جا سکے۔

حضرت مہدی اور ملت جعفریہ

اتنی بات تو درست ہے کہ ملت جعفریہ بھی سفر انتظار میں شریک ہے اور یہ بات بھی درست ہے کہ جس مہدی کی آمد یا غار سے خروج کا نظریہ ملت جعفریہ پیش کرتی ہے وہ کوئی چوتھی شخصیت نہیں بلکہ یہ بات تقریباً اہل علم کے ہاں اتفاقی ہے کہ خروج دجال، نزول عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور مہدی کے علاوہ کوئی اور ایسی شخصیت نہیں جو کسی عظیم انقلاب کیلئے دنیا میں آنے والی ہو کیونکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں دجال کے علاوہ ان دو حضرات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ لہٰذا قابل غور امر یہ ہے کہ جس مہدی کے غار سے خروج کا عقیدہ ملت جعفریہ رکھتی ہے آیا یہ وہی حضرت مہدی ہیں جن کے بارے میں حضرت خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی اور ملت اسلامیہ ان کے بارے میں نظریہ رکھتی ہے یا کوئی اور شخصیت ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے غار میں حیات دراز سے نوازا ہوا ہے۔ اور وہ قریب قیامت غار سے نکل کر اپنی ملت کی رہنمائی فرمائیں گے۔ پس ارباب تحقیق کی کاوشوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جس حضرت مہدی کا ذکر خیر احادیث میں ہوا اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کے اوصاف جمیلہ بیان

فرمائے ہیں وہ اس مہدی پر بالکل ہی صادق نہیں آتے جس کا عقیدہ ملت جعفریہ نے اپنایا ہوا ہے بلکہ خاتم المعصومین ﷺ کے ارشاد فرمودہ مہدی کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہے جسے ملت رافضیہ نے مہدی کے نام سے متعارف کروایا ہوا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی اس تقابلی جائزہ سے احادیث کی روشنی میں واضح ہوسکتی ہے۔

تقابلی جائزہ

مہدی اہل اسلام کی نظر میں	☆	مہدی کا رافضی نظریہ
ا:۔ان کا نام محمد ہوگا۔ (ترمذی ج2 ص47)	☆	ا:۔اصول کافی میں باب ہے ’’باب النھی عن لاسم‘‘ کہ اس کا نام لینا منع ہے۔(اصول کافی)
۲:۔باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج 15، ص 197)	☆	۲:۔اس کے والد کا نام حسن عسکری ہے۔
۳:۔ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ (الاشراط الساعۃ للبرزنجی)	☆	۳:۔اس کی والدہ کا نام نرجس ہے۔(تاریخ ائمہ)
۴:۔وہ خلافت حاصل کرنے کو ناپسند کرے گا۔ (ابوداؤد، ج2، ص240)	☆	۴:۔وہ حکومت سازی کیلئے ہی آئے گا۔(مخلصاً چودہ ستارے)

۵:۔ حجراسود اور رکن یمانی کے درمیان کے ہاتھ پر بیعت ہو گی۔ (ابوداؤد، ج2،ص240)	☆	۵:۔امام مہدی غار سے خروج کریں گے۔(چہاردہ معصوم)
٦:۔ امام مہدی مدینہ منورہ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوں گے۔ (نورالابصار ص 11 بحوالہ تحفہ جعفریہ مطبوعہ لاہور)	☆	٦:۔امام مہدی سرمن رائی جسے اب سامرہ بھی کہا جاتا ہے۔ وہاں پیدا ہوئے۔(چہاردہ معصوم بحوالہ عقائد جعفریہ، ج2،ص1999)
۷:۔ امام مہدی حسنی سید ہوں گے۔(ابوداؤد)	☆	۷:۔حضرت حسن بیعت امیر معاویہ کے بعد منصب امامت سے معزول ہو گئے (اصول کافی)یعنی امامت ان کی اولاد میں نہ چلے گی۔ لوگوں نے انہیں مذل المومنین کہا (اصول کافی)

امامیوں کے مفروضہ سارے معصوم امام اولاد حسین رضی اللہ عنہ سے ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایک کو بھی امام قبول نہیں کیا گیا۔

٨:۔ امام مہدی کے ساتھ کوئی خط و کتاب یا کوئی غیب صغریٰ و کبریٰ کا معاملہ نہ ہے	☆	٨:۔ خمینی کی کتاب الحکومت الاسلامیہ کے مطابق امام کے خفیہ پیغامات بھی حجت کا درجہ رکھتے ہیں۔ (ص 77) احتجاج طبرسی کے آخری صفحات میں امام مہدی کی غیبت صغریٰ کا یہ حال لکھا گیا ہے کہ چار حضرات نے یہ دعویٰ کیا کہ امام کی غیبت میں ان کے ساتھ ان کا سفارتی رابطہ جاری رہا ہے ان چار میں آخری صاحب علی بن محمد سوری ہیں جن کا انتقال 329ھ میں ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ امامیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ امام حسن عسکری کے صغیرالسن بیٹے مہدی نے غائب ہونے کے بعد اپنے چند خاص لوگوں کے ساتھ رابطہ باضابطہ جاری رکھا اس رابطائی دور غیبت کو وہ غائبت صغریٰ کا نام دیتے ہیں جبکہ آگے چل کر مکمل طور پر آخری معصوم امام صاحب نے سب سے اپنا تعلق توڑ کر بے رخی اختیار کر لی جیسے غیبت کبریٰ کے نام سے لکھا پڑھا جاتا ہے۔

۹:۔ امام مہدی مدینہ منورہ سے مکہ آئیں گے اور بیعت عام خانہ کعبہ میں ہو گی۔ (مجمع الزوائد)	☆	۹:۔ امام سر من رائی غار سے خروج کریں گے ان کے ہاتھ پر حضرت محمد اور حضرت علی ب بیعت کریں گے۔ (حق الیقین ص340)
۱۰:۔ حضرت مہدی کی عمر ظہور و بیعت خلافت کے وقت عمر چالیس برس ہو گی۔ (الحاوی للفتاوی، ج2، ص66)	☆	۱۰:۔ اگر اس سامرا کی غار سے آج ہی امام مہدی کا خروج ہو تو اس کی عمر 12 سو سال سے زیادہ بنتی ہے۔
۱۱:۔ امام مہدی کا ظہور مکمل حالت پردہ میں ہو گا جیسا کہ آدمی مسجد میں مکمل پردہ کے ساتھ حاضر ہوتا ہے۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "یخرج رجل من اهل بیتی فی الحرم" کہ حرم یں میرے اہل بیت میں سے۔ (حضرت مہدی کا ظہور ہو گا مستدک، ج4، ص51)	☆	۱۱:۔ حق الیقین میں ملا باقر مجلسی کا بیان ہے کہ امام قائم برہنہ حالت میں ظاہر ہوں گے کھلے آفتاب کے سامنے اسی حالت میں آئیں گے اور ایک آواز لگانے والا کہے گا یہ امیر المومنین ہیں۔ (حق الیقین بحوالہ تاریخی دستاویز، ص431)

حوالہ پڑھتے ہوئے ہمارے محترم قارئین کرام یہ بھی فرمائیں گے۔

ننگے جسم حرم میں داخل ہونا جالیت کی رسم تھی اللہ کے آخری نبی نے حرام

قرار دے کر بیت اللہ میں ننگے طواف کرنے اور داخل ہونے سے منع فرما دیا۔

۱۲:۔ امام مہدی کا ظہور مسلمانوں کے ختم ہونے یا کم ہو جانے کے وقت نہیں ہوگا کہ جب مسلمان بہت قلیل رہ جائیں گے تب امام مہدی کا ظہور ہوگا۔	☆	۱۲:۔ دنیا میں چالیس مومن کامل رہ جائیں گے۔ تب امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ (چودہ ستارے از نجم الحسن کراوی مطبوعہ امامیہ کتب خانہ موچی دروازہ لاہور)
۱۳:۔ ظہور مہدی کے وقت لوگوں کی عمریں زیادہ یا کم ہونے کا احادیث میں کہیں تذکرہ نہیں کہ حضرت مہدی کی تشریف آوری سے ولگوں کی عمریں دراز ہو جائیں گی۔	☆	۱۳:۔ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا اس وقت امام کے نور سے ساری دنیا روشن ہو جائے گی ہر شیعہ کی عمر ہزار سال ہوگی۔ (انوار النعمانیہ بحوالہ شیعہ اور اسلام کا تقابلی مطالعہ)

نوٹ :۔ انوار النعمانیہ کے مذکورہ حوالے پر اگر قارئین کرام غور فرمائیں کہ ظہور مہدی کے بعد ہر شیعہ کی عمر ہزار سال ہوگی یہ خاص ہزار برس کی زندگی چاہنا کس سبب سے ہے کم یا زیادہ کیوں نہیں۔ کہنے کو وہ لاکھ سال کی عمر بھی مانگ سکتے تھے بلکہ کروڑ سال بھی لکھ دیتے تو ان کا نہ کسی نے قلم روکنا تھا اور نہ کسی نے اعتراض کرنا تھا کہ ایک خواہش اور دلی حسرت ہی ہے ناں اور اظہار و خواہش پر بھلا کیا پابندی!

فقیر بھی اپنی جھونپڑی میں شاہِ زمانہ بن جانے کی خواہش ظاہر کر سکتا ہے

یہاں یہ سوال نہیں کہ اتنی طویل عمر کی خواہش آخر کس بنا پر ظاہر کی بلکہ سوال یہ ہے کہ خاص طور پر ہزار برس کو ہی کیوں ملحوظ خاطر رکھا۔ جو راقم کی سمجھ میں بات آئی وہ یہ ہے کہ آباء کی عادات ابناء یعنی اولاد میں چلتی رہتی ہیں۔ قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے ''یوداحدھم لویعمر الف سنه'' (البقرہ:۹٦) کہ ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ اسے ہزار سال زندہ رہنے دیا جائے۔

یہ قرآنی پردہ کشائی ہے کہ جو تقیہ کے حصار سے نکال کر ان چہروں کو بے نقاب کر رہی ہے جو ہزار سال زندہ رہنے کے طالب تھے۔ اب ظاہر ہے کہ جب ان کا نجات دہندہ آئے گا تو وہ ان کی ہزار سالہ زندگی کی اس خواہش کو پورا کرنے کیلئے ضرور ہاتھ پاؤں مارے گا۔ کامیاب ہو سکے گا یا نہیں اپنے کارندوں سے ہزار سالہ زندگی کی اس خواہش کو پورا کرنے کا وعدہ تو کرے گا پس قرآن پاک کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ ہزار سالہ زندگی کی خواہش کون رکھتے ہیں اور انوار النعمانیہ سے پتہ چلا کہ ان کی اس طویل عمر والی خواہش کو پورا کون کرے گا البتہ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ قرآن پاک نے علی الاعلان یہ فرمان جاری کر دیا ہے کہ ''ان کا ہزار برس زندہ رہنا انہیں عذاب سے نہیں بچا سکے گا جیسا کہ البقرہ کی آیت نمبر 96 سے معلوم ہو رہا ہے۔

۱۴:۔ یہ کہیں بھی احادیث میں مذکورہ نہیں کہ ظہور مہدی کے بعد کسی خاص طبقہ کے ہاں ہر سال لڑکا پیدا ہوگا۔	☆	۱۴:۔ ظہور مہدی کے بعد ہر شیعہ کے ہاں ہر سال ایک لڑکا ہو گا۔ (ایضاً)

۱۵:۔ظہور مہدی کے وقت کسی خاص چشمے کا جاری ہونا کہیں احادیث میں مذکور نہیں۔	☆	۱۵:۔ظہور مہدی کے وقت کوفہ کی جامعہ مسجد سے گھی اور دودھ کے چشمے جاری ہوں گے (انوار النعمانیہ ص160)
۱۶:۔ظہور مہدی کا سب سے پہلا کام شام کی طرف سے مکہ پر چڑھائی کے ارادے سے آنے والے سفیانی لشکر کا مقابلہ کرنا ہے۔ (مستدرک حاکم ج4 ص431)	☆	۱۶:۔جس وقت امام قائم حاضر ہوں گے تو ان کے سامنے سنی کفار کو پیش کیا جائے گا۔
	☆	سب سے پہلے وہ سنی علماء کو قتل کریں گے۔ (حق الیقین ج 1 ص 527 بحوالہ تاریخی دستاویز)
۱۷حضرت مہدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہونے کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ (کنزالعمال ج7 ص268)	☆	جب امام مہدی آئیں گے تو نئی شریعت اور نئے احکامات جاری کریں گے۔ (بحوالہ انوار ج13 ص 587 بحوالہ تاریخی دستاویز ص429)

اس مختصر تقابلی جائزہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مہدی کے نام ونسب اوصاف احوال کے بارے میں اُمت کو

خبر دار کیا ہے وہ ملت جعفریہ والا مہدی نہیں ہے جس کو سامرہ غار میں 12 سو سال سے
زائد عرصہ سے محفوظ رکھا ہوا بتایا جاتا ہے۔

کیا دو مہدی دنیا میں تشریف لائیں گے؟

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ مہدی جس کا تذکرہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا وہ ملت جعفریہ والا مہدی بالکل ہی نہیں بلکہ ان مذکورہ روایات میں بیان فرمودہ
شخصیت کے علاوہ کوئی اور شخصیت ہے تو ذہن میں بے اختیار یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ
کیا دو مہدی دنیا میں تشریف لائیں گے؟ کہ ایک وہ مہدی جس کا ذکر خیر خاتم
المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دوسرا وہ مہدی جس کے بارے میں ملت جعفریہ نے
عقیدہ بنالیا ہے۔

ارباب علم کے نزدیک اس سوال کے جواب میں سوانفی کے کوئی بات نہیں
کہی جاسکتی کیونکہ ان دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک بھی اس کا قائل نہیں گویا یہ
بات فریقین کے ہاں بھی مسلم اور اتفاقی ہے کہ مہدی تو دنیا میں ایک ہی آئے گا نا کہ
دو۔ لہٰذا طے کرنا ہوگا کہ ان دونوں مہدیوں میں سے کس مہدی نے دنیا میں ظہور فرمانا
اور نظام عدل کو قائم کرنا ہے کیونکہ یہ بات واضح ہوچکی کہ ملت اسلامیہ اور ملت جعفریہ
کے مابین مہدی کے بارے میں جو نظریات موجود ہیں۔ ان میں کچھ ایسا تباین و تضاد
ہے کہ دونوں کا ایک جگہ جمع ہو جانا محال ہے۔ یہاں تطبیق، تاویل یا ترجیح کا کوئی قول
اختیار ہی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان نظریات میں نسبت کسی ایک شخص کی طرف نہیں بلکہ
دو فریقوں کی طرف ہے پس یہ طے کرنا لازم ہوا کہ کون سا مہدی دنیا میں ظہور فرمائے

گا وہ جوملت جعفریہ کے نظریہ سے مطابقت رکھتا ہے یا وہ جوملت اسلامیہ کے نظریہ سے مطابقت رکھتا ہے۔

مہدی سے ملت اسلامیہ کی کیا مراد ہے

جب صورت حال یہ ہے جو اوپر مذکور ہوئی تو بندہ راقم اثیم عرض گزار ہے۔

"ان کان حقا فمن اللہ وان کان خطا فمن نفسی فاستعفرہ من اللہ"

کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک لفظ سے متکلم کی مراد کچھ اور ہوتی ہے اور سامع کے ذہن میں کوئی دوسری چیز آوارد ہوتی ہے اب اگرچہ سننے سنانے والے نے لفظ تو ایک ہی سنا اور سنایا ہے مگر فرق مراد کی بنا پر دونوں کیلئے حکم ایک طرح کا نہ ہوگا۔ جیسے حضرات ابراہیم علیہ السلام کا اپنی اہلیہ سارہ کے بارے میں یہ فرمانا کہ وہ میری بہن ہے اس کی ایک وہ صورت واقعہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذہن میں ہے کہ میرے دین کے اعتبار سے بہن ہے اور ایک وہ شکل ہے جو ظالم بادشاہ کے ذہن میں ابھری دونوں کا ایک ہی حکم بیان کرنا اس لئے درست نہیں کہ ایسا سمجھنا متکلم کی مراد کے خلاف ہے البتہ متکلم کی مراد اس اصطلاح یا لفظ سے کیا ہے؟ اس کیلئے قرائن سے جائزہ لینا اور قرائن کو پیش نظر رکھ کر معنی متعین کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔

اس گزارش کے بعد عرض ہے کہ لفظ مہدی کا ایک مفہوم تو وہ ہے جو ملت اسلامیہ کے اذہان میں ابھرتا ہے اور ایک وہ صورت ہے۔ جو امامی فرقہ کے خیالات میں پائی جاتی ہے۔ حضرت مہدی کا نام آتے ہی ملت اسلامیہ کا فکری زاویہ خراسان کے اس لشکر کی طرف گھوم جاتا ہے۔ جو بڑھتا ہوا ظلم کا سیلاب روکنے کیلئے چلے گا

سفیانی لشکر کے بخیے بکھیر نے کے بعد دنیا میں نظام عدل کو قائم کرے گا۔ آپ ﷺ کی چار بیٹیوں میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت رضی اللہ عنہا کے دونوں نور نظر حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ میں سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہو گا۔ باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔ وہ سخاوت کا ایسا معدن ہو گا کہ دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کے عطاء کرے گا اور شمار بھی نہیں کرے گا۔ رحمت عالم ﷺ کی سنت کو قائم کرے گا ظالموں سے جہاد کرے گا۔ مکہ اور مدینہ کا محافظ اور پہرے دار ہو گا۔ انسانیت کا وقار قائم کر کے شرافتِ انسانی کا چراغ روشن کر دے گا۔ اس کی حکومت سات یا نو سال تک حضور کی اُمت اور ایک ایک مسلمان کی محافظ و پہرے دار ہو گی۔ وہ مردوں کی توہین تو کیا زندوں کی بھی توہین نہ کریگا۔ اس سے ہزاروں کوسوں دور ہے۔ یہ بات کہ وہ کسی فوت شدہ عورت کو زندہ کر کے اس کی لاش پر کوڑے برسائے چہ جائے کہ ایسی بات حرم رسول ﷺ کے بارے میں بکی جائے وہ اُمت کیلئے رحمت ہو گا نہ کہ عذاب۔ الغرض جب بھی قرب قیامت میں تشریف لانے والے مہدی علیہ السلام کے بارے میں ملت اسلامیہ کے سامنے تذکرہ خیر ہوتا ہے تو خیر بھلائی، محبت و مودت اور حسن معاملہ کا جو نقشہ اذہان میں بیدار ہو جاتا ہے وہ بہت عجیب و غریب ہے۔ آسان لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے حضرت مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں علامات کا ایسا نقشہ فراہم فرمایا ہے۔ جس کی موجودگی میں شک شبہ کی ہر دیوار مسمار ہو جاتی ہے۔

ملت جعفریہ اور حضرت مہدی

جبکہ یہ لفظ جب بولا جائے اور ملت جعفریہ کی ذہنی سکرین کو ان کی کتابوں

کے واسطہ سے دیکھا جائے تو جو صورت اور نقشہ اس لفظ کے سایہ میں محفوظ رکھا گیا ہے۔ وہ بہت حیران کن ہے۔ آسان لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مہدی کا جو نقشہ بیان فرمایا ہے۔ اس کے بالکل متضاد ایک شکل ہے جو امامیہ کتب کے بیان سے نمودار ہوتی ہے جس میں جبر و استبداد کی تمام حدود کراس کی جا چکی ہیں حد یہ کہ وہ روضہ اطہر کو توڑ کر وہاں سے لاشیں نکالتا انہیں سولی پہ لٹکا تا اور کوڑے برسا تا دکھایا جاتا ہے کہیں سنت و جماعت کے پیروکار اہل اللہ اور علم و عمل کے چیال احد کو سولی چڑھاتا دکھایا جاتا ہے۔ کہیں اسلامی شریعت منسوخ کر کے نئی کتاب و شریعت قائم کرنا پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اس لفظ سے دونوں طرف کے حضرات کا متعین کردہ مفہوم بالکل جداگانہ اور پوری طرح مختلف اور علیحدہ ہے۔ پس ارباب انصاف پر لازم ہے کہ وہ جائزہ لیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ قوم مفہوم کو سمجھنے میں دھوکہ کھا رہی ہے کہ اس لفظ مہدی سے امامیہ فرقہ کی جو مراد اور مطلوب ہے اسے سمجھنے میں قصور کیا گیا ہو؟؟؟

ارباب علم کی خدمت میں گذارش

ہمارے بعض حضرات کا فرمانا ہے کہ ملت جعفریہ خواہ مخواہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے نام کو کیش کروا رہی ہے نہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام تو صرف اور صرف اہل سنت کے مقتدیٰ اور پیشوا ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت مہدی کے احوال و اوصاف بیان کرنے میں سنی برادری کے ارباب علم نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اہل علم پر یہ بات واضح ہے کہ اہل سنت کتب خانہ ان کے احوال و واقعات سے لبریز نظر

آتا ہے۔ پس ملت جعفریہ کا حضرت مہدی پر قبضہ جمانے کا ناروا عمل بہت غیر مناسب ہے۔ ہماری گذارش ہے کہ جس مہدی کا نام ملت جعفریہ لیتی ہے وہ وہ نہیں ہے۔ جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ لہٰذا اس بنیاد پر ملت جفریہ سے شکوہ شکایت کہ حدیث پاک میں حضرت مہدی کے بارے میں یوں لکھا ہے کہ مثلاً ان کے والد کا نام میرے والد کے نام کی طرح ہوگا اور یہ کہ وہ حسنی ہوگا وغیرہ اور ملت جعفریہ اس بات کو قبول نہیں کرتی بے فائدہ بحث ہے کیونکہ جس مہدی کا تذکرہ احادیث میں کیا جاتا ہے وہ ملت جعفریہ کی مراد ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ کوئی اور شخص ان کے ہاں مراد ہوتا ہے۔

لہٰذا ایک شخصیت کے اوصاف واحوال کو کسی دوسرے فرد پر فٹ کرنے کیلئے کوشش کرنا سعی لاحاصل ہے۔ جس میں سوا ضیاع وقت کے کچھ حاصل نہیں ہوگا اس گزارش سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ پھر تو دو مہدی ہی دنیا میں آنے کا نظریہ پکا ہوگیا کہ جس مہدی کے اوصاف ملت جعفریہ کی نظریاتی شخصیت پر فٹ آتے ہیں وہ اور ہوئے اور احادیث میں بیان کردہ مہدی اور ہوئے لہٰذا وہ تصادم تو باقی رہا اس لئے کہ جن اوصاف کے مہدی کو ملت جعفریہ مانتی ہے وہ اوصاف رکھنے والا شخص مہدی نہیں کوئی دوسرا فرد ہے اور وہ دوسرا جس پر مہدی کا نام فٹ کر دیا گیا ہے وہ تلاش کیا جاسکتا ہے کہ وہ کون ہے۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ دو نظریے پائے جانے کی وجہ سے دو مہدی دنیا میں ظہور پذیر ہوں گے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ دو کی بجائے دسیوں مہدی دعویٰ مہدیت کر کے جا بھی چکے ہیں البتہ قرب قیامت میں جن کے آنے کی خبر دی گئی ہے وہ تین ہیں اور ان تینوں کے احوال سامنے رکھ لئے جائیں تو بڑی آسانی سے پتہ چلایا جاسکتا ہے کہ ملت جعفریہ کی مراد اور مطلوب بلکہ مطمع نظر کیا ہے! لہٰذا اس اجمالی بات

سے عقدہ کشائی کیلئے ان آنے والوں کے احوال کا مختصر سا جائزہ لینا از حد ضروری ہے جن کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ وہ قیامت کے قریب آنے والے ہیں۔

حضرت مہدی کس کام کیلئے تشریف لائیں گے؟

اُمت میں اتحاد و اتفاق، اسلام کے غلبہ، ظلم کے خاتمہ عدل و انصاف کے قیام اور اسلامی نظام کے دنیا میں نافذ کرنے کیلئے حضرت مہدی کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ روایات میں ان امور کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ صرف چھ روایات کو بطور نمونہ کے ملاحظہ فرما لیا جائے۔

☆...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر زمانہ سے ایک ہی دن باقی رہ جائے گا جب بھی اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے معمور کر دے گا جس طرح وہ اس سے قبل ظلم سے بھری ہو گی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج 15، ص 198)

☆...... حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ایک خلیفہ کی وفات کے وقت نئے خلیفہ کے انتخاب پر مدینہ کے مسلمانوں میں اختلاف ہوگا۔ ایک شخص یعنی مہدی اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے نہ خلیفہ بنا دیں۔ مدینہ سے مکہ چلے جائیں گے۔ مکے کے کچھ لوگ جو انہیں بحیثیت مہدی کے پہچان لیں گے۔ ان کے پاس آئیں گے اور انہیں مکان سے باہر نکال کر حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت خلافت کر لیں گے۔ جب ان کی خلاف کی خبر عام ہوگی تو ملک شام سے ایک لشکر ان سے جنگ کیلئے روانہ ہوگا۔ جو آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی مکہ و

مدینہ کے درمیان بیداء (چٹیل میدان) میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا۔ اس عبرت خیز ہلاکت کے بعد شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء آ کر آپ سے بیعت خلافت کریں گے۔ بعد ازاں ایک قریشی النسل یعنی سفیانی جس کی ننہال قبیلہ کلب میں ہوگی خلیفہ مہدی اور ان کے اعوان و انصار سے جنگ کیلئے لشکر بھیجے گا۔ یہ لوگ اس حملہ آور لشکر پر غالب ہوں گے یہی جنگ کلب ہے اور خسارہ ہے۔ اس شخص کے واسطے جو کلب سے حاصل شدہ غنیمت میں شریک نہ ہو اس فتح و کامرانی کے بعد خلیفہ مہدی خوب داد و دہش کریں گے اور لوگوں کو ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلائیں گے اور اسلام مکمل طور پر زمین میں مستحکم ہو جائے گا۔ یعنی دنیا میں پورے طور پر اسلام کا رواج غلبہ ہو گا بحالت خلافت مہدی دنیا میں سات سال اور دوسری روایات کے اعتبار سے نو سال رہ کر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

(ابوداؤد، ج2، ص589)

☆ ...... حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے ایک شخص مہدی سے رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اہل بدر کی تعداد کے مثل یعنی 313 افراد بیعت خلافت کریں گے بعد ازاں اس خلیفہ کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال آئیں گے۔ بیعت خلافت کی خبر مشہور ہو جانے پر اس خلیفہ سے جنگ کیلئے ایک لشکر شام سے روانہ ہو گا یہاں تک کہ یہ لشکر جب مکہ مدینہ کے درمیان بیداء میں پہنچے گا تو زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا۔ اس کے بعد ایک قریشی النسل جس کی ننہال کلب میں ہوگی۔ (مراد سفیانی) چڑھائی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی شکست دے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت کہا جائے

گا۔آج کے دن وہ شخص خسارے میں رہا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔

(مستدرک، ج4، ص431)

☆ ......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محروم وہ شخص ہے جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا اگر چہ ایک عقال ہی کیوں نہ ہو اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بلاشبہ کلب کی عورتیں بحیثیت لونڈی کے دشمن کے راستے پر فروخت کی جائیں گی یہاں تک کہ ان میں سے ایک عورت پنڈلی ٹوٹی ہوئی کی بناء پر واپس کر دی جائے گی۔

مطلب یہ ہے کہ جو شخص خلیفہ کے زیر قیادت سفیانی کے لشکر سے جس میں غالب اکثریت قبیلہ کلب کے سپاہیوں کی ہوگی جنگ نہیں کرے گی اور ان کے مال کو بطور غنیمت حاصل نہیں کر سکے گا خواہ وہ مال مثل اقالی (رسی) کے معمولی قیمت ہی کا کیوں نہ ہو وہ دین و دنیا و دونوں ہی کے اندر خسارہ میں رہے گا کہ جہاد کے ثواب سے بھی محروم رہا اور مال غنیمت بھی حاصل نہ کر سکا۔ بعد ازاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ مہدی کی کامیابی کی بشارت سنائی کہ ان کا لشکر سفیانی کی فوج پر غالب ہوگا اور ان کی عورتوں کو (جو غنیمت میں حاصل ہوں گی) فروخت کرے گا۔

☆......حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ محمد بن الحنیفہ سے روایت کرتے ہیں محمد بن الحنیفہ نے کہا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے مہدی کے بارے میں پوچھا؟ تو حضرت نے بر بنائے لطف فرمایا دور ہو پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مہدی کا ظہور آخری زمانہ میں ہوگا۔اور بے دینی کا اس قدر غلبہ ہوگا کہ اللہ کے نام لینے والے کو قتل کر دیا جائے گا ظہور مہدی کے وقت اللہ تعالی

ایک جماعت کو ان کے پاس اکٹھا کر دے گا جس طرح بادل کے متفرق ٹکڑوں کو مجتمع کر دیتا ہے اور ان میں یگانگت والفت پیدا کر دے گا یہ نہ تو کسی سے متوحش ہوں گے اور نہ کسی کو دیکھ کر خوش ہوں گے۔ (مطلب یہ ہے کہ ان کا باہمی ربط وضبط سب کے ساتھ یکساں ہوں گا) خلیفہ مہدی کے پاس اکٹھا ہونے والوں کی تعداد اصحاب بدر (غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کی فضیلت حاصل ہوگی۔ جو ان سے پہلے والوں کو حاصل ہوئی ہے نہ بعد والوں کو حاصل ہوگی نیز اس جماعت کی تعداد اصحاب طالوت کی تعداد کے برابر ہوگی۔ جنہوں نے طالوت کے ہمراہ نہر اردن کو عبور کیا تھا۔ حضرت ابوالطفیل کہتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ نے مجمع سے پوچھا کہ تم اس جماعت میں شریک ہونے کا ارادہ وخواہش رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں تو انہوں نے کعبہ شریف کے دوستونوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ مہدی کا ظہور انہیں کے درمیان ہوگا اس پر حضرت ابوالطفیل نے فرمایا بخدا میں ان سے تاحیات جدا نہ ہوں گا۔ راوی کہتے ہیں چنانچہ حضرت ابوطفیل کی وفات مکہ معظّمہ ہی میں ہوئی۔

(مستدرک، ج4، ص554)

☆...... امام مجاہد مشہور تابعی ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ''نفس ذکیہ'' کے قتل کے بعد ہی خلیفہ مہدی کا ظہور ہوگا جس وقت نفس ذکیہ قتل کر دیئے جائیں گے تو زمین وآسمان والے قاتلین پر غضب ناک ہوں گے بعد ازاں لوگ مہدی کے پاس آئیں گے اور انہیں دلہن کی طرح آراستہ وپیراستہ کریں گے اور وہ میری زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ ان کے زمانہ خلافت میں زمین اپنی پیداوار اگا دے گی اور آسمان خوب برسے گا اور ان کے دور خلافت میں

اُمت اس قدر خوشحال ہوگی کہ ایسی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص197)

ان احادیث سے معلوم ہوا ہے کہ۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان کا اسم گرامی محمد ہوگا۔

ان کے والدگرامی کا نام عبداللہ ہوگا۔

وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا کی نسل سے ہوگا۔

وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کیساتھ سیرت واخلاق میں مشابہت رکھتے ہوں گے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی لڑی سے ہوگا۔

شکل وصورت کے اعتبار سے انتہائی خوبصورت ہوگا۔

وہ امارت کے طالب نہ ہوں گے بلکہ جب لوگ بیعت کرنا چاہیں گے تو یہ چھپ جائیں گے۔ باوجود خواہش نہ ہونے کے اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں خلافت عطا فرمائیں گے۔

حجراسود اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگ ان کے ہاتھ پر زبردستی بیعت خلافت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس اہل حق کی جماعت کو اکٹھا فرمادے گا جیسے بادل کے متفرق ٹکڑوں کو آپس میں جمع فرمادیتا ہے!

شام کی طرف سے جہاں تاحال روافض کا غلبہ واقتدار قائم ہے۔ ایک لشکر حضرت مہدی کے خلاف جنگ کرنے کے ارادے سے نکلے گا۔

☆...... یہ لشکر راستہ ہی میں عذاب الٰہی کا شکار ہوجائے گا۔

☆......ان کی خلافت سے قبل زمین ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

☆……حضرت مہدی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

☆……ساتھ یا آٹھ یا نو سال تک امن وعافیت کے ساتھ وہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم رکھیں گے۔

☆……وہ بے حد سخی اور فیاض ہوں گے جو ضرورت مندوں کیلئے بیت المال کا منہ کھول دیں گے۔

یہ تو وہ صفات ہیں جو احادیث کی روشنی میں حضرت مہدی علیہ الرضوان میں پائی جائیں گی۔ ذخیرہ احادیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے کچھ سلبی صفات بھی ہیں جو حقیقت جاننے کیلئے یوں عرض کی جاسکتی ہیں۔

☆……وہ مردوں کو زندہ نہیں کریں گے۔

☆……کسی مرے ہوئے شخص کو حیات سے نواز کر جزایا سزا نہیں دیں گے۔

☆……روزہ اطہر کو توڑنے کا حکم نہیں دیں گے۔

☆……رسول اللہ ﷺ کے خلفاء اور وزیروں کی توہین نہیں کریں گے۔

☆……ازواج رسول اکرم ﷺ کو قبروں سے ہرگز نہیں نکالیں گے۔

☆……نہ ہی ان کے اجساد اطہر کی اہانت کریں گے۔

☆……نہ وہ اہل حق کو قتل کریں گے وغیرہ۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں بیان شدہ ان چند معلومات کے بعد اب آیئے تاکہ آسمانوں پر زندہ اٹھائے جانے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کے بارے میں رحمت عالم ﷺ کے چند ارشادات کا مطالعہ کریں، کیونکہ یہ دوسری وہ ہستی ہیں۔جنہوں نے دوبارہ زمین پر تشریف لانا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری

حضرت ابو ہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کا اس وقت خوشی سے کیا حال ہوگا۔ جب تم میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔ (صحیح بخاری، ج 1 ص 390)

☆..... حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری اُمت میں سے ایک جماعت قیام حق کیلئے کامیاب جنگ قیامت تک کرتی رہے گی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان مبارک کلمات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہما السلام آسمان سے اتریں گے تو مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا تشریف لائیے ہمیں نماز پڑھایئے۔ اس کے جواب میں عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اس وقت میں امامت نہیں کروں گا تمہارا بعض بعض پر امیر ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت امامت سے انکار فرمادیں گے۔ اس فضیلت و بزرگی کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو عطا کی ہے۔ (صحیح مسلم، ج 1 ص 87)

تشریح۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہوں گے بلکہ اُمت کا ایک فرد یعنی مہدی خلیفہ ہوں گے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر بحوالہ مناقب الشافعی از امام ابوالحسین آبری لکھتے ہیں کہ اس بارے میں احادیث متواتر ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نماز خلیفہ مہدی کی اقتداء میں ادا کریں گے۔ (فتح الباری، ج 6 ص 493)

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے اتریں گے تو اُمت کا امیر مہدی ان سے عرض کرے گا آگے تشریف لائیے اور نماز پڑھایئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ تمہارا بعض بعض پر امیر ہے۔ اس فضیلت کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو مرحمت فرمائی ہے۔ (المنار المنیف 147 بحوالہ مسند ابی عوانہ)

تشریح۔ اس حدیث میں امام کے بارے میں تصریح آ گئی کہ وہ خلیفہ مہدی ہوں گے۔ لہٰذا بخاری شریف و مسلم شریف کی مذکورہ حدیث میں بھی امام اور امیر سے مراد خلیفہ مہدی ہیں۔

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین کے کمزور ہو جانے کی حالت میں دجال نکلے گا اور دجال سے متعلق تفصیلات بیان کرنے کے بعد فرمایا بعد ازاں عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام آسمان سے اتریں گے اور بوقت سحر یعنی صبح صادق سے پہلے آواز دیں گے اے مسلمانو! تمہیں اس جھوٹے خبیث سے مقابلہ کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ تو لوگ کہیں گے کہ یہ کوئی جنات ہے۔ پھر آگے بڑھ کر دیکھیں گے کہ تو انہیں عیسیٰ علیہ السلام نظر آئیں گے پھر نماز فجر کیلئے اقامت ہوگی تو ان کا امیر کہے گا اے روح اللہ امامت کے واسطے آگے تشریف لائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تمہارا امام ہی تمہیں نماز پڑھائے۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہو جائیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں دجال سے مقابلہ کیلئے نکلیں گے دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو مارے خوف کے نمک پگھلنے کی طرح پگھلنے لگے گا۔

حضرت مہدی کا سلسلہ جہاد جاری ہو گا بیت المقدس پر ملت اسلامیہ کا کنٹرول ہو چکا ہو گا۔ حضرت مہدیؑ جنگ کی تیاری کیلئے فوج کو ہدایات دے رہے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر دمشق کی جامع مسجد میں مشرقی مینار پر نزول فرمائیں گے۔ مینار پر تشریف لانے کے بعد ارشاد فرمائیں گے کہ سیڑھی لاؤ آپ اس سیڑھی کے ذریعے وہاں سے اتر کر مسجد میں تشریف لائیں گے اور حضرت مہدی سے ملاقات کریں گے حضرت مہدی علیہ الرضوان ان سے بڑے ہی اخلاق کے ساتھ پیش آئیں گے نماز کی امامت کیلئے عرض کریں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاف جواب دیں گے کہ یہ تو اس اُمت کا حق ہے حضرت عیسیٰ دجال کو قتل کر دیں گے خنزیر کو مار دیں گے اور جزیہ ختم کر دیا جائے گا یہ اسلام کے عروج امن و عافیت، خیر اور بھلائی کا دور ہو گا جن کا تذکرہ روایات میں موجود ہے۔

☆...... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں۔ جس میں ہے کہ ایک صحابیہ ام شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب اس وقت کہاں ہوں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اہل عرب دین کی حمایت میں مقابلے کیلئے کیوں سامنے نہیں آئیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرب اس وقت کم ہوں گے اور ان میں بھی اکثریت القدس یعنی شام میں ہوں گے اور ان کا امام و امیر ایک رجل صالح مہدی ہو گا۔ جس وقت ان کا امام نماز فجر کیلئے آگے بڑھے گا۔ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام مسجد میں اسی وقت آسمان سے اتریں گے۔ امام پیچھے ہٹے گا تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ

کیونکہ تمہارے ہی لئے اقامت کہی گئی ہے تو امام لوگوں کو نماز پڑھے گا۔

(سنن ابن ماجہ، 307-308)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی کی اقتداء کریں گے

☆ ......حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عیسیٰ علیہ السلام نماز فجر کے وقت آسمان سے اتریں گے تو مسلمانوں کا امام ان سے عرض کرے گا اے روح اللہ آگے تشریف لائیے نماز پڑھایئے تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اس اُمت کا بعض بعض پر امیر ہے تو مسلمانوں کا امیر آگے بڑھے گا اور نماز پڑھائے گا۔" (المستدرک، ج4 ص478 و مجمع الزوائد، ج7 ص342)

تشریح۔ عیسیٰ علیہ السلام اس دن کی نماز فجر اس وقت کے امام کی اقتدار میں ادا کریں گے۔ اس کے بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی امامت کے فرائض انجام دیں گے جیسا کہ دیگر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کنز العمال، السنن للوانی وغیرہ۔

گویا حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشن ایک ہی ہوگا۔ یعنی دین اسلام کا مکمل نفاذ جس کے سائے میں ظلم و جور کا خاتمہ، امن و عافیت کا حصول، اللہ کے کلمہ کا بلند ہونا، انسانی حقوق کا تحفظ اور برکات کا دور دورہ ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس مختصر ذکر خیر کے بعد اُمت اسلامیہ پر سخت آزمائش بن کر آنے والے دجال کے بارے میں چند روایات عرض کی جاتی ہیں یہ وہ تیسرا شخص ہے جس کے آنے کا انتظار کیا جا رہا ہے۔

دجال اور اس کا مشن

دجال اور اس کے مشنوی پروگرام کے حوالے سے چند روایات انتہائی اختصار کے ساتھ قارئین کرام کی خدمت میں عرض کی جاتی ہیں تا کہ اس کی پہچان میں سہولت ہو۔

☆......حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے سے ایک روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا کہ آگاہ رہو مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی اُمت کو دجال کے فتنے سے نہ ڈرایا ہو۔

وہ کانا ہے۔ اس کی دائیں آنکھ پر ایک جھلی سے چڑھی ہوئی ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' تحریر ہے۔ وہ جب نکلے گا تو اس کے ساتھ دو وادیاں ہوں گی ایک جنت کی اور ایک جہنم کی سو اس کی جنت دراصل جہنم اور اس کی جہنم دراصل جنت ہے۔ اس کے ساتھ دو فرشتے بھی ہوں گے. جو اس کے ساتھ دو نبیوں کی صورت میں ہوں گے۔ اگر میں چاہوں تو ان نبیوں اور ان کے باپوں کے نام بھی بتا سکتا ہوں ان میں سے ایک، دجال کے دائیں طرف ہوگا اور دوسرا بائیں طرف اور یہ آزمائش ہوگی دجال کہے گا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ کیا میں زندہ نہیں کر سکتا؟ کیا میں موت نہیں دے سکتا؟ الخ۔ (المسند احمد، ج5، حدیث نمبر 321)

☆......مسند احمد میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ۔۔۔

وہ کوڑھی اور اندھے کو شفاء دے گا مردوں کو زندہ کریگا اور کہے گا کہ میں تمہارا رب

ہوں سو جس نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور کہا کہ میرا رب اللہ ہے اور دجال کا انکار کیا یہاں تک کہ اسے موت آ گئی تو نہ اس کو کوئی عذاب ہوگا اور نہ وہ فتنے میں پڑے گا۔ اور جس نے دجال سے کہا کہ تو میرا رب ہے تو وہ فتنے میں پڑ گیا اور جس نے اپنی موت تک یہی کہا کہ میرا رب تو اللہ ہے وہ ہر قسم کے فتنے سے محفوظ ہوگیا۔ مسند احمد حدیث نمبر 1315 معجم کبیر حدیث نمبر 627ج 3 یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ طبرانی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت نقل فرمائی ہے کہ وہ اندھے اور کوڑھی کے مریض کو شفا دے گا مردوں کو زندہ کر دے گا اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں پس جس نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور کہا کہ میرا رب اللہ ہے اور دجال کا انکار کیا حتی کہ اسے موت آ گئی تو نہ اس کو عذاب ہوگا اور نہ وہ فتنے میں پڑے گا اور جس نے دجال سے کہا کہ تو میرا رب ہے تو وہ فتنے میں پڑ گیا الخ

(مسند احمد، ج3، حدیث نمبر 15 اور منثور للسیوطی، حدیث نمبر 354، ج5، امام بغوی کی شرح السنہ، ج15، حدیث نمبر 50)

☆......طبرانی نے حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ اس دجال کے ساتھ جنت بھی ہوگی اور دوزخ بھی ہوگی۔ دراصل اس کی جنت دوزخ ہے اور اس کی دوزخ جنت ہے۔ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی وہ ایک ایسے شخص کو بلائے گا کہ صرف اس پر اللہ تعالیٰ دجال کو مسلط نہ فرمائیں گے۔ دجال اس شخص سے پوچھے گا کہ میرے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ کہے گا تو اللہ کا دشمن ہے تو دجال جھوٹا ہے لہذا دجال آری منگوا کر اس شخص کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کریگا اور پوچھے گا کہ اب بتا؟ وہ شخص کہے گا خدا کی قسم تیرے بارے میں مجھ

سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے تو اللہ عزوجل کا دشمن دجال ہے۔

(مسند احمد، ج ا، حدیث نمبر 182 اور ج 6، حدیث نمبر 140، فتح الباری حدیث نمبر 9، ج 3 اور منشور للسیوطی، ج 5، حدیث نمبر 353)

☆ ......طبرانی نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث نقل کی ہے جس میں ہے کہ دجال کے ساتھ شیاطین بھی ہوں گے وہ طرح طرح سے لوگوں کو ورغلائے گا مردے زندہ ہو کر کہیں گے تو مجھے پہچانتا ہے۔؟ میں تیرا باپ ہوں تیرا بھائی ہوں۔ تیرا فلاں رشتہ دار ہوں کیا میں مر نہیں چکا؟ یہ دجال ہمارا رب ہے اس کی اتباع کرو یوں وہ زندہ لوگوں کو ان کے مرے ہوئے رشتے داروں کے ذریعے ورغلانے کی کوشش کرے گا روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک شخص دجال کا انکار کرے گا دجال اسے کہے گا تو میری اتباع کیوں نہیں کرتا؟ یہ کہہ کر اس کو پکڑے گا اور دو ٹکڑوں میں کر دے گا اور لوگوں سے پوچھے گا کیا میں اس کو تمہارے لئے دوبارہ زندہ کر دوں؟ چنانچہ دجال اس شخص کو دوبارہ زندہ کر دیگا تو دوبارہ زندہ ہو کر وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ دجال کی مخالفت کرنے لگ جائے گا۔

(معجم کبیر طبرانی ج 7 حدیث نمبر 41 کنز العمال حدیث 38793۔ مجمع الزوائد ج 7 حدیث نمبر 39)

علامہ عماد الدین الفلاء اسماعیل ابن کثیر متوفی 774ھ النہایہ للبدایہ میں دجال سے متعلق روایات نقل کرنے کے بعد روایات کا خلاصہ یوں بیان فرماتے ہیں

ان تمام احادیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ دجال اور وہ تمام خوارق عادت تصرفات جو اللہ تعالیٰ نے دجال کو دیئے ہیں یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کا امتحان ہو گا جیسے کہ پہلے گزرا کہ جو دجال کی بات مان لے گا وہ خوب خوشحال ہو

جائے گا۔ بارشیں ہوں گی۔ زراعت ہوگی بہت سے مال مویشی ہوں گی اور یہ سب خوب پھلے پھولے گا۔ اور جو اس کی بات نہیں مانے گا اور اس کو دھتکار دے گا وہ تنگی اور قحط سالی کا شکار ہو جائے گا۔ بیماریاں اس پر حملہ آور ہوں گی مال مویشی ہلاک ہو جائیں گے عزیز و اقارب مر جائیں گے پھل، زراعت کاروبار وغیرہ تباہ ہو جائے گا۔ یعنی مختلف آفتیں اس کو گھیر لیں گی۔ زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے دجال کے ساتھ ایسے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے ساتھ چلتی ہیں الخ۔

(النھایہ و البدایہ تاریخ ابن کثیر حصہ 10 کا اردو ترجمہ قریب قیامت کے فتنے اور جنگیں ص 110 ناشر دار الاشاعت کراچی مطبوعہ 2004)

☆......ان روایات کا خلاصہ یہ ہوا کہ دجال مردوں کو زندہ کرے گا۔

☆......مخالفوں کو سخت سزائیں دے گا۔

☆......اللہ کے محبوب اور دین حق پر استقامت اختیار کرنے والوں کو آریوں سے کاٹ دے گا۔

☆......جن کو سزائیں دے گا وہ پکے مومن اور باکرامت بزرگ ہوں گے۔

☆......اپنی بات منوانے کیلئے وہ قتل کر کے دوبارہ اسی مقتول کو زندہ کرے گا۔

☆......جو شخص دین حق پر جتنا ثابت قدم ہوگا۔ دجال اس کا اتنا ہی دشمن ہو گا۔ یعنی جو شخص دین پر جتنا زیادہ ثابت قدم رہے گا۔ وہ زیادہ اور جو کم وہ اسی کے بقدر کم دجالی سزاؤں کا مستحق بنے گا۔

☆......دجال کی بات ماننے والا دجال کی طرف سے ہر طرح کی راحت حاصل کریگا۔

☆......دجال اپنے ماننے والوں کو بارشیں، زراعت میں ترقیاں اور مالی و جانی نفع پہنچائے گا۔

☆...... دجال کو ماننے والے اس دن خوش وخرم مال وجان اولاد اور خزانوں کی فراوانی پائیں گے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد سے یہودیوں کا قائم المنتظر جس کے بارے میں یہودیت کی مذہبی دستاویز میں لکھا ہے کہ مسیح یعنی دجال کی روح اس جگہ جہاں وہ قید ہے رویا کرتی ہے اور یہودیوں کے احوال پر غمگین رہتی ہے اور بار باران ملائکہ سے پوچھتی رہتی ہے۔ جو اسے قید کئے ہوئے ہیں کہ اس کو کب رہائی ملے گی؟۔

(دجال کون، کہاں، کب از مفتی ابولبابہ ص 169 ایڈیشن اول 2009)

امامی فرقہ جس کا نام مہدی رکھتی ہے!

وہ حضرات جو خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے عقل وشعور کی نعمت سے مالا مال کئے گئے ہیں۔ درج بالا روایات کو ایک بار پھر ملاحظہ فرمائیں اور صادق و مصدوق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے احوال ان روایات میں ارشاد فرمائے ہیں۔ اس کو ذہن میں رکھ کر امامی فرقہ کی کتب سے تلاش کریں کہ جس آخری زمانے میں آنے والے مہدی کا وہ تعارف پیش کرتے ہیں وہ کون ہے اور اس کے اوصاف کیا ہیں؟

نمونے کی چند روایات شیعہ کتب سے ملاحظہ ہوں!

امامی فرقہ میں ملا باقر مجلسی کا مقام بہت بلند ہے حتیٰ کہ ماضی قریب کے نائب امام اور روح اللہ وحجتہ امام خمینی نے کشف الاسرار ص 121 پر ان کی تصانیف

پڑھنے کا حکم دیا اور اپنے کارندوں کو ترغیب دی ہے کہ وہ ملا باقر مجلسی کی کتابوں کو خوب مطالعہ میں رکھیں اور پڑھتے رہیں خاص کر حق الیقین جو عقیدہ امامت پر بڑی ضخیم کتاب ہے۔ فارسی زبان میں چار جلدوں پر مشتمل حق الیقین میں عقیدہ امامت پر کھل کر گفتگو کی گئی ہے۔ اس کتاب میں ملا باقر مجلسی نے جو نظریات اپنے مقتداء کے رقم کئے ہیں۔ اس کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔ جس وقت مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے تو وہ کافروں سے پہلے سینوں اور خاص کر ان کے عالموں کو قتل کرنے سے کارروائی شروع کریں گے۔ اور ان کو قتل کر کے نیست ونابود کر دیں گے۔

(حق الیقین بحوالہ ایرانی انقلاب امام خمینی اور شعیت 180)

دوسرے مقام پر لکھتا ہے۔ جب ہمارے قائم (یعنی مہدی) ظاہر ہوں گے تو وہ معاذ اللہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زندہ کر کے ان کو سزا دیں گے۔

(حق القیین ص 139 بحوالہ ایرانی انقلاب امام خمینی اور شعیت 179)

یہی مجتھد ملا باقر مجلسی اپنی کتاب حیات القلوب میں لکھتا ہے۔ ابنِ بابویہ نے امام باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوں گی تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زندہ کریں گے اور ان پر حد جاری کریں گے۔

(حیات القلوب مترجم بحوالہ تاریخی دستاویز ص 359)

ایک اور جگہ لکھتا ہے۔ امام مہدی حضرت حسین کے قاتلوں کی اولاد کو قتل کریں گے کیونکہ وہ اپنے اباء کے اس فعل پر راضی تھے اور جو بھی غلط کام پر راضی ہو وہ اسی کرنے والے جیسا ہوتا ہے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کو زندہ کر کے اسے عذاب دے گا۔

(حق الیقین ج 2 ص 92 باب کیف رجعت بحوالہ تاریخی دستاویز، ص 352)

قاضی جلیل محمد شریف بن شریف محمد شاہ رسولوی نے اپنی کتاب بصائر الدرجات (مطبوعہ ملتان مکتبہ ساجدیہ شمس کالونی) پر مفصل واقعہ لکھا ہے ہم اس کا خلاصہ قارئین محترم کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ جو چند شقوں کی صورت میں درج ذیل ہے۔

☆...... امام مہدی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی لاشوں کو قبروں سے نکالے گا ان لاشوں کو درختوں پر لٹکانے کا حکم دے گا۔

☆...... امام کے حکم سے لاشوں پر سے کفن اتار لئے جائیں گے۔

☆...... جب یہ لاشیں درختوں پر لٹکائی جائیں گی تو درخت ہرے بھرے ہو جائیں گے اور پھل دینے لگیں گے۔ (ملخصاً بصائر الدرجات ص 81,80)

شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی کی عبارت ان کی مذکورہ تالیف حق الیقین کے باب رجعت سے نقل کی جارہی ہے جسے ملا باقر مجلسی نے مفصل بن عمر کے حوالے سے امام جعفر صادق کی طرف منسوب کر کے نقل کیا ہے۔

مفصل نے امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ اے میرے آقا! صاحب الامر امام مہدی مکہ معظمہ کے بعد دوسرے کس مقام کا رخ کریں گے آپ نے فرمایا کہ ہمارے نانا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ جائیں گے وہاں ان سے ایک عجیب بات کا ظہور ہوگا جو مؤمنین کیلیے خوشی وشادمانی کا اور کافروں منافقوں کیلئے ذلت وخواری کا سبب بنے گی۔ مفصل نے پوچھا وہ عجیب بات کیا ہوگی؟ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جب وہ اپنے نانا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس پہنچیں گے تو وہاں کے لوگوں سے پوچھیں گے کہ لوگو! بتلاو کیا یہ قبر ہمارے نانا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے؟ لوگ کہیں گے کہ

ہاں یہ انہی کی قبر ہے۔ پھر امام پوچھیں گے کہ اور کون لوگ ہیں جو ہمارے نانا کے پاس دفن کر دیئے گئے ہیں۔ لوگ بتلائیں گے کہ یہ آپ کے خاص مصاحب ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت صاحب الامر امام مہدی (اپنی سوچی سمجھی پالیسی کے مطابق) سب کچھ جاننے کے باوجود ان لوگوں سے کہیں گے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کون تھا اور عمر رضی اللہ عنہ کون تھا اور کس خصوصیت کی وجہ سے ان دونوں کو ہمارے نانا رسول خدا کے ساتھ دفن کیا گیا؟ لوگ کہیں گے یہ دونوں آپ کے خلیفہ اور آپ کی بیویوں عائشہ اور حفصہ کے والد تھے اس کے بعد جناب صاحب الامر فرمائیں گے کہ کیا کوئی ایسا آدمی بھی ہے جس کو اس بارے میں شک ہے کہ یہی دونوں یہاں مدفون ہیں۔ لوگ کہیں گے کہ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کو اس بارے میں شک ہو۔ سب یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہی دو بزرگ مدفون ہیں۔ پھر تین دن کے بعد صاحب الامر حکم دیں گے کہ دیوار توڑ دی جائے اور ان دونوں کو ان کی قبروں سے باہر نکالا جائے۔

چنانچہ دونوں کو قبروں سے باہر نکالا جائے گا ان کا جسم تازہ ہوگا اور ان کا وہی کفن ہوگا جس میں یہ دفن کئے گئے تھے پھر آپ حکم دیں گے کہ ان کا کفن الگ کر دیا جائے ان کی لاشوں کو برہنہ کر دیا جائے اور ایک بالکل سوکھے درخت پر لٹکا دیا جائے اس وقت مخلوق کے امتحان و آزمائش کیلئے یہ عجب واقعہ ظہور میں آئے گا کہ وہ سوکھا درخت جن پر لاشیں لٹکائی جائیں گی ایک دم سرسبز ہو جائے گا تازہ ہری پتیاں نکل آئیں گی اور شاخیں بڑھ جائیں گی بلند ہو جائیں گے پس وہ لوگ جو ان دونوں سے محبت رکھتے اور مانتے تھے (یعنی اہل سنت) کہیں گے کہ واللہ یہ ان دونوں کی عنداللہ

مقبولیت اور عظمت کی دلیل ہے اور ان کی محبت کی وجہ سے ہم نجات کے مستحق ہوں گے اور جس سوکھے درخت کے اس طرح سرسبز ہو جانے کی خبر مشہور ہو گی تو جن لوگوں کے دلوں میں دونوں کی ذرا برابر محبت و عظمت ہو گی وہ اس کو دیکھنے کے شوق میں دور دور سے مدینہ آ جائیں گے تو جناب قائم الامر کی طرف سے منادی ندا دے گا اور اعلان کرے گا جو لوگ ان دونوں ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ سے محبت و عقیدت رکھتے ہوں وہ ایک طرف الگ کھڑے ہو جائیں۔ اس اعلان کے بعد لوگ دو حصوں مین بٹ جائیں گے ایک گروہ ان دونوں سے محبت کرنے والوں کا ہوگا اور دوسرا ان پر لعنت کرنے والوں گا۔ اس کے بعد صاحب الامر ان لوگوں سے جو ان دونوں سے محبت کرنے والے ہوں گے یعنی سنیوں سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے کہ ان دونوں سے بیزاری کا اظہار کرو اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو تم پر بھی ابھی خدا کا عذاب آئے گا۔

وہ لوگ جواب دیں گے کہ جب ہم ان کی عنداللہ مقبولیت کے بارے میں پوری طرح جانتے بھی نہیں تھے اس وقت بھی ہم نے ان سے بیزاری کا رویہ اختیار نہیں کیا۔ تو اب جبکہ ہم نے ان کے مقرب اور مقبول بارگاہ خداوندی ہونے کی علامت آنکھوں سے دیکھ لی ہے تو ہم کیسے ان سے بیزاری کا رویہ اختیار کر سکتے ہیں۔ بلکہ اب ہم تم سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور ان سب لوگوں سے جو تم پر ایمان لائے اور جنہوں نے تمہارے کہنے پر ان بزرگوں کو قبروں سے نکال کر ان کے ساتھ توہین و تذلیل کا یہ معاملہ کیا ہے۔

ان لوگوں کا یہ جواب سن کر امام مہدی کالی آندھی کو حکم دیں گے کہ وہ ان لوگوں پر چلے اور ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دے۔ پھر امام مہدی حکم دیں گے کہ

ان دونوں ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی لاشوں کو اتارا جائے پھر ان دونوں کو قدرت الٰہی سے زندہ کریں گے۔

اور حکم دیں گے کہ تمام مخلوق جمع ہو پھر یہ ہوگا کہ دنیا کے آغاز سے اس کے ختم تلک جو بھی ظلم ہوا اور جو بھی کفر ہوا ان سب کا گناہ ان دونوں پر لازم کیا جائے گا اور انہی کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا۔ سلمان فارسی کو پیٹنا اور امیر المومنین وفاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کو جلا دینے کیلئے ان کے گھر کے دروازہ کو آگ لگانا اور امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دینا اور حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے بچوں اور چچازاد بھائیوں اور ان کے تمام ساتھیوں مددگاروں کو کربلا میں قتل کرنا اور رسول خدا کی اولاد کو قید کرنا اور ہر زمانے میں آل محمد کا خون بہانا اور ان کے علاوہ جو بھی ناحق خون کیا گیا ہو اور کسی عورت کے ساتھ جہاں بھی زنا کیا گیا ہو اور جو سود یا جو بھی حرام کا مال کھاتا ہو اور جو بھی گناہ اور جو ظلم قائم آل محمد یعنی امام غائب کے ظہور تلک دنیا میں کیا گیا ہو اس سب کو ان دونوں کے سامنے گنایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ یہ سب کچھ تم سے اور تمہاری وجہ سے ہوا ہے وہ دونوں اقرار کریں گے کہ ہاں ہماری وجہ سے ہوا۔

کیونکہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلے ہی دن خلیفہ برحق علی کا حق یہ دونوں مل کر غصب نہ کرتے تو ان گناہوں میں سے کوئی بھی نہ ہوتا۔

اس کے بعد صاحب الامر حکم فرمائیں گے جو لوگ حاضر موجود ہیں وہ ان دونوں سے قصاص لیں اور ان کو سزا دی جائے پھر صاحب الامر حکم فرمائیں گے کہ ان دونوں کو درخت پر لٹکا دیا جائے اور آگ کو حکم دیں گے کہ زمین سے نکلے اور ان دونوں کو مع درخت کے جلا کر راکھ کر دے اور ہوا کو حکم دیں گے ان کی راکھ کو دریاؤں پر

چھڑک دے۔ مفصل نے عرض کی اے میرے آقا یہ ان لوگوں کو آخری عذاب ہوگا۔ امام جعفر صادق نے فرمایا اے مفصل ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! سید محمد رسول اللہ اور صدیق اکبر امیر المومنین علی اور سیدہ فاطمہ زہرا اور حسن مجتبیٰ اور حسین رضی اللہ عنہ شہید کربلا اور تمام آئمہ معصومین سب زندہ ہوں گے اور جو خالص مومن ہوں گے سب زندہ کئے جائیں گے اور تمام آئمہ اور تمام مومنین کے حساب میں ان دونوں کو عذاب دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ دن رات میں ان کو ہزار مرتبہ مار ڈالا جائے گا اور زندہ کیا جائے گا اس کے بعد خدا جہاں چاہے گا ان کو لے جائے گا اور عذاب دیتا رہے گا۔

(بحوالہ ایرانی انقلاب، ص219)

☆......امام مہدی کے عہد میں جو لوگ زندہ ہوں گے ان کی تعداد چار ہزار ہوگی۔ (غایۃ المقصود ج ا ص178)

☆...... بوعدہ قرآنی آل محمد کو حکومت عامہ عالم دی جائے گی اور زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہ ہوگا۔ جس پر آل محمد کی حکومت نہ ہو۔

(چودہ ستارے از سید نجم الحسن کراروی، ص602، مطبوعہ امامیہ کتب خانہ لاہور)

شیعہ مجتہد قاضی نور اللہ شوستری انوار النعمانیہ میں لکھتا ہے۔

جب امام مہدی کا ظہور ہوگا اس وقت امام کے نور سے پوری دنیا منور ہو جائے گی ہر شیعہ کی عمر ہزار سال ہوگی ان کے ہاں ہر سال ایک لڑکا پیدا ہوگا۔

(انوار النعمانیہ بحوالہ شیعہ مذہب اور اسلام کا تقابلی مطالعہ)

یہی مجتہد اسی کتاب کے دوسرے مقام پر لکھتا ہے ظہورِ امام کے وقت کوفہ کی جامع مسجد سے گھی کا ایک چشمہ اور دودھ کی ایک نہر جاری ہوگی ان کے ساتھ ایک پانی

کا چشمہ بھی جاری ہوگا۔(انوار نعمانیہ،ص120)

ان چند ایک روایات میں جو اوصاف واحوال بیان کیئے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ

☆...... وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔

☆......جوان کی نہ مانے گا ان کو سخت سزائیں دے گا۔

☆...... وہ صرف ان کو قتل کرے گا جو اہل سنت یا ان کے اسلاف، بزرگ اور علماء ہیں۔

☆......جن کو وہ سزائیں دے گا وہ ایسے باکرامت لوگ ہوں گے کہ ان کی لاشوں کی برکت سے درخت سرسبز ہو جائیں گے۔

☆...... وہ مخالفین کو آگ میں جلائے گا اس طرح کہ آگ کو حکم دیگا اور وہ اس کا حکم مانے گی۔

☆......قتل کر کے پھر زندہ کرے گا یعنی بار بار یہ عمل دھرائے گا۔

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زندہ کر کے ان کو سزا دے گا اور عذاب میں مبتلا کرے گا۔

☆......حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی لاشوں کو قبروں سے نکالے گا اور ان کی لاشوں سے کفن اتروا دے گا۔

☆ جو لوگ اس پر ایمان نہ لائیں گے بلکہ وہ شیخین سے محبت کرتے رہیں گے ان پر کالی آندھیوں کو مسلط کر دے گا۔

☆ آئمہ معصومین اور تمام مومنین اس کی موجودگی میں زندہ ہوں گے۔

☆......کچھ لوگ اس پر ایمان لائیں گے جبکہ صدیق رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو اپنا مقتدا ماننے والے اس پر ایمان نہ لائیں گے۔ بلکہ اس پر ایمان لانے والوں سے اپنی بیزاری کا

صاف اعلان کر دیں گے۔

☆......اس کے پاس آگ وغیرہ آلاتِ سزا کے خزانے ہوں گے جو دشمنوں کو سزا دینے کیلئے استعمال کرے گا۔

☆......سزا دینے کیلئے اس کے ساتھ ساتھ اس کے کارندے بھی ہوں گے جن کو وہ حکم جاری کرے گا۔

☆......جو اس کی بات مانے گا یعنی اس کا اپنا ہوگا یہ اس کو نوازے گا گویا اس کے پاس رزق، پانی وغیرہ کے خزانے بھی ہوں گے۔

☆......ان کو ہزار سال زندگی دے گا۔ (جو کہ یہود کی دیرینہ خواہش ہے)

☆......مال جائیداد اور رزق کی فروانی کردے گا۔

☆......ان کیلئے گھی کا چشمہ جاری کرے گا۔

☆......دودھ کی نہر بھی جاری کرے گا۔

☆......ایک نہر پانی کی بھی چلائے گا وغیرہ وغیرہ۔

ان چند ایک اوصاف واحوال کو اگر سامنے رکھا جائے اور تلاش کیا جائے کہ یہ کون ہو سکتا ہے جس کا نام امامی فرقہ مہدی رکھتی ہے تو یقیناً بہت جلد حقیقت حال سے آگاہی حاصل ہو سکتی ہے آپ بھی یہ کوشش کر دیکھیں!

تقابلی خاکہ

ارباب علم تو ہماری سابقہ گزارشات سے اچھی طرح جان چکے ہوں گے کہ سلسلہ روایات میں رافضی ملت کے نظریہ مہدیت کی لڑیاں کہاں جا ملتی ہیں اور اپنے

اس نظریہ کی روشنی میں ان کا مذہبی رشتہ کن لوگوں کے ساتھ قائم ہے البتہ عامتہ الناس کیلئے زیادہ وضاحت کے طور پر تقابلی خاکہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ حقیقت حال پر پڑے ہوئے تقیہ کے تمام پردے اتار کر روافض کا نظریہ مہدیت اپنی اصلی صورت کے ساتھ واضح کیا جاسکے۔

یہود کا قائم المنتظر	☆	روافض کا قائم المنتظر
☆......وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ (مسند احمد 3 حدیث نمبر 115 شرح السنتہ ج15 حدیث نمبر 50)	☆	ائمہ معصومین اور خالص مومن زندہ ہوں گے (حق الیقین،ص219)
	☆	مہدی کے عہد میں جو لوگ زندہ ہوں گے ان کی تعداد چار ہزار ہوگی۔ (غایۃ المقصود ج1ص178)
☆...... اس کے ساتھ دو وادیاں ہوں گی ایک جنت اور ایک جہنم کی۔	☆	اس کے پاس دودھ، گھی، پانی کے خزانے ہوں گے۔ لہٰذا وہ کوفہ کی جامع مسجد میں دودھ، گھی، پانی کے چشمے جاری کرے گا۔ (انوار النعمانیہ،ص120)
☆...... جو دجال کو رب نہیں مانے گا دجال اس کی لاشوں کی توہین کرے گا۔ (مجعم کبیر طبرانی)	☆	وہ ابوبکر و عمر کی لاشوں کو نکال کر سوکھے درختوں سے لٹکا دے گا۔ (انوار النعمانیہ)

☆...... دجال کے دور میں لوگ دو حصوں میں ہوں گے۔ایک اسے رب ماننے والے دوسرے اس کا انکار کرنے والے۔ (فتح الباری، مسند احمد وغیرہ)	☆	مدینہ میں لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک شیخین سے محبت کرنے والے دوسرے لعنت کرنے والے۔(انوار النعمانیہ)
☆...... دجال اللہ کی ربوبیت کے اعلان پر مسلمان کو آری سے کاٹ کر دوٹکڑے کر دے گا(ایضاً)	☆	مہدی شیخین سے محبت کرنے والوں کو کالی آندھی کے ذریعے شہید کر دے گا۔ (انوار النعمانیہ)
☆......دجال کے پاس جہنم ہوگی وہ حکم دے گا اور مسلمان کو اس میں سزا دے گا۔(مسند احمد)	☆	مہدی آگ کو حکم دیں گے کہ زمین سے نکلے اور (دونوں شیخین) کو معن درخت کے جلا کر راکھ کر دے۔ (انوار النعمانیہ)
☆......جال رب کا نام لینے پر مسلمان شخص کو بار بار قتل کرے گا۔ (مجم کبیر طبرانی)	☆	مہدی نبی کے خلفا کو بار بار زندہ کر کے قتل کرتا رہے گا(انوار النعمانیہ)
☆...... وہ دجال کو رب نہ ماننے پر ان کو قتل کرے گا۔	☆	وہ سنیوں اور سنیوں کے عالموں کو قتل کرے گا۔(انوار النعمانیہ)

☆......آل دجال اس کے زمانے میں خوشحال ہوں گے۔ (کنزالعمال)	☆	شیعہ اس کے زمانے میں خوشحال ہوں گے۔ (انوارالنعمانیہ)
☆......ان کی ہر تمنا پوری ہوگی۔ (کنزالعمال)	☆	اس کی ہر تمنا پوری ہوگی۔ (ایضاً)
☆......بہترین عمر ملے گی۔ (ایضاً)	☆	ہزار سال کی عمر ملے گی۔ (ایضاً)
☆......اس کے پاس ہر شے کے خزانے ہوں گے جس میں سے وہ اپنوں کو عطا کرے گا۔ (ایضاً)	☆	ہر سال بیٹے ملے گا۔ (ایضاً)
☆......ان کیلئے دنیا جنت ہوگی۔ جہاں ان کو سب کچھ ملے گا۔ (ایضاً)	☆	ان کیلئے دودھ شہد وغیرہ کی نہریں چلیں گی۔ (انوارالنعمانیہ)
☆......دجال کے ساتھ زمین میں چھپے خزانے ایسے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ ساتھ۔ (ایضاً)	☆	زمین کا کوئی گوشہ آل محمد کی حکومت و تصرف سے خالی نہ ہوگا۔ (چودہ ستارے)
☆......وہ اپنی سزا سے ڈرائے گا کہ کیا میں زندہ نہیں کر سکتا؟ کیا میں موت نہیں دے سکتا۔ (مسند احمد شرح السنہ وغیرہ)	☆	وہ اپنی سزا و عذاب سے ڈرائے گا کہ ان دونوں (شیخین) سے بیزاری کا اظہار کرو ایسا نہیں کرو گے تو تم پر بھی ابھی عذاب آئے گا۔ (حق الیقین)

اس تقابلی جائزہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان دونوں طرح کے شخصوں کے کاموں میں کس قدر موافقت ہے گویا نام دو مگر کام ایک ہی ہے۔ کیا اس سے یہ

سمجھنا مشکل ہے کہ نام کا دھوکہ دے کر اپنے اسی قائم المنتظر کا پرچار کیا جا رہا ہے جو ایران کے صوبہ اصفہان وغیرہ میں بڑی ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ آنے والا ہے اور ایرانی ان کے استقبال کی بھرپور تیاریوں میں مصروف ہیں کہ جب تک وہ نہ آئے اس وقت تک ہزار سال عمر پانے کی وہ خواہش پوری نہیں ہوسکتی جس کا تذکرہ سورہ البقرہ کی آیت نمبر 96 میں ہے کہ ان یہودیوں میں سے ہر ایک ہزار سال عمر پانا چاہتا ہے پس جب ان کا قائم المنتظر آئے گا تو پھر ان کی ہزار سال عمر پانے کی وہ خواہش پوری ہو جائے گی جو کہ انوار النعمانیہ میں مذکور ہے پس معلوم ہو گیا کہ جس کا نام وہ مہدی قرار دیتے ہیں پس پردہ دیکھا جائے اور نقاب الٹا جائے تو وہی ''القائم المنتظر'' پسِ تقیہ پایا جاتا ہے جس کا انتظار یہودی ریاست کے خواب دیکھنے والوں کو ہے۔

قائم المنتظر کے انتظار میں بے تاب گروہ

انتخابات تو واضح ہے کہ اپنے اپنے دین کے غلبہ کے لئے ہر گروہ کوشش کر رہا ہے اور یہ بات بھی اب کوئی چھپی کہانی نہیں رہی کہ دنیا بھر پر اپنا تسلط قائم کرنے کی اس دوڑ میں یہودیوں کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا عقیدہ آخرت اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان کا دعویٰ رکھنے والی تین قوموں میں اپنے اپنے دین کو غالب کرنے کی کوششیں ارباب علم سے مخفی نہیں اس وقت ان تینوں قوموں میں سے ہر ایک اپنے نظریات کی بنیاد پر اس خوش فہمی یا غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ ان کا اقتدار دنیا بھر میں قائم ہونے والا ہے بعض قومیں تو اس سلسلہ میں بھرپور تیاری بھی کر چکی ہیں کائنات کے مخفی خزانوں تک رسائی کیلئے وہ ہر حربہ استعمال کر رہے ہیں ان قوموں میں سے ہر ایک کا نظریہ یہی ہے

کہ کوئی آنے والا ہمارے غلبہ واقتدار اور کائنات پر حکمرانی کا ذریعہ ہوگا۔ چنانچہ ہر کوئی اس آنے والے کے انتظار میں بے تاب ہے۔ اس سلسلہ میں یہود کی تیاریاں اور پھر اس کے استقبال کیلئے اسباب کو جمع کرنا اپنی جگہ حیرت انگیز ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو اپنے رب الافواج اور قائم الزمان کا باقیوں کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہی انتظار ہے۔ امامیہ دین میں یا قائم الزمان ادرکنی کی صدا اور گونج بتاتی ہے کہ کوئی کسی کیلئے کتنا ہی بے تاب ہو وہ امامیہ دین سے اس میدان میں سبقت نہیں کر سکتا چنانچہ امامیہ لوگوں کا جو شوق و ولولہ ہے اور اپنے مطلوب کو جلدی آنے کی صدائیں دینے کی جو صورتحال ہے وہ دیدنی اور حیرت کا باعث ہے امامی دین کا پیرو جہاں کہیں بھی ہو اگر تقیہ کی رکاوٹ آڑ بن جائے تو دوسری بات ورنہ وہ اپنے قائم الزمان کو صدا دیتا اور جلدی تشریف لانے کیلئے آواز ضرور دیتا ہے چنانچہ سائیکل' موٹر سائیکل کار یا اس سے بڑھ کر کوئی بڑی گاڑی یا سواری ہو یا مکان، دکان، باڑہ یا کوٹھی، فلائٹ عام طور پر یہ الفاظ ان پر درج ہوتے ہیں۔ یا صاحب الزمان ادرکنی، یا قائم العصر ادرکنی، یا امام العصر ادرکنی، یا صاحب العصر ادرکنی، یا خلفیۃ اللہ ادرکنی۔ یہ اور اس طرح کے کئی مونوگرام امامیہ دین کا نہ صرف مذہبی شعار اور علامتی نشان ہیں بلکہ اس مذہبی علامت اور صدا و ندا سے ان کا اپنے مقتدیٰ کے ساتھ محبت و تعلق کا اندازہ بھی ہوتا ہے کہ وہ ان صاحب کیلئے کتنے بے تاب ہیں صرف یہی نہیں بلکہ ان کی دعائیہ عبادات میں بھی عجل اللہ فرجک کی جو چھل نظر آتی ہے وہ بھی اسی چیز کا پتہ دیتی ہے کہ دعا ان کی امامی نماز کے بعد کی ہو یا امامی نفلوں کے بعد کی، لاؤڈ اسپیکر پر مغرب کے بعد کی مخصوص عبادت تبرک کے طور پر ادا کی جانے والی صدا ہو یا فجر کے بعد کی۔ اذانِ ثلثہ کے بعد کی نعرہ

بازی ہو یا مجلس کے برپا کرنے کے وقت کی امامیہ دعا و درخواست اس میں یہ الفاظ ضرور شامل ہوتے ہیں کہ اے امام زمانہ عجل اللہ فرجک اللہ تعالیٰ تجھ کو جلدی نکالے پھر یہ بات صرف اپنے گھروں بازاروں تک ہی محدود نہیں بلکہ جن آنکھوں کو اللہ تعالیٰ نے حرمین کی زیارت سے شرف یاب فرمایا ہے تو ضرور وہاں انہوں نے مخصوص لباس، چال، ڈھال میں خواتین کے جھتہ درجتھہ فوجی پریڈ کی طرح ریہرسل کرنے والے گروہوں کو دیکھا ہوگا جو ٹولیوں کی شکل میں مرد و زن ایک دوسرے کے گلے میں باز ولٹکائے حرم پاک میں چلتے دیکھے جاتے ہیں ان کے مخصوص لباس کے پیچھے یہ جملے عام طور پر لکھے ہوتے ہیں۔ انصار امام العصر عاشقان ولی الامر وغیرہ گویا حرمین میں بھی ان کے صرف لبوں پر صدا ہی نہیں ہوتی بلکہ ہر پڑھنے والے کیلئے یہی پیغام ہوتا ہے کہ یہ اپنے قائم الزمان کے جلدی آجانے کے منتظر ہیں اور یہ کہ ان کی دیرینہ خواہش اور سب سے بڑی تمنا ہی یہ ہے کہ اپنے صاحب العصر، قائم الزمان اور صاحب الامر کے دور کو پانا چاہتے ہیں اور اس کی زیارت سے فیض یاب ہونا چاہتے ہیں کیا قائم الزمان سے بڑھ کر کوئی امامیوں کو محبوب ہے؟

ہر عقل و دانش رکھنے والا شخص بآسانی اندازہ لگا سکتا ہے کہ امامیوں کا یہ انتظار قائم الزمان سے ان کی محبت کا آئینہ دار ہے شدت انتظار اور وصال قائم الزمان کی جو صورت اس قوم میں پائی جاتی ہے۔ وہ اس بات کی واضح شہادت ہے کہ ان کی اپنے امام سے محبت انتہائی شدید ہے حتیٰ کہ رانجھا کی ہیر، مجنوں کی لیلیٰ، صاحبہ کی مرجا اور سسی کی پنوں سے محبت کی جو داستانیں بیان کی جاتی ہیں۔ وہ تو کچھ بھی نہیں اس لئے کہ انہوں نے محبت و چاہت کی بڑی بڑی مثالیں رقم کی ہوں گی مگر وہ اتنا عرصہ بے تابی

سے انتظار کی قیامت خیزیوں سے نہیں گزرے ہوں گے۔ الانتظار اشد من الموت۔ جب امامیہ کوانتظار کرتے کرتے عرصہ گزر گیااوراب بھی وہ اس کرب وتڑپ سے انتظار کرر ہے ہیں کہ اس کی کوئی مثال کسی دوسری جگہ نہیں ملتی یہ سب کچھ واضح حقیقت اور زندہ دلیل ہے۔اس بات کی کہ امامیہ ملت کو اپنے قائم الزمان کے ساتھ ایسی محبت ہے کہ اتنی کسی کو کسی سے نہیں ہوسکتی۔محبت وعقیدت کا یہ جذبہ عقلاً بھی سمجھ میں آنے والا ہے بھلا جن کی تشریف آوری سے اس قوم کی ہزار سال جینے کی خواہش تکمیل پذیر ہو، ہر سال ہر امامی کو پیارا سے بیٹا ملے کوفہ کی جامع مسجد سے دودھ اور گھی کے چشمے جاری ہوں، ہزاروں میل دور بیٹھا امامی اپنے قائم الزمان کو دیکھ سکے بلکہ اس سے بات چیت بھی کر سکے گا زمین اپنے خزانے نکال کر امامیوں کے قدموں میں رکھ دے پوری کائنات میں مطلق العنان حکمرانی کا لطف حاصل ہو جائے،صرف اپنے قائم الزمان کو ہی نہیں بلکہ از اول تا آخر چار ہزار سر کردہ مقتدا زندہ ہوکر امامیوں کی آنکھوں کو روشن کریں،ان کے دشمن سولی پر چڑھا دیئے جائیں اور تلواروں سے ان کی گردنیں اتاری جائیں زندہ دشمن تو رہے اپنی جگہ قبروں میں مدفون دشمنوں کو نکال کر درختوں سے لگایا جائے گا انہیں عذاب دیکر لوگوں کو اس سے ڈرایا جائے تا کہ کوئی چڑیا بھی کسی چھوٹے بڑے امامی کے سامنے دم نہ مار سکے اور یوں امامیوں کا زمانے پر رعب داب اور پکا غلبہ حاصل ہو جائے حتیٰ کہ کائنات پر صرف امامیوں کا طرا اور پگڑا بلند و بالا ہو، جس قائم الزمان کی تشریف آوری سے یہ سب امامیوں کو حاصل ہو بھلا ایسے محبوب کے جلدی آنے اور ظاہر ہونے سے کسی امامی کا دل خالی رہ سکتا ہے؟ ہر گز نہیں بلکہ ان قائم الزمان صاحب سے امامیوں کی محبت عقلاً بھی سمجھ میں آنے والی بات ہے۔

قومی راہنما کو چھپانے کی کوشش آخر کیوں؟

ارباب دانش امامیوں کی محبت اور اس محسن کے احسان کو پیش نظر رکھیں کہ امامیوں کا پیشوا قائم الزمان ان کا کتنا بڑا محسن ہے، مگر دوسری طرف حیران کن اور افسوسناک رویہ یہ بھی ہے کہ امامیہ دین اپنے اس محبوب، محسن اور کل فی الکل کا اصل پتہ ظاہر کرنے سے عاجز ہے۔ یہ سوال بڑا اہم ہے کہ امامیہ دین اپنے مقتدا اور قائم الزمان کو کیوں چھپاتے ہیں اور اُن کی اصلی صورت سے لوگوں کو آگاہ کیوں نہیں کرتے؟ ہمارے اس سوال کا پس منظر یہ ہے کہ امامیہ اپنے قائم الزمان کو بطور حضرت مہدیؒ کے پیش کرتی ہے جبکہ صورت حال یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے حضرت مہدی کے باپ کا نام ان کی بوقت بیعت عمر، ان کا جد امجد، ان کے احوال اوصاف بیان فرمائے ہیں امامیہ کا بیان کردہ قائم الزمان اس معیار پر پورا نہیں اترتا جیسا کہ گذشتہ صفحات میں ہم تقابلی جائزوں اور چند روایات کی روشنی میں عرض کر چکے ہیں بلکہ جہاں تک حقائق کا تعلق ہے تو امامیہ دین کے مطابق قائم الزمان کے اوصاف واحوال تو جو کچھ بتاتے ہیں وہ اوپر مذکور امامیہ کے قائم الزمان اور یہود کے قائم الزمان کی صورت میں پیش کردہ خاکے میں عرض کیا جا چکا ہے، جب صورت حال یہ ہے جو مذکورہ گزارشات سے روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے، تو پھر اس سوال کا ذہن میں پیدا ہونا بعید نہیں کہ آخر ایسا کیوں کیا جا رہا ہے؟ جہاں تک ظاہری صورت حال کا تعلق ہے تو کوئی بھی امامی مذہب کے نشیب و فراز سے ناواقف شخص آسانی سے امامیہ کے بارے میں یہ بات نہیں مان سکتا کہ امامیہ اپنے اتنے بڑے محسن کو فراموش کر دیں اور

اپنے محسن کا درست نام استعمال کرنے کی بجائے کسی اور کا نام اس کے اوپر چپکا دیں اور ایسی صورت میں پیش کریں کہ اس کی جو اصلی پہچان ہے وہ نام سے تو ہرگز نہ ہو سکے اور اس کے کام اور حالات سے بھی پڑھنے والا محض شک وشبہ میں پڑا رہے مگر جن کو اللہ کریم نے عقل وخرد سے نوازا ہے وہ ضرور غور کریں گے کہ جس کا نام امامی بتاتے ہیں اس نام والی متعارف شخصیت کے یہ کام نہیں اور جو کام امامیہ اپنے مقتدا کے بتاتے ہیں وہ کسی اور شخص کا پتہ دیتے ہیں ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔ پھر جن حضرات کو اللہ تعالیٰ توفیق دے اور وہ امامیہ دین کے مزاج سے واقفیت کیلئے اس دین کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کا شک یقین میں بدل جاتا ہے کہ امامیہ دین کی خشت اول یہ ہے کہ انکم علی دین من کتمه رفعه الله ومن اضاعه اضا عنه الله (اصول کافی)

امام نے فرمایا تم ایسے دین پر ہو جو شخص اس دین کو چھپائے گا اللہ تعالیٰ اسے بلند کرے گا اور جو اس کو ظاہر کریگا تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کردے گا۔ اب بھلا اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص خوشی سے اپنے گلے میں ذلت کا طوق ڈالنے کو پسند نہیں کرسکتا۔ چنانچہ واقف کار حضرات بہت اچھی طرح جان لیتے ہیں کہ امامیہ دین میں دین کو چھپانا جب اتنا ضروری ہے تو پھر دین کے پیشوا اور مقتدا بالکل اصل دین اور مذہب کے پورے سرمایہ کو چھپانا آخر کیوں ضروری نہیں ہوگا۔

چھپانا آخر کیوں ضروری نہیں ہوگا

چھپایا تو گناہ کو جاتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ چھپانے کی چیز تو گناہ ہے چنانچہ خود

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ ولاثم ماحاك فی صدرك ان يطلع عليه الناس (الحدیث)

اور گناہ وہ ہے کہ تیسرے دل میں کھٹکا لگا رہے کہ کہیں اس کا لوگوں کو پتہ نہ چل جائے۔

حدیث پاک کے یہ الفاظ گناہ کی جو تعریف بیان فرما رہے ہیں وہ بالکل واضح اور اس کا سمجھنا بہت آسان ہے کہ جس چیز کو بندہ چھپائے اور اسے اس بات کا ڈر لگا رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کو اس بات کا پتہ چل جائے وہی بات گناہ ہے۔ اب ارباب انصاف ذرا اس امامی نظریہ پر غور فرمائیں کہ امامیہ مذہب میں دین کا چھپانا اور اس کو ظاہر نہ کرنا باعث عزت اور دین کو ظاہر کر دینا ذلت و رسوائی کا باعث ہے اور اسی نظریہ کے پیش نظر امامیہ دین اپنے مقتدا کا اصلی نام اور حقیقی تعارف پیش کرنے کی بجائے ایک ایسے نام سے اس کا تعارف پیش کرتا ہے جو اس موسوم کا تعارف نہیں؟ کیا یہ سب کچھ اس دین اور مقتدا کے حق ہونے کی نشانی اور سچے ہونے کی علامت ہے؟ ظاہر بات ہے کہ کوئی بھی عقل و خرد رکھنے والا شخص ان امامی ہدایات اور ان کی روشنی میں اپنے مقتدا کو کسی اور نام سے متعارف کروانے کے اس فعل کو درست قرار نہیں دے سکتا بلکہ ہر سمجھ دار شخص ضرور اس نقطہ پر غور کرے گا کہ کہیں یہ بھی وہی تو نہیں جس کے بارے میں پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ماحاك فی صدرك ان يطلع عليه الناس ارباب نظر اور انصاف پسند حضرات ہماری اس گزارش کو محض تعصب یا تنگ نظری کی سولی پر چڑھا دینے کی بجائے بہت سنجیدگی کے ساتھ غور سے ملاحظہ فرمائیں معاملہ حق و باطل کا ہے ذاتی عناد کا نہیں۔

اپنے مقتدا کے ساتھ اس امامیہ رویہ کی اصل کہانی

ایک جاسوس کے فرائض میں سب سے اہم بات یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی ہر شے کو ایسے نام کے ساتھ متعارف کروائے کہ سننے والا اصل صورت حال سے ہرگز باخبر نہ ہو سکے اگر کوئی جاسوس اپنے اس اہم فریضہ سے کسی لمحہ غافل ہوتا ہے تو اس کا نتیجہ اس کیلئے اتنا خطرناک ہوتا ہے کہ عام شخص تو اس کے تصور سے ہی کانپ اٹھے گا اسی ضرورت کے تحت امامیہ دین میں یہ ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ اپنے دین کو لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کریں بلکہ اپنے سارے ان کاموں کے اچھے اچھے نام تجویز کر لیے جائیں جن کو کرنا ان کی مجبوری ہے مگر لوگوں سے اصل صورت حال کو چھپائے رکھنا بھی از حد لازم ہے چنانچہ اس سلسلہ میں امامی دین اپنے پیروکاروں کو یہ ہدایات جاری کرتا ہے۔

1- قال ابوعبداللہ۔ ہماری حدیثوں کو ظاہر کرنے والا ان حدیثوں کے انکار کرنے والے جیسا ہے۔ (فصل الخطاب 44)

2- قال ابوعبداللہ۔ جو ہماری حدیثوں کو ظاہر کرے اس کا ایمان اللہ سلب کر لیتا ہے۔ (ایضاً)

3- قال ابوعبداللہ۔ جو ہماری حدیثوں کو ظاہر کرتا ہے وہ ایسا کہ جیسے اس نے ہمیں قتل کر دیا۔

نیز اصول کافی ج2 ص 222 کی وہ روایت بھی انہی (ابوعبداللہ) سے ہے جس میں انہوں نے اپنے صحابی سلیمان کو بتایا تھا کہ تم ایک ایسے دین پر ہو کہ جو اس

کو ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا اور جو چھپائے گا تو اللہ اس کو بلند کریگا
یہی وہ ہدایات ہیں جن کے باعث امامیہ مذہب کیلئے یہ مسئلہ آسان ہو گیا ہے کہ وہ
ضرورت اور حالات کے موافق اپنے مقتدا کا نام اور اس کا تعارف بدلتے رہیں چونکہ
امامیہ دین دراصل انٹی اسلام صیہونی شعبہ انٹیلی جنس کے طور پر معرض وجود میں آیا اس
لیے پالیسی ساز تھنک ٹینک نے اپنے اصل قائم الزمان کا تعارف ایسے طور پر پیش کیا
کہ عام لوگ اس نام کو سنتے ہی ادب سے گردن جھکالیں اور احترام سے اس نام کو چوم
لیں چنانچہ اس کامیاب پالیسی اور بہترین ڈپلومیسی کا فائدہ تو انہیں یہ ہوا کہ اہل اسلام
کا ہر پڑھا لکھا اور دینی علم سے واقف شخص بھی دھوکہ میں آ گیا اور اس نے انتہائی لرزا
دینے والے دلخراش نظریات کی تردید میں بھی اچھے نام کے سبب زبانوں کو بند رکھا بلکہ
نظریہ مہدیت کے بارے میں امامیہ دین کو بھی حصہ دار قرار دیا جانے لگا مگر اصل
حقائق کیا ہیں؟ اس قابل غور نقطہ پر بہت کم غور کیا گیا اور ملت کے جن خیر خواہوں نے
جستجو کے بعد حقائق کو جانا تو وہ نہ صرف حیرت زدہ رہ گئے بلکہ اس فریب کاری کے
سائے میں ملت کی اجڑتی اساس بچانے کیلئے ماہی بے آب کی طرح تڑپے اور بارش
موسلا دھار کی طرح برسے وہ شعلہ جوالہ بن کر میدان عمل میں اترے مگر صد افسوس وہ
بہت کم ہی تھے جو ان فرزندان ملت کو جان سکے کچھ جان کر بھی نہ مان سکے۔ بعد میں تو
ہر کوئی بہت کچھ کہتا ہے مگر سوال تو یہ ہے کہ ان کی حیات میں کس نے کیا کیا؟؟؟

چھپنے چھپانے کی اس تحریک میں یہ کام نہیں

ہم اپنے سادہ لوح اہل اسلام بھائیوں کی خدمت میں بہت ادب سے عرض۔

گذار ہیں جو امامیہ کے دام فریب میں بہت جلدی آ جاتے ہیں کہ امامیہ دین میں یہ کوئی نئی بات نہیں کہ اپنے قومی راہنما یا اصلی مقتدا کو بھرپور طریقے سے چھپا دیا جائے بلکہ امامیہ دین کی کل عمارت اسی طرح کی مکاریوں سے مرکب ہے۔ وہ کتنے ہی شیعہ مجتہد تھے جو اہل سنت مساجد میں امام، خطیب، مدرس اور مفتی بن کر چھپے رہے حالانکہ وہ اندر سے شیعہ تھے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنے تحفہ اثنا عشریہ میں فرمایا کہ شیعہ مسلمانوں کو 107 طریقوں سے گمراہ کرتے ہیں پھر ان 107 طریقوں کی تفصیل بھی حضرت شاہ صاحب نے اپنے تحفہ میں تحریر فرمائی ہے۔ گمراہ کرنے ان طریقوں میں 47واں طریقہ یہ ذکر فرمایا ہے کہ شیعہ کے کئی بڑے بڑے علماء بظاہر اہل سنت پیشوا مفتی اور مدرس بن کر رہتے تھے۔ انہیں جتنا بھی آزمایا جائے پہچانے نہیں جاتے۔ (ہدیہ مجیدہ ترجمہ تحفہ اثنا عشریہ ص96)

چنانچہ:۔ ایسے کئی شیعہ علماء گزرے ہیں جو بظاہر مسلمان بن کر چھپے رہے ہیں جن میں ایک قاضی نوراللہ شوستری بھی ہے۔ جو اہل سنت کے چاروں مذاہب کا عالم تھا اور سلطان اکبر شاہ کے دور میں اسے پوری مملکت کا قاضی القضاۃ بنایا گیا اس نے بیضاوی شریف کا حاشیہ لکھا لیکن وہ اندر سے کٹر شیعہ تھا چھپ کر اس نے اہلسنت کے خلاف کئی کتابیں لکھیں مثلاً مجالس المومنین، احقاق الحق، صوارم مہرقہ، مصائب النواحب، عقائد امامیہ وغیرہ، بلآخر شاہ کے فوت ہونے کے بعد اس کے بیٹے شاہ جہانگیر کے دور میں ایک نوجوان نے اس کا مقتدی اور شاگرد بن کر اس کا بھانڈا پھوڑ دیا اور 1019ء میں اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ مجالس المومنین کے ترجمۃ المصنف میں اس کے قتل کیے جانے کا واقعہ درج ہے صرف یہی نہیں تاریخ میں اس کی کئی مثالیں

موجود ہیں کہ امامیہ فرقہ کے مجتہد اہل اسلام کی صفوں میں گھسے رہے تو جس مذہب کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ کبھی خود چھپے رہتے ہیں اور کبھی اپنے مقتدا کی اصل شکل وصورت چھپائے رکھتے ہیں۔ان کیلئے ایسے کام کرنا کوئی نیا اقدام نہیں ہے۔ بلکہ دین کی ساری تحریک اور مذہبی جہاں اس طرح کے انوکھے کارناموں سے لبریز ہے۔

امامیہ دین کے انوکھے معیار

دنیا کا کوئی مذہب شاید ہی ایسا ہو جو انکار واقرار اور ستر واظہار کے ایسے انوکھے معیار مقرر کرتا ہو جیسے اس امامیہ دین نے بنا رکھے ہیں نماز کیلئے دی جانے والی اذان میں بڑھائے گئے اضافی جملوں کا خود امامی دین میں قطعاً کوئی وجود نہیں مگر پھر بھی امامی دین کے کارندے اس بناوٹی کہانی پر ایسے مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں جیسے اہل ایمان قرآنی ارشاد پر جم جاتے ہیں علی ہذا القیاس باقی شرعی نظام عبادت کا معاملہ ہے۔ بانی مذہب اور موجد نظریہ امامت ابن سباء ہے جیسا کہ امامیہ دین میں اسماء الرجال پر لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب علامہ کشی کی رجال کشی میں مذکور ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کو بتا کر مشہور کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمنوں سے برات کا اعلان کیا مگر امامیہ کا اس بانی مذہب اور اپنے قبلہ وسرکار کے ساتھ کیا رویہ ہے؟ ان کی جدید کتب میں وہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے امامیہ دین کی انعام یافتہ کتاب ''شیعیت کا مقدمہ'' حسین الامینی نام کے شخص نے تحریر کی ہے اس مقدمہ میں اس نے ابن سباء کا سرے سے انکار کر دیا کہ سرے سے ابن سباء نامی کوئی شخص تھا ہی نہیں ایسے ہی چند سال قبل تاریخی دستاویز کے جواب میں امامیہ دین کے پیروکاروں

نے تحقیقی دستاویز جو دراصل تشکیکی یا تلبیسی دستاویز ہے۔اس میں ص 113 پر لکھا ہے کہ ابن سباء ایک فرضی اور خیالی شخصیت ہے عالم دنیا میں اس کا کوئی وجود نہیں شیعہ کو بدنام کرنے کیلئے ایک فرضی اور خیالی انسان کو جنم دیا (دستاویز ص 113) ایک طرف تو یہ تماشا اور واویلا ہے کہ یہ فرضی خیالی اور بالکل من گھڑت شخص ہے۔حقیقت میں اس کا کوئی نام ونشان نہیں اور دوسری طرف اسی ابن سباء کے بارے میں اسی حقیقی دستاویز میں یہ بھی ہے کہ ان عبداللہ ابن سباء العن من ان یذکر کہ ابن سباء کے بارے میں جتنا کہا جاسکے اس سے زیادہ ملعون تھا۔عبداللہ ابن سباء کی مدح نہیں کی گئی بلکہ ہر جگہ اس کی مذمت کی گئی۔(ایضاً)

اب اقرار وانکار کی اس کشمکش میں امامیہ کی بوکھلاہٹ کو ہر عقل مند شخص جان ہی سکتا ہے مگر ہمیں تو یہاں امامیہ کے انوکھے معیار سے ارباب دانش کو آگاہ کرنا ہے کہ امامیہ اپنے محسنوں اور پیاروں کے ساتھ کیا رویہ رکھتے ہیں۔چنانچہ اس مشن کے موجد اول کے ساتھ ساتھ امامیہ پیروکاروں کا یہ رویہ ہے کہ وہ سرے سے اس کا وجود ہی نہیں مانتے پھر صرف یہی نہیں وہ تو یہاں تک ترقی کر گئے ہیں کہ انہوں نے انسانیت کے محسن اعظم خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاف نہیں کیا اور ان کی چار میں سے پوری تین بیٹیوں کو ماننے سے انکار کر دیا ہے حالانکہ بظاہر امامیہ دین نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک بھی اپنی زبانوں سے لیتا اور محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر فی الحقیقت وہ ان سے جو محبت کرتا ہے وہ یہاں سے معلوم ہوسکتی ہے کہ آل رسول اور اولاد پیغمبر کو نبی کی اولاد ہی نہیں قرار دیتا کیا محبت کی کوئی ایسی مثال بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ جس سے محبت ہو اس کی اولاد کا سرے سے انکار کر دیا جائے پھر صرف نبی

پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہستی نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ جن کو امامیہ دین سب کچھ مانتا ہے ان کی بیٹی حضرت ام کلثوم کے بارے میں جو رویہ رکھتا ہے وہ ارباب علم سے مخفی نہیں جن حیا سوز اور ہوا س باختہ الفاظ کو اس موقعہ پر امامیہ نے استعمال کیا ہے ان کا تصور کرنا ہی انسان کے بس میں نہیں ہے بلکہ معاملہ صرف انکار کا نہیں وہ تو یہاں تک جا پہنچے ہیں کہ اگر کبھی مشکل وقت آن پڑے تو اپنے مرشدوں کو ہی خیر باد کہہ دیا کرتے ہیں، حتی کہ ان کو گالیاں تک دے کر مشکل سے نجات حاصل کر لی جاتی ہے، چنانچہ اصول کافی ج 2 ص 219 پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا عنقریب تمہیں مجھ پر سب (گالیاں دینے) کو کہا جائے گا تو تم مجھے گالیاں دے دینا (اصولی کافی) ہماری گزارش کا حاصل یہ ہے کہ جب امامیہ دین بوقت ضرورت اپنے محسنوں کی اولاد کا سرے سے انکار کر سکتا ہے اپنے مقدس و معصوم امام کی اولاد سے انکار کر سکتا ہے بلکہ ان کو گالیاں تک دے سکتا ہے اپنے عقیدوں کے بانی مبانی کو ماننے سے انکار کر سکتا ہے دوسرے مذہب میں چھپ چھپا کر ان کا امام بن کے اپنے عقیدے و عمل کے خلاف زندگی بھر نمازیں ادا کر سکتا ہے تو آخر وہ اپنے مقتدا کو کسی دوسری شخصیت کے طور پر اور دوسروں کے تعارف پر پیش کیوں نہیں کر سکتا؟؟؟

امامیوں کے اصلی گھر کی تلاش

جو حضرات اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جھوٹ، منافقت، دھوکہ، دجل اور کسی کو فریب میں مبتلا کرنا اسلام میں ہرگز درست

نہیں بلکہ جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔(القرآن) منافقین کو جہنم کے آخری گڑھے میں ڈالا جائے گا۔(القرآن) ملاوٹ اور دھوکہ دہی کرنے والاوں کا ہم سے کوئی تعلق نہیں (حدیث) الغرض اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ دھوکہ دینے کے لئے تم اپنی کسی شخصیت کو دوسرے نام وتعارف سے پیش کردو یا اپنے دین میں جو اکابر اور سبقت کرنے والے ہیں ان کے وجود کا سرے سے انکار کردو بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ تم اپنے سے پہلے اہل ایمان کیلئے استغفار کرو(القرآن) اور محسنوں کو اچھے لفظوں اور حقیقی پہچان کے ساتھ پیش کرنا تو قوموں کا اخلاقی فریضہ ہوتا ہے؟ اس وقت ہی دنیا بھر کا جائزہ لیا جائے تو یہی حاصل ہوگا کہ ہر قوم اپنے قومی راہنما اور محسنِ دین و مذہب، ملک وملت کو اس کے حقیقی اور تادیبی ناموں کے ساتھ شہرت دیتی ہے ہمارے وطن میں علامہ اقبالؒ اور محمد علی جناحؒ کو ملکی سطح پر ان کے حقیقی و قومی تعارف کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے مگر امامیہ فرقہ کا باوا آدم ہی نرالا ہے وہ اپنے محسن ومحبوب اور نجات دہندہ کو اس کے اپنے حقیقی تعارف کے ساتھ پیش کرنے کی بجائے اوروں کے نام سے متعارف کرواتے ہیں بلکہ اظہار واخفاء، اقرار وانکار، ردو قبول کے جوانوکھے اور رنگیلے معیار امامیہ دین میں پائے جاتے ہیں کوئی دوسرا دین اس کی مثال نہیں لاسکتا جب ایک عقل مند انسان مذکورہ احوال پر غور کرتا اور نام وکام کے تضاد سے آگاہ ہوتا ہے تو ضرور ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ امامیہ دین کا یہ معیار اور طریقہ کار تو دین حق سے ذرا بھر میلان نہیں رکھتا اسلام اور امامیہ دین کے قواعد واصول اماموں کے لفظ مہدی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے مہدی کی طرف مختلف ہے تو ضرور وہاں کی طرح یہاں بھی دال میں کچھ کالا ہے۔

ارباب نظر کی جستجو جب تلاش حق کیلئے سفر کا آغاز کرتی ہے تو انہیں لگے ہاتھوں ایسی قوم سے واسطہ پڑتا ہے جو قرآن کا مفہوم الفاظ کا صحیح محل بدلتی اور دھوکے فریب کاری کی دوکان سجاتی نظر آتی ہے آیئے ذرا جھوٹ' فریب اور دھوکہ کی ماہر قوم کا مل کر کھوج لگائیں۔

وہ قوم جس نے اللہ کے کلموں کا مفہوم ہی بدل دیا

یہودیوں کی قوم ابھی تک پائی جاتی ہے۔ جس سے اللہ رب العالمین نے شکوہ فرمایا تھا کہ کسی لفظ سے جو میری مراد ہوتی ہے تم وہ مراد چھوڑ کر اسی لفظ کی اپنی طرف سے ایک خلاف شریعت مراد بنا دینے کے بعد کہتے پھرتے ہو کہ اس لفظ کی وہ مراد اور حقیقی مفہوم ہے جو تم نے خود تراشا ہوتا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا۔ ''یحرفون الکلم عن مواضعہ'' کہ وہ کلمہ کو اپنے اصلی جگہ (مفہوم) سے بدل دیتے ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں کلام کو اس کے الفاظ یا مطالب کے مواقع سے بدلتے ہیں یعنی تحریف لفظی یا تحریف معنوی کرتے ہیں معارف القرآن ج3 ص81 دوسری جگہ فرمایا یعنی یہ کلام الٰہی کو اس کے ٹھکانے سے پھیر دیتے ہیں۔ (ایضاً)

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں یعنی خدا کے کلام میں تحریف کرتے ہیں کبھی اس کے الفاظ میں کبھی معنی میں۔ (تفسیر عثمانی، ج1، ص335)

پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن میں تحریف کی دو قسمیں بتا کر لکھتے ہیں کہ دوسری تحریف یہ ہے کہ الفاظ میں تو قطع برید نہ کی لیکن اس کا مفہوم غلط بیان کر دیتا ہے

ضیاء القرآن ص 451 مطلب یہ ہے کہ یہود پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کا ایک سبب وہ تحریف ہے جو انہوں نے اپنا وطیرہ بنالیا ہے کبھی الفاظ بدل لیتے ہیں تو کبھی الفاظ کا مفہوم الفاظ بدلیں یا ان کا مفہوم حکم اور انجام ایک ہی ہے۔ لہٰذا کسی کلمے کا مفہوم بدلا جائے تو بھی انجام اور سزا وہی ہوتی ہے جو الفاظ کے بدلنے اور تحریف کر ڈالنے پر مقرر ہے

ان معروضات کے بعد اب ذرا غور کیا جائے کہ حضرت مہدی کے بارے میں رافضی نظریہ کیا ہے اور حقیقت حال کیا ہے مثال کے ساتھ بات با آسانی سمجھ آتی ہے لہٰذا غور فرمایئے۔

مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کا نام مہدی رکھا جو عادل، صالح، مجاہد، عارف اور متقی ہوگا تو ان پیشہ [illegible] لفظ مہدی کو تو [illegible] رہنے دیا جہاں تھا مگر اس سے جو مفہوم یا مراد من جانب اللہ مقرر تھی [illegible] مہدی وہ ہے جو قبریں اکھاڑے گا نبی رحمت ﷺ کے [illegible] گا ان کے کفن اتار پھینکے گا ان کی لاشوں کو درختوں [illegible] اور سزا دیتا رہے گا اور زوجہ رسول کو قبر سے نکال کر کوڑے مارے گا۔ یوں لفظ تو نہیں بدلا البتہ لفظ سے جو مراد و مقصود تھا اس کو بدل دیا اسی کو قرآن پاک کے مذکورہ مقام سے واضح فرما دیا کہ اس ملت کا یہ کوئی پہلا کارنامہ اور جدید تجربہ نہیں جو انہوں نے اپنے قومی راہنما پر کسی دوسرے بزرگ کے مبارک نام کا غلاف چڑھا رکھا ہے بلکہ صدیوں پرانے تجربات کا مہارت اور کامیابی کے ساتھ استعمال ہے کہ کسی کے لئے وضع کیے ہوئے لفظ کو اپنے قائد پر فٹ کر ڈالا۔

ملت اسلامیہ کو تنبیہ

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی لفظ یا نام کا اصلی مفہوم بدل کر اس کی جگہ کوئی دوسرا مفہوم فٹ کرنے میں اس ملت کو خاص مہارت حاصل ہے لہذا عقیدہ مہدیت میں بھی یار لوگوں نے نام کا دھوکہ دیا ہے ورنہ وہ مہدی جس کی خبر رحمت عالم ﷺ نے دی وہ مہدی ان روافض کی مراد ہی نہیں ہے اور یہ بات بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ مطلب کی تبدیلی سے حقیقت میں بھی وہ مفہوم بدل نہیں جاتا بلکہ ضروری ہوتا ہے کہ دھوکہ دہی سے نام کا مفہوم بدلنے والوں کے دھوکہ کو واضح کیا جائے اور اوصاف واحوال سامنے رکھ کر حقیقت واضح کر کے عامۃ الناس کو فریب کاری سے نجات دلائی جائے اگر کوئی شخص ہماری اس گزارش سے اختلافات رکھتا ہو تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ اس قرآنی ارشاد اور حکم ربانی کی طرف بھی متوجہ ہو جو غلط مفہوم ایجاد کرنے والوں کی نقالی سے روکنے کے لئے ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

"یاایھاالذین امنوا لاتقولو راعناً و قولو انظر ناواسمعوا"

"اے ایمان والو! تم مت کہو رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرنے کیلیۓ راعنا بلکہ کہو انظرنا ہماری طرف نظر فرمایئے اور ہماری عرض سنیں" اب راعنا ایک لفظ ہے جس کا ایک مفہوم یہودیوں کا ہے اور ایک مفہوم ملت اسلامیہ کے ذہنوں میں تھا لفظ تو ایک ہی تھا مگر اس کا مفہوم ایک نہیں بلکہ یہود اس لفظ کا جو مفہوم سمجھتے تھے وہ اور تھا اور اہل ایمان کا مفہوم اور تھا تو اللہ تعالیٰ نے ملت اسلامیہ کو یہ لفظ بولنے سے روک دیا کہ یہ ظالم لوگ خود تبرا کر کے ایمان والوں سے بھی وہ لفظ بلواتے اور پھر کہتے ہیں کہ دیکھو یہ

بھی ہماری طرح سے تبرا کر رہے ہیں لہٰذا ان کی نقالی سے روک دیا گیا اور صاف فرمایا گیا کہ چونکہ ان ظالموں نے اس کا مفہوم بدل دیا ہے لہذا اب تم یہ لفظ نہ بولا کرو بلکہ اس کے مقابلے میں دوسرا لفظ بولا کرو جو اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے۔

چنانچہ مفسرین کرام ارشاد فرماتے ہیں۔ یہودی آ کر آپ کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرت کی باتیں سنتے۔ کوئی بات جو اچھی طرح نہ سنتے اس کی مکرر تحقیق کرنا چاہتے تو کہتے راعنا۔ یعنی ہماری طرف متوجہ ہوں اور ہماری رعایت کرو۔ یہ کلمہ ان سے سن کر مسلمان بھی کہہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہو اگر کہنا ہے تو انظرنا کہو یہود کی زبان میں راعنا احمق کو کہتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی، ج 1، ص 100)

تفسیر روح المعانی میں ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہود چھپ کر یہ لفظ ''راعنا'' رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے اور یہ بہت بری گالی تھی جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ لفظ سنا تو انہوں نے بھی یہ لفظ اعلانیہ کہنا شروع کر دیا اس پر یہود ہنستے اور خوش ہوتے کہ دیکھو یہ بھی ہماری طرح اپنے نبی کو راعنا کہنے لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ بولنے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روک دیا۔ روح المعانی ج 2 ص 348 عن ابن عباس معالم التنزیل میں ہے کہ لفظ راعنا یہودی زبان میں بڑی بری گالی ہے جو یہود بولا کرتے اور چھپ چھپ کر یہ لفظ استعمال کرتے جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی زبان کے مطابق اس کا معنی و مفہوم درست سمجھتے ہوئے یہ لفظ بولنا شروع کر دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہود کے غلط استعمال اور برے مفہوم کی بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ لفظ بولنے سے روک دیا تھا۔ (ملخصاً تفسیر بغوی المعروف معالم التنزیل ج 1 ص 102)

کشف الرحمٰن میں ہے۔ یہود کی عام حالت یہ تھی کہ وہ کوئی نہ کوئی شرارت

کرتے ہی رہتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شریک ہونے والوں کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی بات سمجھ نہ آتی تھی تو کہا کرتے تھے اس کو پھر سے فرمادیجئے یا ہماری رعایت کیجئے یا ہماری طرف بھی ملاحظہ فرمایئے۔ بہرحال اس قسم کے جملے بولا کرتے تھے یہود ذومعنی الفاظ بولنے کے عادی ہی تھے انہوں نے اپنی زبان میں سے گالی اور برائی کا ایک کلمہ ایسا نکالا کہ عبرانی میں تو اس کے معنی گالی تھے اور عربی میں اس کے معنی رعایت کرنے اور لحاظ رکھنے کے تھے وہ لفظ تھا راعنا۔ اس لفظ کو یہ حضور کی مجلس میں تقریر کے دوران میں بولتے مسلمان سمجھتے کہ یہ بھی ہماری طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف مخاطب کرنے کیلئے بولتے ہیں تاکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تقریر میں ان کا بھی لحاظ رکھیں اس لئے مسلمان بھی راعنا کہنے لگ گئے۔ آگے کی آیت میں اس کا رد فرماتے ہیں اور مسلمانوں کو دوسرا لفظ تعلیم فرماتے ہیں راعنا کہنے کی بجائے انظرنا کہا کرو۔

(کشف الرحمن، ج 1 ضمیمہ اول، ص 24)

مفسرین کے مذکورہ ارشادات سے جہاں یہود کی عادت بد اور تبرائی مشن کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ بھی صاف صاف ہدایت جاری کی جاتی ہے کہ ان کی زبان تبرہ سے جاری الفاظ کو رد کر دینا چاہیے جو کسی غلط مفہوم میں استعمال کیے جارہے ہوں اور ان کی مشابہت اختیار کرنے سے کوسوں دور بھاگنا چاہیے اور ان کی زبان سے جاری شدہ الفاظ پر اعتبار و اعتماد نہ کرنا چاہیے ورنہ وہ کسی ایسے کرتوت میں مبتلا کر سکتے ہیں کہ آن واحد میں تمام کا تمام عمل و نیکیوں کا اثاثہ برباد ہو جائے اور پلے کچھ بھی نہ بچے بس یہود کی یہ پرانی عادت اور قدیم روایت ہے کہ مختلف الفاظ و اصطلاحات اور غیر معروف لغات کے ذریعے دھوکہ میں مبتلا کریں اور ایسا لفظ بولیں کہ جس کا انہوں نے

کوئی الگ مفہوم ایجاد کرلیا ہو جس کو سن کر مسلمان درست مفہوم سمجھتے رہیں جبکہ ان کی مراد اس کے بالکل متضاد اور الٹ ہو یہاں مسئلہ مہدیت میں بھی وہی پاٹ ادا کیا گیا جو عرصہ سے ان کی قدیم روایات کے عین مطابق ہے۔

اپنے مقتدا کا نام چھپانے کے بارے میں خود ان کی ہدایات

مذکورہ بالا قرآنی تصریحات سے یہ بات چڑھتے سورج کی طرح واضح ہوگئی کہ کسی کا نام بول کر اس کا مفہوم بدلنا اور اس کی جگہ کوئی دوسرا شخص مراد لینا اس ملت کی پرانی ریب اور قدیم ورثہ ہے لہذا اگر حضرت مہدی کا نام لے کر اس سے مراد کوئی دوسرا فرد لے لیا گیا تو ایسا کرنا ان کے نزدیک کوئی جرم نہیں بلکہ فرض کی ادائیگی ہے جس کو کتاب اللہ نے واضح کر دیا اب ملاحظہ فرمائیں خود امامیہ مذہب اور ملت جعفریہ اپنے بارہویں امام غائب کی تشہیر کے بارے میں کیا رائے رکھتی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں امامیہ مذہب کے متقدا یہ فرماتے ہیں کہ اپنے امام غائب کا نام ہرگز ظاہر نہیں کرنا بلکہ اسے پوری طرح پردہ ستر میں رکھنا ہے۔ بارہویں امام غائب کے نام کو چھپائے رکھنے کی یہ ہدایات کسی عام شخص کی نہیں بلکہ ان اماموں کی طرف سے یہ ہدایات جاری ہوئی ہیں جن کو ملت جعفریہ صرف روحانی پیشواہی نہیں مفترض الطاعۃ بھی قرار دیتی ہے یعنی جن کی اطاعت فرض اور شیعہ پر انتہائی ضروری ہے۔ چنانچہ ائمہ معصومین کا حکم ہے کہ اپنے اس بارہویں امام کا نام زبانوں پر ہرگز نہیں لانا بلکہ اسے چھپائے رکھنا۔ اس سلسلے میں نمونے کی ایک دو روایات ملاحظہ ہوں۔ اصول کافی جلد 1 ص 333 کتاب الحجہ باب النہی عن الاسم مطبوعہ تہران جدید: راوی کہتا ہے امام حسن عسکری کے

انتقال کے بعد ہمارے اصحاب نے کہا کہ میں حضرت صاحب الامر سے ان کا نام اور جگہ معلوم کروں؟ جواب آیا تم نام معلوم کرو گے تو لوگ اس کو شہرت دیں گے اور مکان پتہ چل گیا تو لوگ چڑھ دوڑیں گے۔ (الشافی ترجمہ اصول کافی، ج 1، ص 395)

☆......اسی اصول کافی میں ہے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صاحب الامر کو ان کے نام سے نہ پکارے گا مگر کافر (اصول کافی کتاب باب النہی عن الاسم ج 1 ص 333) ان دونوں روایات کا حاصل یہ ہوا کہ بارھویں امام کو نام لیکر پکارنا اول تو کسی کے بس میں نہیں کہ اس کا کسی کو پتہ نہیں کہ اس کا نام کیا ہے۔ کیونکہ امام حسن عسکری فوت ہوئے اور چند دن بعد بارھویں امام غار میں جلوہ افروز ہوئے کسی نے نام پوچھا نہ پتہ۔ لہذا اس کا نام پتہ کسی کو معلوم نہیں تو جب کسی کو معلوم ہی نہیں کہ ان کا نام کیا تھا وہ بیان کیا کرے گا؟ ہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوگا کہ یہ جو ملت جعفریہ اپنے بارھویں امام کا نام نشر کرتے ہیں وہ کیا ہے تو جواباً عرض کرتے ہیں کہ

☆......کوئی شخص خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اگر وہ اس شخص کا کوئی سا نام خواہ مہدی ہو یا کوئی اور بیان کرے جو کہ حسن عسکری کا بیٹا قرار دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے۔ کہ وہ بچپن ہی میں غار میں روپوش ہو گئے تھے تو اس دعوے کا نام شیعہ لغت میں تقیہ اور ملت اسلامیہ کے نزدیک جھوٹ ہے۔ اور جھوٹوں کیلئے قرآن کریم میں حکم آیا ہے۔

''لعنت اللّٰه علی الکاذبین'' ''جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے''

پس یہ بات عیاں ہوگئی کہ خود ملت جعفریہ میں جو ایک نام معروف کر لیا گیا ہے وہ اس کا حقیقی نام نہیں صرف تقیتاً اس نام کو شہ دے دی گئی ہے۔

بارہویں امام کا نام لینے والا ملت جعفریہ کے نزدیک کافر ہے

بالفرض کوئی جھوٹ بولتے ہوئے یا اپنے مذہب کی زبان میں تقیہ کرتے ہوئے مہدی یا کوئی سا نام پکار دے کہ مثلاً امام زمانہ اور صاحب الامر کا نام مہدی ہے یا کوئی اور ہے تو اصول کافی کی کتاب الحجہ باب نہی عن الاسم کی اس روایت کی رو سے وہ کافر ہے۔

لو اپنے دام میں خود ہی صیاد آ گیا

کیونکہ روایت میں معصوم کا یہ فتویٰ منقول ہے وہ فرماتے ہیں صاحب الامر کو اس کے نام کے ساتھ سوا کافر کے کوئی اور پکار ہی نہیں سکتا اس روایت سے یہ بات صاف ہوگئی کہ یا تو بارہویں امام کا نام ان کے نزدیک مہدی نہیں اگر یہی نام ہے تو پھر یہ نام پکار کر اپنے آپ کو جعفری کہنے والا کافر ہونے کا یہ فتویٰ کسی سنی عالم کا نہیں امامیہ کے اپنے معصوم کا ہے کہ امام معصوم نے یہ فرمان جاری کیا ہے کہ اور جناب کلینی صاحب نے اس فرمان کو اپنی اس کتاب میں جگہ دی ہے جو اصول اربعہ میں بھی اصل الاصول ہے۔

''سناؤ اب کیا بنا'' کل تک تو واویلا تھا حق نواز ہمیں کافر کہتا ہے اور اعظم طارق ہمیں کافر کہتا ہے اب پتہ چلا کہ حق نواز اور اس کی جماعت کے زندہ دل لوگ تو امام جعفر صادق کے حکم سے مجبور ہو کر میدان میں نکل کھڑے ہوئے تھے کہ امام جعفر نے فرمایا ہوا تھا کہ صاحب زمانہ کا جو بھی نام لے گا وہ کافر ہی ہوگا اور امامی فرقہ ان کا نام مشہور کرتا پھرتا ہے کسی حد تک جگہ کی نشاندہی بھی کرتے ہیں اب امام جعفر جو

صاحب ھذا الامر کے نام لینے والے کو کافر قرار دیتے ہیں اور اسی حکم کو ملت اسلامیہ کے شیر دل، جواں ہمت اور صادق کے عاشق صادق جواں گلی گلی میں ان کے خود ساختہ لقب ملت جعفریہ کی بجائے امام جعفر صادق کے عطا کردہ لقب ملت رافضیہ سناتے پھرتے ہیں اس پر ملت جعفریہ کو کیوں اعتراض پیدا ہوا؟ حالانکہ وہ اپنے کو ملت جعفریہ کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں لہذا عقل مند جعفریوں کی خدمت میں بڑے ادب سے گذارش ہے کہ اس جعفری فتویٰ کو وہ قبول کریں اور یا پھر انکار کر دیں کہ صاحب ھذا الامر کا جو نام ہم عوام کو بتاتے ہیں وہ جھوٹ اور بالکل خلاف' حقیقت بات ہے نہ یہ ان کا نام ہے اور نہ ہم ان کے نام کو کسی کے سامنے بیان کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

دو میں سے ایک راہ کا انتخاب کیا جائے

جس روایت کو ہم نے اصول کافی سے نقل کیا ہے کہ صاحب ھذا الامر کا نام سوا کافر کے کوئی بھی نہ لے گا اس روایت کی موجودگی میں ملت جعفریہ کے پاس دو میں سے ایک راہ بچتی ہے یا تو وہ اپنے آپ کو کافر مان لیں کہ واقعی ہم نے صاحب الامر کا نام صحیح صحیح بتا دیا ہے لہٰذا اس نام کے بتانے کی وجہ سے جو حکم ہمارے لئے ہمارے امام کا ہوگا ہم اس معصوم امام کے معصوم حکم کو دل و جان سے قبول کریں گے!

اس صورت میں امی مذہب اپنے معصوم امام کے فتویٰ کی رو سے کوئی اسلامی فرقہ یا مسلمان جماعتوں میں سے کوئی جماعت نہ ہوگی بلکہ یہ ایک کافر جماعت ہوگی جس کا نہ تو امام جعفر سے کوئی رشتہ ناطہ رہے گا کیونکہ وہ نہ صرف کامل مسلمان بلکہ اہل

اسلام کے دلوں کا سرور آنکھوں کا نور اور سخت گرمیوں میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب ومطلوب ہیں اور نہ ہی ان کا باقی آل رسول سے کوئی تعلق رہے گا جن کے نام لیکر وہ ملت اسلامیہ کو ورغلاتے ہیں پس کافر فرقہ کی بات کسی بھی مسلمان پر نہ حجت ہے اور نہ ہی قابلِ التفات، اور دوسری صورت یہ بچتی ہے کہ ملت جعفریہ غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کھلے لفظوں میں یہ اعلان کر دے کہ ہم نے جو صاحب ھذا الامر کا نام بتایا یہ بالکل غلط اور جھوٹا تھا اور ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ اس صورت میں البتہ امامی فرقہ اصول کافی کے مذکورہ فتویٰ سے گلوخلاصی کروالے گی اور وہ فتویٰ جو اس مقام پر صاحب الامر کا نام لینے کی وجہ سے ان پر لاگو ہو گیا تھا وہ ان سے الگ ہو جائے گا ہاں اس سے البتہ راقم کو یہ فائدہ ہوگا کہ راقم کا یہ دعویٰ ضرور ثابت ہو جائے گا کہ جس کو ملت جعفریہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ مہدی علیہ الرضوان کے مقابلے میں بطور مہدی کے متعارف کروا رہی ہے۔ وہ مہدی نہیں جس کا تذکرہ احادیث میں آیا ہے بلکہ ملت جعفریہ کی دستبرداری کے بعد تو وہ زیادہ سے زیادہ صاحب الامر قائم المنتظر وغیرہ رہ جائے گا مگر وہ مہدی نہ ہوگا اب قارئین کو حقیقت جاننے میں مزید سہولت حاصل ہو جائے گی کہ اگر وہ مہدی نہیں تو کون ہے؟ پس عمل و کردار کو سامنے رکھنے کے بعد بڑی آسانی سے جانا جاسکے گا کہ وہ کون ہے جس کے پاس آگ کے خزانے، مخالفین کو قتل کرنے پھر دوبارہ زندہ کرنے کا تصرف، اپنوں کو نوازنے اور مال وزر کے انبار لگا دینے کی طاقت، مردوں کو زندہ کرنے کا اختیار ہو گا! احادیث میں ایسے قائم المنتظر کا پورا تعارف کروادیا گیا ہے جائزہ لینے کے بعد حق الیقین وغیرہ کتابوں میں متعارف القائم المنتظر کا اسم گرامی پوری وضاحت وصراحت

کے ساتھ معلوم ہو جاتا ہے صرف نام و کام ہی نہیں بلکہ اس کے معاونین، رفقاء اور ہم نواؤں کی اصلیت اور صحیح پوزیشن بھی معلوم ہو جاتی ہے۔

ایک اور دلیل

ہماری گذارش ہے کہ جس کا نام ملت جعفریہ مہدی رکھتی ہے وہ احادیث میں بیان کیا ہوا مہدی نہیں بلکہ کسی اور شخص کو انہوں نے مہدی قرار دے ڈالا ہے گویا آدمی کوئی اور ہے۔ مگر اس پر نام اس مہدی کا چسپاں کر دیا ہے جس کا ذکر احادیث میں ہے کہ وہ قرب قیامت پیدا ہوں گے ان کا نام محمد لقب مہدی اور باپ عبداللہ ہوگا۔

جبکہ یار لوگ احادیث میں بیان فرمائی اکثر باتوں کو نہیں مانتے پھر اس کے نام کو ظاہر کرنے سے منع کیا گیا ہے جس کیلئے اصول کافی میں مکمل باب اسی ایک ضرورت کے تحت قائم کیا گیا ہے وہ باب ہے باب النہی عن الاسم، کہ بارھویں امام کا نام لینے کو منع کرنے کا باب، ہماری گزارش کی مزید دلیل ملت جعفریہ کا تقیہ بھی ہے جو ان کا 90 فیصد دین اور اہم ترین عبادت ہے۔ جس پر ان کے معصوم اماموں کے بہت سارے ارشادات ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں ارباب علم کی کتابوں سے تقیہ کے بارے میں معلومات لی جاسکتی ہیں یہاں جس کو ملت جعفریہ نے ملت اسلامیہ کے محمد مہدی کے ساتھ غلط ملط کرنے کی جرات کی ہے تو دراصل تقیتاً ایسا کیا گیا ہے ورنہ ان کے کارنامے حضرت محمد بن عبداللہ المہدی کے ساتھ بالکل ہی مطابقت نہیں رکھتے جیسا کہ گزر چکا۔

خلاصہ کلام

ہماری گزارشات کا خلاصہ یہ ہے کہ جس قوم کا انٹیلی جنس اور شعبہ مخبری ایک نئے نام سے معرض وجود میں آیا اس قوم کو یہ قدیم عادت ہے کہ وہ الفاظ کو پھیرتے رہتے ہیں ان کیلئے کوئی مشکل کام نہیں کہ وہ کسی معروف ومشہور شخصیت کے نام سے اپنے کسی شخص کو کھڑا کریں اور الٹے سیدھے کام اس معروف بزرگ وخدارسیدہ شخص کی طرف منسوب کردیں حالانکہ ان اوٹ پٹانگ کاموں کا موجدوہ ظالم شخص ہے جس نے دھوکہ دہی سے کسی معروف شخص کا نام اپنی مطلوبہ شخصیت پر فٹ کیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی نے ایسے بہت سارے نام گنوائے جنہوں نے معروف اللہ والوں کے نام استعمال کرکے فراڈ کئے جیسے ابن قتیبہ ایک وہ ہے جس نے المعارف لکھی یہ نہ صرف عالم ربانی اور معرفت کی عظیم دولت سے مالامال تھے بلکہ تقویٰ ورع اور زہد میں بھی ان کو بڑا مقام حاصل تھا۔ اور ایک وہ ہے جس نے تاریخ الامم والملوک لکھی یہ دوسرا شخص کٹر رافضی تھا جبکہ صاحب المعارف خدارسیدہ نیک اور بزرگ شخص تھا امامیہ کا کمال یہ ہے کہ تاریخ الاہم والملوک والے راضی کو صاحب المعارف قرار دے کرارباب علم کو زبردست دھوکہ دیا ہے۔ حالانکہ حاشیہ وکلا جونظر تاریخ الاہم والے کے ہیں۔ صاحب المعارف کے وہ عقائد ونظریات ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ ایسے ہی سر العالمین نامی کتاب لکھ کر امام غزالی کی طرف منسوب کرڈالی جو محض فریب کاری ہے۔ تو جسے تاریخ میں قدم قدم پر یہ فرقہ دھوکہ دیتا گیا ہے۔ اسی طرح یہاں پر تلبیس کا طوفان مچاتے ہوئے دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی حقیقت حال وہی ہے جو ہم اوپر عرض کرچکے ہیں۔

انکشاف حقیقت

گزشتہ صفحات میں یہودیوں کے ''قائم المنتظر'' سے متعلق ہم لکھ چکے ہیں یہودیوں کا کہنا ہے کہ وہ قائم المنتظر ہمارے آل رسول ہیں یعنی ہمارے رسول حضرت داؤد علیہ السلام ہیں اور رب الافواج جن کا ہم انتظار کررہے ہیں وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور پیغمبر کی اولاد کو ہی آل رسول کا خطاب حاصل ہوتا ہے لہٰذا ثابت ہوگیا کہ ہمارا قائم المنتظر ہمارا آل رسول ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہود نے اپنے آل رسول کو قائم المنتظر کہا ہے اور وہ اس کیلئے بھرپور طریقے سے تیاری میں مصروف ہیں چنانچہ مکانوں دکانوں اور اپنی گاڑیوں پر یا صاحب الزمان اور یا قائم المنتظر وغیرہ کے جملے تحریر کیے جاتے ہیں یا باڑوں اور مختلف زبانی یا تحریری دعاؤں میں جو عجل اللہ فرجک کی صدائیں کالی اندھی کی طرح چھائی چلی جارہی ہیں یہ اسی قائم المنتظر کے استقبالیہ کیمپ اور اسی کیلئے کام کرنے والوں کا علامتی نشان ہے اور بعض لوگوں نے اوپر بتائے گئے قائم المنتظر کو امامیوں کے قائم المنتظر کے علاوہ کچھ اور سمجھ لیا ہے وہ غلطی پر ہیں۔ ارباب علم اس سلسلہ میں تحقیق تفتیش کریں گے تو انہیں یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح طور پر نظر آنے لگی گی۔ امام دین میں نظریہ مہدیت کو جاننے کیلئے یہودیوں کے قائم المنتظر کے احوال کو خاص طور پر پیش نظر رکھیں تاکہ امامیہ فرقہ کی نظریاتی حقیقت کو جاننا آسان ہوجائے۔

برمودا تکون، دجال اور علامتی تکون جھنڈا

بحراوقیانوس کا 300 جزیروں پر مشتمل برمودہ خطرناک علاقہ ہے جس کے صرف 20 جزیروں پر انسان آباد ہیں اور وہ بھی بہت کم تعداد ہیں۔

اس خطرناک علاقے کا کل رقبہ 1140000 مربع کلومیٹر ہے۔ اس کا شمالی سرا جزائر برمودا اور جنوب مشرقی سرا پورٹو ریکو اور جنوب مغربی سرا میامی ہے یہ میامی وہی امریکی مشہور ریاست ہے۔ جو فلوریڈا کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے۔ فلوریڈا کا معنی ہے خدا کا شہر یا وہ خدا جس کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ 1945ء میں جب یہاں بکثرت طیارے وغیرہ غائب ہوئے تو پریس کانفرنس میں برمودہ تکون کے نام سے اس جگہ کا تعارف پیش کیا گیا۔ ہمیں اس سے تو کوئی بحث نہیں کرنی کہ اس تکون میں کتنے طیارے، لوگ اور جہاز غائب ہوگئے۔ البتہ اتنی بات واضح ہے کہ یہ پراسرار جگہ انتہائی خطرناک ہے۔ جہاں بے شمار طیارے، جہاز کشتیاں وغیرہ ایسے گم ہوئے کہ آج تک کچھ پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گئے بہر حال برمودہ تکون کوئی ایسا غیر مانوس لفظ نہیں باخبر لوگ جس سے واقف نہ ہوں اور نہ ہی اس جگہ پر دجال کے موجود ہونے پر کوئی زیادہ خلجان ہے، کیونکہ بہت سارے قرائن اس جگہ دجال کے موجود ہونے پر منظر عام پر آ چکے ہیں۔ لہٰذا تکون کا دجال کے ساتھ جو ربط و تعلق ہے وہ کچھ مخفی نہ رہا اب ارباب علم غور فرمائیں کہ برمودہ کی تکون میں قیام پذیر کا علامتی نشان اور اقامت گاہ مربع شکل کی بجائے تکون یعنی تین کونوں پر مشتمل ہے۔ آپ ارباب دانش ملاحظہ فرما کر خود ہی بتائیں کہ تین کونوں پر مشتمل جھنڈا اور مقدس علم کن لوگوں کا مذہبی نشان

ہے؟ حالانکہ دنیا میں کسی ملک، جماعت، مذہب یا گروہ کا ایسا علامتی جھنڈا نہیں جو تکون ہو بلکہ مربع شکل میں ہی علم اور علامتی جھنڈے بنائے اور لہرائے جاتے ہیں۔ دنیا کا یہ واحد مذہبی نشان اور قومی علم جو مربع شکل کی بجائے تکون ہے۔ کیا یہ برمودا کی تکون اور اس تکون میں مقیم کے ساتھ کسی ربط و تعلق اور مذہبی رشتہ داری پر کوئی شہادت نہیں دے رہا؟

برمودہ کے بارے میں امامیہ رائٹر کے تاثرات

راقم نے جب اس عنوان پر لکھنے کا ارادہ کیا تو مختلف مذاہب کی کتب سے استفادہ کا موقعہ ملا اور امامیہ دین میں مذہب کے علامتی علم کی تکون پر بہت غور کرتا رہا کہ امامیہ دین کا تکون سے آخر اتنا گہرا تعلق کیوں ہے برمودہ کو تکون قرار دیئے جانے سے راقم کو یہ ضرور محسوس ہوا کہ اس علامتی علم کا تکون ہونا قائم المنتظر کے اس اقامتی مسکن سے تعلق کی علامت ہے مگر اس کی کوئی ایسی شہادت ابھی تک میسر نہ آسکی تھی جو امامیہ کے اپنے گھر سے حاصل ہو سکے چنانچہ اپنی ان معلومات کا اظہار راقم نے اپنے اس رسالہ میں کر دیا تھا اس رسالہ کی اشاعت سے کچھ دنوں بعد کی بات ہے دریائے جہلم کے کنارے موجود بستی ڈھوکھر آباد جو کہ ضلع جھنگ کی آخری حدود میں واقع ہے وہاں کے بالکل دنیادار مگر باذوق اور علم دوست جناب شیعہ مجتہد سے ملاقات ہوئی چند ملاقاتوں کے بعد ان سے اپنا تعلق گہرے دوست جیسا ہو گیا ان کی وساطت سے راقم کو جناب ایوب نقوی کی کتاب ''ہمارا آخری امام'' مل گئی 320 صفحات کی اس کتاب میں امامیہ مذہب کے قلم کار نے اپنے آخری امام کے بارے میں جو کچھ لکھا

ہے وہ ایک طویل داستان ہے ہمیں یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ جناب ایوب نقوی نے اپنی اس کتاب کے ص 89 سے 102 تک جزیرہ برمودا کے بارے میں اپنے خیالات کو تحریر کیا ہے، ممکن ہے ہمارے قارئین کو اس بات پر تعجب ہونے لگے کہ امامیہ دین میں برمودا کا وجود کہاں سے آ گیا اس لئے کہ برمودا کا یہ جزیرہ اپنے دیگر چھوٹے چھوٹے جزیروں کے ساتھ 1519ء سے پہلے کسی کے علم میں نہ آ سکا تھا اور نہ ہی یہاں تک کوئی پہنچ سکا تھا پہلی مرتبہ ایک ہسپانوی سیاح خوان دو برمودر نے ان جزیروں کو دیافت کیا تھا پھر اس کی شہرت 1945ء میں اس وقت ہوئی جب امریکی بحریہ کے پانچ بمبار طیارے یہاں غائب ہو گئے اگر چہ یہ سوال اس اعتبار سے بڑا وزنی ہے کہ امامیہ دین میں برمودا کو یہ اہمیت کیوں حاصل ہے کہ مذہبی علامت اور علم کی بناوٹ کو اس جزیرہ کی مناسبت نصیب ہے مگر یہ کوئی حیران کن بات نہیں امامیہ دین کا جو رشتہ اس جزیرہ کے ساتھ ہے "ہمارا آخری امام" نامی کتاب میں لکھنے والے نے اس کو کافی حد نکھار دیا ہے امامی مذہب کا اس جزیرہ سے کون سا گہرا اور مضبوط مذہبی رشتہ ہے۔ اس کا ذکر کچھ دیر بعد میں ہم کرتے ہیں۔ پہلے اس جزیرہ کے بارے میں ارباب تحقیق کے مختلف نظریات کے بارے میں تھوڑا سا غور کر لینا چاہیے۔

برمودا میں کون رہتا ہے؟ ارباب تحقیق کے نظریات

برمودا تکون کے بارے حیرت انگیز باتیں اور پراسرار واقعات کثرت سے بیان کئے جا رہے ہیں۔ مگر اس پراسرار کہانی کے پس منظر میں ہے کون؟ اس سلسلے میں ارباب فکر و نظر نے مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ہم چند ایک نظریات کو پیش کرتے ہیں۔

1-قدامت پسند عیسائیوں کا خیال ہے کہ برمودا تکون جہنم کا دروازہ ہے۔

2-سائنسدانوں کی اکثریت کا خیال ہے کہ یہ مکمل سائنسی مسئلہ ہے۔

3-ایڈ اسنیڈ کر کا کہنا ہے کہ تکون کے اوپر کی فضا نہ نظر آنے والی سرنگوں سے بھری ہوئی ہے جو طیاروں، جہازوں اور افراد کو اپنے اندر کھینچ لیتی ہے۔

4-ایک نظریہ یہ ہے کہ برمودا تکون کے اندر اڑن تشتریاں جاتی دیکھی گئی ہیں۔ چنانچہ وہاں ان میں سوار خفیہ قوتوں کے ٹھکانے ہیں۔ جو اپنے مخصوص مقاصد کے لئے طیاروں، جہازوں اور افراد کو اغواء کر لیتے ہیں۔

5-امریکہ میں ایک فرقہ برمودا تکون کی حقیقت روحائیت سے جوڑتا ہے۔

6-برمودا میں پانی کے اندر چھوٹی چھوٹی غار بھی پائی گئی ہیں۔

7-مصری محقق محمد عیسیٰ داؤد کے مطابق شیطانی سمندر اور برمودا تکون دجال کے زیر استعمال ہیں اس نے با قاعدہ قلعہ نما محل بنایا ہوا ہے جو تکون کی شکل کا ہے۔

اس آخری نظریہ کے بارے میں برمودہ تکون اور دجال جس کے بارے میں یہ کچھ لکھا گیا ہے۔ محمد بن داؤد مصری ان تمام جگہوں پر خود گئے ہیں۔ جہاں سے دجال یا یہودی خفیہ تنظیم فری میسن کا کوئی تعلق رہا ہے۔ مثلاً سویڈن، مصر، فلسطین، امریکہ، برمودا، شام وغیرہ فلسطین و مصر میں کچھ مخطوطات بھی یا تو لگے ہیں وہاں ضعیف العمر لوگوں سے انہوں نے کافی معلومات حاصل کی ہیں جو اس موضوع سے متعلق عربوں میں سینہ بسینہ چلا آ رہا ہے۔ (برمودا تکون اور دجال ص 53) غور کیا جائے تو مذکورہ تمام نظریات سے یہی اندازہ ہوتا کہ محمد عیسیٰ داؤد کی بات درست ہے۔ اس لئے کہ

جس نے بھی برمودا کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے۔ اس نے حیرت انگیز اور پراسرار واقعات کا ذکر کرتے ہوئے کسی نظر نہ آنے والی طاقت کا انکشاف کیا ہے برمودا کے متعلق جو کچھ لکھا جا رہا ہے۔ اس میں یہ بات خاص طور پر بتائی جا رہی ہے کہ وہاں کے پراسرار احوال کے پس منظر میں دجال کا کردار ہی معلوم ہو رہا ہے۔ چنانچہ محققین کا بیان ہے۔

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں یہ بات نہیں بھولنا چاہیے کہ دنیا میں خیر اور شر کی قوتیں پائی جاتی ہیں اور اس خیر و شر اور حق و باطل کے درمیان معرکہ فیصلہ کن مراحل سے گزر رہا ہے چنانچہ ہمیں یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ برمودا تکون میں موجود قوتیں یقیناً شر سے تعلق رکھتی ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام تیاری دنیا سے حق کو ختم کر کے باطل کی حکومت قائم کرنے، سچ کو مٹا کر جھوٹ کا راج قائم کرنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب سے ہٹا کر جھوٹے خدا اور ابلیس کے پروردہ کانے دجال کی خدائی کے سامنے دنیا کو جھکانے کیلئے کی جا رہی ہیں۔ اگر احادیث نبوی کی روشنی میں ان کا تجزیہ کیا جائے تو ایک مسلمان کا ذہن فوراً اس فتنہ عظیم کی طرف جانا چاہیے یہ فتنہ دجال ہے۔ (برمودا تکون اور دجال، ص 85)

محمد عیسیٰ داؤد مصری محقق ہیں اڑن طشتریوں اور برمودا تکون پر ان کی نظر بہت گہری ہے ان کے نزدیک اڑن طشتریاں دجال کی ملکیت اور اسی کی ایجاد ہیں نیز برمودا تکون کے اندر اس نے ابلیس کی مدد سے تکون کی شکل کا قلعہ نما محل بنایا ہوا ہے

(برمودا تکون کے اندر مختلف قسم کی تعمیرات غوطہ خوروں نے دیکھی ہیں) جہاں سے بیٹھ کر وہ اپنے چیلوں کو ہدایات دے رہا ہے اور اپنے نکلنے کے وقت کا انتظار کر رہا ہے اس پورے مشن میں اس کو ابلیس اور اس کے تمام شیاطین کی مدد حاصل ہے۔

(برمودا تکون اور دجال، ص 87)

الغرض ارباب تحقیق نے اس سلسلہ میں جو کچھ بیان کیا ہے اس کی کڑیاں دجال کے وہاں موجود ہونے پر ملتی ہیں۔

برمودا تکون اور شیطانی سمندر

شیطان کا تخت سمندر پہ لگتا ہے وہاں سے شیطان اپنے چیلوں کی ڈیوٹیاں لگاتا ہے یہ ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ ابلیس اپنا تخت سمندر پر لگاتا ہے لوگوں کو فتنوں میں ڈالنے کیلئے وہ اپنا لشکر روانہ کرتا ہے جو اس کے لشکر میں سب سے زیادہ فتنہ پرور ہوتا ہے وہ ابلیس کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (مسلم شریف) ارباب علم کے بقول اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ابلیس کا مرکز سمندر ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ابلیس کا مرکز بھی تکون ہے مزید یہ بھی کہ برمودا تکون اور شیطانی مرکز کے تکون کا آپس میں بہت گہرا رابطہ ہے چنانچہ مولانا عاصم عمر لکھتے ہیں۔ محققین کا کہنا ہے کہ ایسے بہت سے شواہد موجود ہیں کہ گمنام طیاروں اور جہازوں کو ایک تکون سے دوسری تکون کی طرف سفر کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے یہ دونوں تکون ایک ہی طول البلد و عرض بلد 35) پر واقع ہیں۔ جس طرح کے مشاہدات

برمودا تکون کے علاقے اور فضا میں کیئے گئے ہیں۔ اسی طرح شیطانی سمندر میں بھی اڑن طشتریوں کا آنا جانا اس کے اوپر منڈلانا اور پانی کے اندر داخل ہونے اور نکلنے کے متعدد واقعات موجود ہیں یہاں بھی خالی جہاز (بغیر کپتان اور عملے کے) سمندر میں تیزی سے سفر کرتے نظر آتے ہیں برمودا کی طرح یہاں بھی گرم وسرد موجیں آپس میں ٹکراتی ہیں جس کے نتیجے میں بڑی مقدار میں مقناطیسی میدان وجود میں آتا ہے۔

(برمودا تکون اور دجال، ص46)

گویا جیسے احادیث سے دجال اور شیطان کا سمندر میں پایا جانا بیان ہوا ہے ان واقعات سے ایک طرف ان کی صداقت عالم مشاہدہ بن گئی ہے تو دوسری طرف یہ بھی واضح ہوگیا ہے کہ دجال اور شیطان کا آپس میں گہرا جوڑ اور رابطہ ہے اور یہ کہ ان دونوں تکونوں میں اسلام کے خلاف گہری سازشیں ہو رہی ہیں بلکہ یہاں سے اسلام کو فنا کرنے کیلیئے ایک طرف لشکر بھیجے جا رہے ہیں تو دوسری طرف بھرپور طاقت جمع کر کے اور نئی نئی ایجادات کے ذریعے دجالی قوتوں کو مضبوط کیا جا رہا ہے۔ دین حق کے خلاف جو گہری سازشیں یہاں ہو رہی ہیں یہ ان کا اثر ہے کہ ملت کفریہ ایک ہو کر اسلام کے خلاف متحدہ محاذ بنا چکے ہیں اس کفریہ اتحاد کا واحد مقصد اسلامی قوت کو توڑنا اور ایمان کی مضبوط بنیادوں کو مشکوک بنا کر ارتداد کی فضا قائم کرنا ہے۔ باطل اور اس کے سرغنے کیا کر رہے ہیں؟ یہ ایک تفصیل طلب بحث ہے ہم یہاں برمودا تکون میں پائی جانی اسی غائبی طاقت کی تلاش میں ہیں جو طیارے، جہاز اور بڑے بڑے سائنس دانوں کو اغواء تباہ اور غائب کر رہی ہے۔ جہاں تک اس عنوان پر بحث کرنے والوں کے خیالات کا تعلق ہے تو کوئی کہتا ہے کہ یہ جہنم کا دروازہ ہے کوئی اس کا رشتہ روحانیت

سے جوڑتا ہے۔کوئی اڑن طشتریوں، غاروں اور خفیہ ٹھکانوں کا ذکر کرتا ہے۔محمد عیسیٰ داؤد کہتا ہے۔یہاں دجال ہے۔اب ظاہر ہے۔دجال نے اڑن طشتریوں کو ایجاد کر لیا ہو اور خفیہ ٹھکانے غار وغیرہ میں بنا لئے ہوں تو کیا تعجب کی بات ہے پھر دجال کے ٹھکانے کو جہنم کا دروازہ کہنا بھی کوئی خلاف واقعہ امر نہیں۔لہٰذا خلاصہ بحث یہ ہوا کہ برمودا تکون میں دجال ہے۔شیطانی سمندر سے اس کا قریبی رابطہ ہے۔دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنے کیلئے وہ زبردست تیاری کر رہا ہے اس بھرپور تیاری کے بعد دجال اس جگہ سے نکلنے والا ہے۔ہماری ان معروضات کے بعد اب ذرا امامیہ دین کے پیروکاروں کی بھی سنیئے اس بارے میں امام کے کیا ارشادات ہیں؟

برمودا سے امامی مذہب کا گہرا رشتہ کیا ہے؟

جناب ایوب نقوی صاحب ''ہمارا آخری امام'' میں لکھتے ہیں''

جزیرہ برمودا ایک تکون جزیرہ کا نام ہے برمودا کی تکون کا ایک سرا امریکہ کے ساحلی شہر فلوریڈا سے شروع ہو کر جزیرہ پیورٹو ریکو سے ملتا ہے دوسرا سرا پیورٹو ریکو سے شروع ہو کر جزیرہ برمودا جزیرے سے اور تیسرا برمودا سے فلوریڈا تک چلا گیا ہے یوں یہ تکون مکمل ہو جاتا ہے برمودا کا تکون نام دنیا کے بیشتر لوگوں کیلئے اجنبی نہیں رہا۔ اس تکون کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اوپر سے جو بھی طیارہ یا نزدیک سے بحری جہاز گزرتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے (ہمارا آخری امام،ص 90) ایوب نقوی مزید لکھتا ہے کہ یہاں گذشتہ 100 سال کے دوران بیس سے زائد طیارے اور پچیس کے قریب بحری جہاز ڈوب چکے ہیں اسی لئے اس جگہ کو جہازوں کا قبرستان کہا جانے لگا (ایضاً،ص 91)

ایک امریکی نیوی کے افسر کا اعتقاد وہ یوں نقل کرتا ہے ہمارا ہمیشہ سے یہی عقیدہ ہے کہ جزیرہ برمودا میں کسی عجیب چیز کا وجود ہے۔(ص 96) آگے لکھتا ہے کہ جزیرہ برمودا کو جزیرہ خضرا کیوں کہا جاتا ہے؟ یہ جزیرہ دوسرے جزیروں سے الگ اس لئے ہے کہ اس جزیرہ میں سبز روشنی کی چمک موجود ہے۔(ہمارا آخری امام،ص 98)

اس مقام پر جناب ایوب نقوی نے اس جزیرہ کے بارے میں جو عجیب و غریب باتیں نقل کی ہیں۔ان میں سفید پانی، گہری روشنی، نورانی کشتیاں، نور کی زمین سے آسمان تک چھا جانے والی لائٹیں اور اڑن طشتریاں شامل ہیں۔ہم نے یہ چیزیں اس لیے ذکر کر دی ہیں تا کہ آپ حضرات جان لیں کہ ان صاحب کے نزدیک یہ جزیرہ خاص دلچسپی کا مرکز اور محیر العقول کارناموں سے مرکب ہے،مگر اس کی یہ اہمیت کیوں ہے؟ اس کی وجہ وہ خلاصہ اور حاصل کلام ہے جو ان صاحب نے جزیرہ برمودا عنوان کے بالکل آخر میں بیان کیا ہے وہ لکھتا ہے۔

سائنس دانوں کو آج تک یہاں کے پراسرار واقعات کا سبب معلوم نہیں ہو سکا کئی ماہ پہلے بی بی سی اردو سروس سے جزیرہ برمودا کے بارے میں ایک تحقیقی اور تفصیلی رپورٹ نشر ہوئی جس میں بتایا گیا کہ یہ جگہ یا تو حضرت عیسیٰ یا حضرت امام مہدی کے متعلق ہے۔"(ہمارا آخری امام،ص 102) محترم حضرات ہم تو یہی سنتے آئے تھے کہ یہودیوں نے اس جگہ کو جو عالمی میڈیا پر خاص طور پر مشہور کیا ہوا ہے اور اس جگہ کے بارے میں حیرت انگیز باتیں عالمی میڈیا پر نشر ہو رہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ دنیا کو باور کرا رہے ہیں کہ ہمارا رب الافواج اور نجات دہندہ اسی جزیرہ میں قیام پذیر ہے اور یہ جو حیرت ناک کارنامے سرانجام دے رہا ہے دراصل یہ اس کی ناقابل

تسخیر قوت کے ادنی کرشمے ہیں اب جبکہ ''ہمارا آخری امام'' میں امامی مصنف کے ذریعے پتہ چلا کہ اس جزیرہ میں جو کوئی ہے وہ دراصل امامیوں کا ہے یا ان کی اور ان کی مشترکہ میراث ہے۔تو شک یقین میں بدل گیا کہ امامی مجتہد جس کا مہدی کا نام دے رہے ہیں۔وہ اصل میں کیا ہے۔

امام مہدی کی قیام گاہ سرامن رائے غار یا برموداتکون

جن حضرات کو امامیہ فرقہ سے کچھ تھوڑا بہت واسطہ رہا ہے وہ جانتے ہیں کہ امامیہ دین کے پیشوا اور مقتدا اپنے گروہ کو یہی بتاتے رہے ہیں کہ ان کا قائم الزمان سرمن رائے جس کو ملا جلا کر وہ سامرا بھی کہہ دیتے ہیں وہاں پر ایک غار میں مستور ہیں شروع شروع میں تو کچھ افراد کے ساتھ ان کا رابطہ تعلق بھی تھا مگر 69 سالہ غیبت صغریٰ کے اس تعلق کو بھی علی بن محمد سمری پر ختم کر دیا چنانچہ صاحب الزمان نے علی بن محمد سمری کو خط لکھ کر آگاہ کیا کہ

چھ روز بعد تم دنیا سے مفارقت کرو گے لہٰذا اپنے کاموں کو ختم کر لو اور کسی کو اپنا وصی وقائم مقام اپنی وفات کے بعد مت قرار دو کیونکہ مکمل غیبت واقع ہوئی۔(حق الیقین مترجم ج 1 ص 342 باشر مجلس علمی اسلامی پاکستان) گویا 74 سال کی زندگی پانے کے بعد لمبے عرصے کیلئے روپوش ہو گئے اول نظریہ تو یہی تھا کہ ان کی یہ روپوشی سامرا کے ایک غار میں واقع ہوئی ہے۔مگر برموداتکون کی شہرت کے بعد تھوڑا تھوڑا انہوں نے اظہار خیال کرنا شروع کر دیا ہے۔برموداتکون میں جو صاحب عجیب وغریب کرشمے دکھا رہے ہیں اور اس کی پراسراریت سے بڑوں بڑوں پر رعب طاری ہو گیا

ہے۔ ان تمام کہانیوں کا مرکزی کردار وہی قائم الزمان ہے۔ امامیہ فرقہ جن کو اپنا آخری امام، ولی العصر، صاحب الامر، قائم الزمان اور امام زمانہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ جولوگ امامیہ دین کے مزاج سے واقف ہیں انہیں تو پہلے ہی پتہ تھا کہ اس جزیرہ میں جو تکون ہے۔ اس سے اس دین کا ایک خاص رشتہ اور گہرا تعلق ہے جس کی واضح شہادت امامیہ کا وہ مذہبی علم ہے جو امامی لوگوں کے گھروں پر لہرا رہا ہوتا ہے۔ فضاء میں لہراتے اور پھڑ پھڑ تے اس علم کی تکون برمودا کی تکون اور اس کے ساتھ گہرا تعلق رکھنے والی دوسری سمندری تکون کو ایک زندہ وجود قرار دیتی ہے یعنی علم کی تکون برمودا اور اس کے ساتھ دوسری سمندری تکون کے ساتھ دینی و مذہبی تعلق اور مضبوط رشتہ کا علامتی نشان ہے۔ اب جبکہ ایوب نقوی صاحب منہ بول پڑے اور صاف اعتراف کر لیا کہ برمودا کے تکون میں ہمارا قائم الزمان رہتا ہے اور وہاں کے تمام تر پراسرار واقعات دراصل قائم الزمان کے معجزے ہیں۔ جن کے ذریعے وہ مزید دنیا کو اپنا مرید بنا رہے ہیں اور کسی وقت بھی یہاں سے کسی بات پر غضب ناک ہو کر نکل سکتے ہیں پھر ان کے یہاں سے ظاہر ہونے کے بعد اس قائم الزمان کے مریدوں یعنی امامیوں کی تو بلے بلے ہو جائے گی البتہ سنیوں کی شامت آ جائے گی کیونکہ وہ ان سنیوں کے عالموں کو قتل کرے گا کسی کو سولی پر چڑھائے گا کسی کو آگ میں جلائے گا حتی کہ سنیوں کے جو قابل صد تکریم اسلاف ہوں گے ان کو قبروں سے نکال نکال کر سزا دے گا بہر حال یہ امامیوں کی امیدیں ہیں جن کے سہارے وہ برمودا تکون سے نکل کر آنے والے اپنے امام کے انتظار میں رات دن ایک کر چکے ہیں امر واقع کیا ہے؟ ارباب انصاف نے غور فرمایا ہو گا تو ضرور جان چکے ہوں گے کہ حقیقت حال کیا ہے اور جو حضرات غور وفکر

نہیں فرما سکے ان کو ہماری گذشتہ معروضات کو بغور ملاحظہ فرمانا چاہیے کہ برمودا میں بسیرا کرنے والا کون ہے اور شیطانی سمندری سے اس کا گہرا تعلق کیوں ہے اور شیطانی حرکات کا وجود میں آنا کس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔

امامیوں کا قائم الزمان برمودا کے تکون میں

ہمارے محترم قارئین کرام ہماری معروضات سے ممکن ہے۔شک شبہ کا شکار ہو جائیں کہ امامی مصنف نے تو مذکورہ مقام پر بی بی سی اردو سروس کا تبصرہ نقل کیا ہے اب بھلا بی بی سی کے تبصرہ کی بنا پر امامیوں کا یہ کہہ دینا کہ ہمارا قائم الزمان برمودا کے تکون میں قیام پذیر ہے تو یہ بات درست نہ ہوگی کیونکہ بی بی سی تبصروں پر دین نہیں بنتا بلکہ بی بی سی ہو یا دیگر غیر مسلم میڈیا کے مختلف ادارے! یہ عام طور پر دین کی تشریح بھونڈے طریقے سے کر کے لوگوں کو دین سے متنفر کرتے ہیں۔لہٰذا محض اس تبصرے کی بنا پر یہ کہنا درست نہیں کہ جس جگہ کو جہنم کا دروازہ قرار دیا جا رہا ہے وہاں پر امامیوں کا آخری امام رہتا ہے۔ہم ارباب انصاف کی خدمت میں عرض گزار ہیں کہ اس بات پر ہمیں بھی تعجب ہے کہ امامیہ دین کے اس مصنف (ایوب نقوی) نے بی بی سی کے اس تبصرے پر شرم شرم میں اعتراف کیوں کر لیا اور اعتراف کے بعد اس پر اتنے کیوں مصر ہوئے کہ ان جزیروں میں اپنے کئی بڑوں کو لے جا کر اپنے قائم الزمان سے ملاقات کروانے لگے صرف یہی نہیں بلکہ کربلا کے راوی کی طرح اس کی رپورٹنگ بھی کرنے میں اپنے فن کا بھرپور استعمال کرنے سے نہ کترائے چنانچہ یہاں بات صرف ایک تبصرہ کی نہیں امامی نظریہ کی ہے جس پر امامی مصنف کو بہت اصرار ہے ملاحظہ فرمایئے وہ

کہتے ہیں۔"امام مہدی کی قیام گاہ" جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں۔ حضرت خضر علیہ السلام والیاس علیہ السلام دریائے روم و فارس کے درمیان پانی کے قصر میں اقامت پذیر ہیں۔ بالکل اسی طرح آخری امام مہدی جزیرہ خضرا میں اپنی اولاد واصحاب کے ساتھ قیام فرما ہیں اور وہیں سے بہ اعجاز خداوندی سارے کام انجام دیتے ہیں۔(ہمارا آخری امام،ص111)

جزیرا خضرا کا محل وقوع لکھتے ہیں کہ"یہ جزیرہ بحراوقیانوس اطلس کے درمیان واقع ہے۔(ایضاً) ہمارے قارئین کرام نام کی تبدیلی سے یہ مت خیال فرمائیں کہ جزیرہ خضرا اور جزیرہ برمودہ دو الگ الگ جزیرے ہیں،نہیں بلکہ جزیرہ خضرا بھی جزیرہ برمودا تکون کا حصہ ہے۔چنانچہ برمودا تکون کا محل وقوع میں لکھتا ہے" جزیرہ برمودہ۔۔۔بحراوقیانوس اطلس کے انتہائے مغرب میں واقع ہے۔

(ہمارا آخری امام،ص89)

مزید لکھتا ہے کہ جزیرہ برمودا کے مغرب میں اوقیانوس اطلس مشرق میں فلور پڑا ہے۔(ایضاً) یہ تکون جن کا پائے تخت ہمکن ہے۔۔۔۔۔۔اوقیانوس اطلس کی بہشت کہے جاتے ہیں(ایضاً،ص90) مزید وضاحت کرتے ہوئے ایوب نقوی لکھتا ہے۔ جزیدہ برمودا کو جزیرہ حضرا کیوں کہا جاتا ہے؟اس سوال کے جواب میں شیعہ مجتہد یہ تحریر کرتا ہے یہ جزیرہ دوسرے جزیرہ سے اس لئے الگ ہے کہ اس جزیرہ میں سبز روشنی کی چمک موجود ہے۔۔اس سے یہ خضرا کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔

(ہمارا آخری امام،ص98)

ہماری ان گزارشات کا مقصد یہ ہے کہ آپ پر واضح ہو جائے کہ برمودا

تکون اور جزیرہ خضرا دو الگ الگ مقام نہیں بلکہ ایک ہی جگہ ہے۔ جسے امامی کبھی برمودا اور کبھی جزیرہ خضرا کہتا ہے۔ اس وضاحت کے بعد ملاحظہ فرمایئے کس وضاحت سے امامی قلم کار اپنے آخری امام کا برمودا تکون میں ہونا بیان کر رہا ہے! صرف یہی نہیں بلکہ امامیوں نے اس جزیرہ میں خاص خاص لوگوں کی ملاقات اور اس ملاقات کی بھرپور رپورٹنگ بھی نقل کی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کرام کی دلچسپی کیلئے اس جزیرہ میں اپنے قائم الزمان سے ملاقات کرنے والوں کا مختصر تذکرہ کر دیا جائے۔

برمودا تکون میں اپنے قائم الزمان سے ملنے والے امامی لوگ

یوں کہنے کو تو امامیوں کا قول یہ ہے کہ غیبت کبریٰ کے بعد ہمارے قائم الامر کو کوئی نہیں مل سکتا اور جو یہ دعویٰ کرے وہ کذاب ہے جیسا کہ حق الیقین مترجم، ج 1، ص 342 پر مجلسی کی نقل کردہ روایت میں درج ہے، مگر اس کے باوجود امامیوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنے قائم الزمان سے ملاقات کی اور وہ ملاقات کرنے والے بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ جناب ایوب نقوی لکھتا ہے وہ خوش قسمت علماء حضرات جو امام زمانہ کی زیارت یا ان کے احکامات کی بنا پر مقدس جائے قیام پر پہنچے ہیں ان کا کہنا ہے کہ بحر اوقیانوس اطلس میں تین جزیرے دشمنوں کی دسترس سے بہت دور امام زمانہ کی اقامت ظاہری کا مرکز ہیں علماء بیان کرتے ہیں کہ امام مہدی کے جزیرہ تک جانے کیلئے اولاد میں سے کسی کو اجازت نہیں ہے۔ (ہمارا آخری امام، ص 113-114) مزید لکھتا ہے کہ امام مہدی کی رویت غیبت حضرمی کے دور میں ہرگز تردید نہیں کی جا سکتی بلکہ ہزاروں افراد اس دور میں ان کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ (ایضاً 113)

ایوب ی نے علامہ زین الدین کا واقعہ یوں نقل کیا ہے۔

علامہ زین الدین علی ابن فاضل مازندرانی نے 690ھ میں اوقیانوس کا سفر کیا وہاں زین الدین علی کو پتہ چلا کہ یہاں ایک جزیرہ جس کا نام جزیرہ خضرا بھی ہے جہاں امام زمانہ کی اولاد زندگی بسر کرتی ہے جناب زین الدین علی نے وہاں پر چالیس روز قیام کیا ہے چالیس دن کے بعد انہوں نے دیکھا کہ سات کشتیاں غندالی سامان سے بھری ہوئی جزیرہ خضرا سے اس جزیرہ میں آئیں تو کشتی کے ناخدا نے زین الدین علی کا نام بلند آواز میں لیا اور کہا کہ مجھے تمہارے متعلق ہدایات دی گئی ہیں کہ تم کو لے کر جزیرہ خضرا پہنچوں۔ کشتی کے ناخدا نے زین الدین علی کو واپسی پر اپنے ساتھ لیا اور اپنا سفر جزیرہ خضرا کی طرف شروع کیا سولہ دن کا دریا کا سفر ختم ہوا تو سفید پانی کے دریا پر پہنچے تو ناخدا نے زین الدین علی سے وضاحت سے کہا اس پانی پر دھون نے اس طرح احاطہ کر رکھا ہے کہ دشمنوں کی کوئی کشتی ہرگز اس پانی سے نہیں گزر سکتی اگر کوئی کشتی یہ کوشش بھی کرے گی تو حضرت حجت کی برکت سے اسی سفید پانی میں غرق ہوجائے گی۔ علامہ زین الدین علی جب جزیرہ خضرا پر پہنچے انبوہ عظیم و جمعیت کثیر کو وہاں دیکھا وہ لوگ بہترین لباس زیب تن کیے ہوئے تھے اور نہایت نفیس وضع دار لوگ تھے شہر بے حد خوبصورتی سے آباد کیا گیا تھا چاروں طرف سرسبز درخت اور انواع واقسام کے میوے وہاں موجود تھے۔ صاف وشفاف پتھر کے بنے ہوئے مکانات اور بھرے بھرے بازار موجود تھے علامہ زین الدین علی کو ایک بزرگوار سید شمس الدین بہار ملے ان کے بارے میں لوگوں نے جو کچھ بتایا وہ علامہ اس طرح بیان کرتے ہیں

جناب سید شمس الدین جو حضرت حجت علیہ السلام کی پانچویں پشت میں سے تھے۔ آپ حضرت حجت کی طرف سے اس جزیرہ خضرا پر حضرت کے نائب تھے اور آپ کی طرف سے جزیرہ کی تعلیم و تربیت کے کلی طور پر ذمہ دار تھے (ہمارا آخری امام، ص 118) اسی قصہ کو ایوب نقوی نے اسی کتاب میں ص 190 سے 218 تک مزے لے کر بیان کیا ہے ہم اس اتنے بڑے قصے کو نقل کر کے بے فائدہ تکرار تو نہیں کرنا چاہتے البتہ اتنی بات عرض کرنا فائدہ سے خالی نہیں کہ اس داستان کی ابتدا میں امامی مصنف نے پرزور طریقے سے کہا ہے کہ جہاں ہمارا حجت قیام پذیر ہے یہ یقینی وہی جگہ ہے۔ جس کو آج کل برموداتکون کہا جا رہا ہے مزید وضاحت کے طور پر سفید پانیوں، کشتیوں کے ڈوبنے اور اڑن طشتریوں کے مشترکہ تذکرہ کو بنیاد بنا کر بتایا ہے کہ یہی وہ باتیں ہیں جو صدیوں قبل علی ابن فاضل نے اس سفر کے بارے میں بتائیں تھیں جو اپنے قائم الزمان کے جزیرہ کی طرف سے سفر کرتے ہوئے اس نے مشاہدہ کیں تھیں لہٰذا اس میں کوئی شک باقی نہیں رہ گیا کہ آج کی سائنس نے جس جزیرہ برموا کو تلاش کر کے اپنی حیرت کا اظہار کیا ہے اور وہاں پر پائی جانے والی کسی زبردست غائبی قوت کا پتہ دیا ہے یہ کوئی نیا کارنامہ نہیں کیونکہ قائم الزمان کے ان جزیروں کی طرف سفر کرنے والے مخصوص لوگ یہ معرکہ ان سائنس دانوں سے پہلے سر کر چکے ہیں۔

کیا برموداتکون میں موجود قوت کا لوگوں سے رابطہ ہے؟

ارباب دانش پر یہ بات تو روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ برموداتکون میں کوئی پراسرار شخصیت موجود ہے جو عجیب اور حیرت ناک قسم کے کارنامے سرانجام

دے رہی ہے۔ محققین کا خیال ہے کہ وہ طاقت دجال ہے۔ اس نظریہ کی تائید میں احادیث کا بڑا ذخیرہ موجود ہے، دیگر غیر مسلم اقوام بھی اس نظریہ کی تائید کرتی ہیں، جبکہ امامیوں کا یہ کہنا ہے کہ یہاں ہمارا قائم الزمان رہتا ہے۔ بعض لوگ یہاں کی شیطانی حرکات دیکھ کر اسے جہنم کا دروازہ کہہ رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان مذکورہ نظریات میں کوئی تصادم نہیں بلکہ ایک ہی حقیقت کی مختلف تعبیرات ہیں اس سے بڑھ کر یہاں پر پیش آنے والے واقعات کو بیان کرنے کا انداز اگرچہ اپنا اپنا ہے مگر پس منظر ان سب کا ایک ہی ہے۔

جہاں تک ہم نے اپنے طور پر ان دونوں میں موازنہ کیا ہے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مثلث برمودا کا یہ علاقہ وہی جزیرہ ہے جو آج سے سات صدیاں پہلے شیخ زین الدین نے دیکھا ہے اور مثلث برمودا ہی جزیرہ خضرا ہے۔ (ہمارا آخری امام ص 191) یہ موازنہ اپنی جگہ درست ہے واقعی آج کے محققین کے اقوال نئے پرانے امامیوں کے نظریات کی تائید کرتے ہیں۔ البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ جو متعارف اور معروف نام یہاں کے ساکن کا ہے وہ امامیوں نے چھوڑ کر کسی دوسری طرف کے نام سے اس کا تعارف کروانا شروع کر دیا ہے ورنہ صورت حال یہ ہے کہ جس طرح امامیوں کا کہنا ہے کہ یہاں پر امامیہ فرقہ کے بڑے بڑے لوگ آتے تھے یا یہ کہ یہاں موجود قائم الزمان کا دوسروں سے یا باہر والوں سے رابطہ ہے اسی طرح کی باتیں دوسری جانب (یعنی یہودیوں کی طرف) سے بھی کہی اور لکھی جا رہی ہیں کہ یہاں غیبی طاقت نے ڈیرہ ڈال رکھا ہے وہ اپنے مطلب کے بندوں کو یہاں لا رہا ہے نیز وہاں موجود ہستی کا باہر کی دنیا سے رابطہ بھی ہے البتہ وہ رابطہ ایسا خفیہ اور لوگوں کی پہنچ سے

دور ہوتا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی ہم اوپر کی گزارشات میں یہ عرض کر چکے ہیں کہ امامیہ کے بعض لوگوں نے برموداتکون میں جزیرہ خضرا تک رسائی حاصل کی اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہاں کے حالات کیا ہیں بلکہ قائم الزمان کی اولاد سے کتنی پشتیں گزر چکی ہیں اور وہاں کا تعلیمی، تربیتی اور آبادکاری کا سسٹم کیا ہے اب ذرا برموداتکون پر تحقیق کرنے والے علماء کرام کے ارشادات کو بھی ملاحظہ فرمایئے اس سلسلے میں وہ کیا فرماتے ہیں۔

برمودا میں موجود لوگوں سے رابطہ

برموداتکون میں جو لوگ موجود ہیں ان کا اپنے خاص لوگوں کے ساتھ مکمل رابطہ ہے اس سلسلہ میں جناب مولانا عاصم عمر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

''امریکہ کے انتہائی اہم لوگوں (خصوصاً بڑے بڑے یہود، بنکاروں اور پینٹاگون میں موجود یہودی جرنیلوں) کو یقیناً اس حقیقت کا علم ہے، جو برمودا کے اندر ہے اور ان کا وہاں سے مستقل رابطہ بھی ہے ایسا ہی خیال فلائٹ 19 (جس میں پانچ طیارے ایک ساتھ غائب ہوئے تھے) میں موجود کیپٹن پاورس کی بیوہ جون پاورس کے بھی ہیں وہ کہتی ہے کہ ان لوگوں نے برموداتکون میں یقیناً کوئی چیز دیکھ لی تھی کوئی ایسی حیرت انگیز اور پراسرار چیز دیکھ لی تھی جس نے ان کے تمام آلات کو ناکارہ کر دیا تھا کوئی ایسی چیز جس نے لیفٹیننٹ ٹیلر کو اتنا خوف زدہ کر دیا تھا کہ اس نے کسی کو بھی اپنا تعاقب کرنے اور اپنی جان خطرے میں ڈالنے سے منع کر دیا تھا کوئی ایسی چیز ہے جس کو قومی سلامتی کی خاطر امریکی بحریہ عوام الناس سے چھپانا چاہتی ہے۔ مجھے اچھی

طرح معلوم ہے کہ غائب ہونے والے تمام افراد کہاں گئے کیونکہ میں ان سے رابطے میں ہوں صرف یہی نہیں کہ میں نے ان تمام حادثات کو دیکھا ہے۔ بلکہ ان غائب ہونے والوں میں سے بعض سے میں نے بات بھی کی ہے اگر چہ ان سب کا واپس آنا اور لوگوں کے سامنے ظاہر ہونا ناممکن ہے کہ وہ سب اسی دنیا میں کہیں موجود ہیں میں نے ایک طیارے کے پائلٹ سے بات کی ہے جو 1945ء میں غائب ہو گیا تھا غائب ہونے کے بعد اس کے بارے میں کسی کو کچھ پتہ نہیں جس وقت یہ پائلٹ برمودا میں غائب ہوا اس وقت اس کی عمر پچاس سال تھی جبکہ میں نے اس سے ملاقات 1969ء میں کی وہ زندہ تھا! زمین کے اندر ہی کہیں! یہ دعویٰ ایڈ اسنیڈ کرنامی ایک سائنس دان کا ہے۔ (برمودا تکون اور دجال، ص86-87)

یہودی سرغنوں کا برمودا میں موجود لوگوں سے جو رابطہ ہے۔ اس کا ذکر اکثر ارباب تحقیق نے کیا ہے اس فن پر تحقیق میں خاص مقام رکھنے والے مصر کے جناب محمد عیسیٰ داؤد نے بھی یہی فرمایا ہے کہ دجال نے برمودا میں نہ صرف مضبوط محل اور محفوظ پناہ گاہیں بنالی ہیں بلکہ وہ برمودا تکون کے اس مرکز میں بیٹھ کر اپنے کارندوں کو ہدایات بھی جاری کر رہا ہے ظاہر بات ہے یہ ہدایات کسی نہ کسی طرح زمین پر آباد ان کے کارکنوں تک پہنچتی ہوں گی برمودا تکون اور دجال میں مذکورہ محقق کا یہ بیان ص 87 پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

دجال کے رابطے میں کچھ خاص لوگ

برمودا تکون کے بارے میں لکھنے والے دور حاضر کے معروف قلم کار جناب

مولانا عاصم عمر نے اپنی کتاب کے ص 90 پر یہ عنوان قائم کیا ہے۔ کیا پینٹا گون کے ساتھ دجال رابطے میں ہے؟ اس عنوان کے تحت وہ لکھتے ہیں۔ دجال پر خاص تحقیق کرنے والے اسرار عالم (اللہ ان پر رحم فرمائے) کہتے ہیں کہ پینٹا گون یہودی تعلیمات کے مطابق دجال کا عبوری عسکری ہیڈ کواٹر ہے۔۔۔ ڈگ چینی کے بارے میں اسرار عالم کا دعویٰ ہے کہ اس نے دجال سے ملاقات کی ہے اور دجال اس کو خود ہدایات دیتا ہے۔ ڈگ چینی تو وہ ہے جو دجال کی جانب سے منظر عام پر آیا ورنہ امریکہ ہی کیا برطانیہ' سویڈن' ناروے' اصفہان' کابل اور دنیا کے مختلف خطوں میں راک بیٹھے ہوئے ہیں جن کے لبوں کی حرکت دنیا کی جمہوری اور شہنشاہی حکومتوں کا قانون بن جاتی ہے۔۔۔ چنانچہ یہ بات قرین قیاس لگتی ہے کہ اگر دجال متحرک ہے تو ان یہودی خاندانوں سے وہ ضرور رابطے میں رہتا ہوگا۔ (برموداتکون اور دجال، ص 90-91)

ان یہودی فوجی ماہرین اور ارباب اختیار کے علاوہ دجال ایسے لوگوں کے ساتھ بھی رابطے میں ہے جو جادوں کو دنیا میں پھیلا رہے ہیں یا جادو کے زور پر دینی قوتوں کو فنا کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں چنانچہ ارباب تحقیق نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اپنے وقت کے ماہرین فن جادوگروں کی دجال خود معاونت کرتا ہے بلکہ مزید ترقی کیلئے انہیں تربیت دیتا اور ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے چنانچہ مولانا عاصم عمر لکھتے ہیں یورپ میں کئی جادوگر ایسے گزرے ہیں جو اپنے شو میں حیرت انگیز کارنامے لوگوں کو دکھاتے رہے ہیں جن میں ڈیوڈ کاپرفیلڈ مشہور نام ہے۔ اس کے بارے میں محمد عیسیٰ داؤد کا دعویٰ ہے کہ دجال اس کی مدد کرتا ہے۔ (برموداتکون اور دجال ص 96)

گویا اسلام کے خلاف جو قوتیں کام کر رہی ہیں دجال ان اسلام دشمن قوتوں

کے سرغنوں کی کسی نہ کسی طرح مدد کر رہا ہے دوسرے لفظوں میں وہ ان سے رابطے میں ہے یہی کچھ ہم بتانا چاہتے ہیں کہ دجال باوجودیکہ بظاہر غائب ہے اور عام طور پر لوگ اس کو نہیں دیکھ سکتے مگر پھر بھی کچھ خاص لوگوں کے ساتھ اس کا رابطہ ضرور ہے۔ یہ کون لوگ ہیں جن سے برمودا تکون میں رہنے والے کا رابطہ ہے؟ اوپر کی چند ایک گزارشات سے ارباب نظر خوب جان چکے ہوں گے کہ وہ خاص قسم کے یہودی جو اسلام کے خلاف برسر پیکار جادوگر اور ہر وہ قوت دین حق کو فنا کرنے اور دینی زور کو توڑنے میں مصروف عمل لوگ ہے وہ ان سے نہ صرف رابطے میں ہے بلکہ ان کی مدد بھی کر رہا ہے جیسا کہ مذکورہ ارباب تحقیق کے بیانات سے واضح ہوا مزید ملاحظہ فرمائیں۔

البرٹ اٹن سٹائن اور دجال

جرمنی کے یہودی گھرانے میں پیدا ہوے والا البرٹ کون تھا؟ ہم تفصیلات عرض کیے بغیر صرف اتنا عرض کرنا چاہیں گے کہ موٹے دماغ کا غریب لڑکا جو کسی اعتبار سے قابل ذکر نہ تھا۔ مگر اچانک وہ ایسا سائنسدان بنا کہ سائنسی دنیا میں اس کا نام نہ ہو تو وہ تاریک رات کی طرح رہ جائے 1900ء کے بعد اس میں تبدیلیاں شروع ہوئیں اور پھر وہ سائنس کی دنیا پر چھا گیا یہ اچانک اس میں تبدیلیاں کیسے رونما ہوئیں ایک موٹے دماغ کا لڑکا جو غربت کی چکی میں پس رہا تھا پھر وہ کوئی محنتی یا ذہین طالب علم بھی نہ تھا آخر کس قوت نے اسے شہرت کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ ہر سمجھ دار شخص کے ذہن میں اس سوال کا پیدا ہونا ایک فطری سی بات ہے مگر اس سوال کا جواب کیا ہے؟

لیجئے ان لوگوں کی زبانی جواب سنئے جو چھپے سمندر کی تہہ سے علم کی موتی نکال کر لوگوں کو چراغ علم سے منور کر رہے ہیں۔ محمد عیسیٰ داؤد بہت زور دیکر اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ سوئٹزرلینڈ میں ہی دجال کے ساتھ اس کا رابطہ ہوا اور اسی نے اس کو نظریہ وضاحت THEORY OF RELATIVITY) کا علم دیا۔

(برمودا تکون اور دجال ص 96)

کتاب والے نے اس موقعہ پر یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ آخر اس شخص میں کون سی ایسی چیز تھی جس نے اسے دجال کی نظر میں محبوب تر بنا دیا اور دجال نے اسے اپنے خصوصی لوگوں میں شامل کر دیا جواب میں واقف کاروں نے جو کچھ بیان کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دجال کو خوش کرنے کے لئے جو کچھ ہونا چاہیے وہ سب کچھ اس میں موجود تھا۔ مثلاً:۔

1- نہ صرف کٹر یہودی بلکہ دھریت کا مبلغ اعظم تھا عیسائیوں اور مسلمانوں کو وہ لادینیت اور الحاد کی طرف دعوت دیتا تھا۔

2- عورتوں کے ساتھ اس کے ناجائز تعلقات عروج پر تھے۔ بتایا گیا ہے کہ اس کی پہلی بیٹی ناجائز اولاد کے طور پر پیدا ہوئی۔

3- طبیعت میں سفاکیت تھی ۔جس میں بچوں پر بھی رحم کا مادہ نہ تھا چنانچہ ناجائز جنم لینے والی بے گناہ بچی کو کوڑے کی نظر کرتے ہوئے ذرا خوف نہ آیا۔

4- گھریلو معاملات میں ظالمانہ رویہ۔ چنانچہ بیوی کے ساتھ میاں بیوی کے خاص تعلقات منقطع کر کے اس کا جینا حرام کر دیا۔ دوسرے لفظوں میں میاں بیوی باقاعدہ طور پر اپنی جنسی ضروریات کیلئے کوئی اور راستہ تلاش کریں گے۔

5-اس کی ذہنیت اور اخلاقی سطح کا اندازہ اس جملے سے بھی کیا جا سکتا ہے جو واقفان احوال نے بیان کیا کہ۔

برلن پہنچ کر آئنسٹائن کی شناسائی اپنی چچازاد بہن ایلسا (ELSA) سے ہوگئی لیکن آئنسٹائن اس شش و پنج میں تھا کہ وہ ایلسا سے شادی کرے یا اس کی جواں سال بیٹی سے۔ (برمودا تکون اور دجال ص 97)

فلسطین میں اسرائیلی ریاست کا زبردست مبلغ صیہونیت کا سرگرم داعی، امریکہ کو ایٹم بم بنانے کی دعوت دینے والا یہی وہ دجال کا منظور نظر تھا۔ جس نے امریکہ میں چپہ چپہ پر تقریریں کر کے صہیونیت کیلئے چندہ کیا پھر اسی پر بس نہیں دجال کو یہ کھلے بندوں خدا کے نام سے پکارتا تھا مگر ایسے طریقے سے کہ کسی کو شبہ بھی نہ پڑے ہم نے مذکورہ شخص کے بارے میں جن چند چیزوں کا تذکرہ کیا وہ محض یہ ثابت کرنے کیلئے کہ محمد عیسیٰ داؤد کا نظریہ اپنی جگہ بہت وزنی معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ ہمارا مقصود یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ دجال کا باوجود عام طور پر نظر نہ آ سکنے کے اپنے خاص لوگوں سے بڑا گہرا تعلق موجود ہے۔

ایک قابل غور درخواست

ہمارا مقصود یہاں پر ان تمام واقعات کو جمع کرنا نہیں کہ جن میں دجال مخصوص لوگوں سے ملاقات کرتا یا ان کو ہدایات کرتا ہوا دکھایا گیا ہو بلکہ ہمیں اس موقعہ پر صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ امامیوں کی طرح کچھ اور بھی یہ کچھ کہہ رہے ہیں کہ برمودا تکون والے سے اس کے خاص لوگ مل رہے ہیں وہ کون ہیں؟ محققین کا بیان ہے کہ

ہالی وڈ کے مشہور اداکار اور اداکارائیں، مائیکل جیکسن جیسے گویے، جادوگر، یہودی بینکار، پالیسی ساز یہودی، عسکری ماہرین، سائنس دان، ماڈل گرلز، اسلام کے لبادہ میں دہریت ودجل وفریب کے مبلغین اوراس طرح کے وہ لوگ جو دجال کوخوش کر سکتے ہوں وہ شامل ہیں۔ محققین نے کچھ افراد کے بارے میں بالخصوص نشاندہی کی ہے کہ وہ دجال کے خاص لوگ ہیں اور یہ کہ ان کا اس سے رابطہ ہے۔ گویا یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ برموداوالی جوغائبی قوت ہے۔اس کے بارے میں امامیہ کا نظریہ بالکل وہی ہے جو نظریہ کچھ اور لوگ (یہودی) بھی رکھتے ہیں۔ دونوں طرف کے دعوے، ملاقات کی تربیت وترکیب اور مقاصد بھی ایک ہی جیسے ہیں پھر خاص لوگوں کی صورت حال بھی ایک دوسرے سے مختلف نہیں زندگی کا مشنوی نظام بھی ایک ہی طرح کا ہے البتہ عام لوگوں کی نظر میں دونوں طرح کے لوگوں کے بارے میں رائے ایک جیسی نہیں اس لئے کہ برموداتکون کے قائم المنتظر کا نام لیوا امامی سب کچھ حب آل رسول کے لبادے میں سرانجام دیتا ہے جبکہ عام یہودی اس فن میں اتنے ماہر نہیں ہوئے بہرحال یہودی ہوں یا امامی یہ برموداتکون والے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں اب یہ کام ارباب علم کا ہے کہ وہ ایک ہی قبلہ وکعبہ سے وابسط ان دونوں گروہوں کو پہچانیں اور پہچان کروائیں اوراس بات پرغور کریں کہ کہیں نادانستہ طور پر ہماری اپنی قوم برمودا تکون کے شیطانی اثرات سے متاثر ہونے والوں کیلئے لقمہ تو نہیں بن رہی۔

امامیوں کا جزیرہ خضرا اور وہاں کی عسکری قوت

ہم اپنے محترم قارئین کرام کی خدمت میں عرض گزار ہیں کہ برموداتکون

سے نظریاتی و مذہبی تعلق رکھنے والوں کا عسکریت کے بارے میں جو نظریہ ہے وہ بھی پیش نظر رکھا جائے تا کہ یہ جاننے میں سہولت رہے کہ برمودا تکون سے جن جن کا تعلق ہے۔ان کی بولی ایک ہی ہے مگر بظاہر سب کچھ مختلف ہے اامیوں کا مقتدا برمودا میں زبردست عسکری تیاری میں مصروف ہے بہت کچھ تیاری تو ہو بھی چکی کچھ تھوڑی بہت تیاری شائد باقی بھی رہ گئی ہو گی۔جس کی وجہ سے ابھی تک ان کا قائم المنتظر ظاہر نہیں ہوا ملاحظہ فرمائیں امامیہ کا اس بارے میں کیا بیان ہے۔

انہوں (سید شمس الدین) نے فرمایا ہر ماہ کے درمیانی جمعہ پر ہماری فوج فوجی مظاہرہ کرتی ہے اور ظہور کا انتظار کرتی ہے میں سید موصوف سے اجازت لیکر اس فوج کو دیکھنے کی خاطر مسجد سے باہر آیا یہ بہت بڑی تعداد تھی ۔۔۔ جب میں واپس مسجد میں آیا تو سید موصوف نے فرمایا (فوج دیکھی) میں نے عرض کیا جی ہاں دیکھا ہے۔موصوف نے پوچھا کیا سالار لشکر گئے تھے۔میں نے عرض کیا جی میں نے ان کی تعداد تو نہیں گنی موصوف نے فرمایا تا حال سالار لشکر کی تعداد 300 ہے جب تیرہ اور سالار مل جائیں گے اور تعداد 313 ہو جائے گی تو حضرت حجت کے ساتھیوں کی تعداد مکمل ہو جائے گی۔(ہمارا آخری امام 213-212)

یہ طویل قصہ علی بن فاضل کے جزیرہ خضرا میں پہنچنے اور وہاں کے مناظر دیکھ کر ان کو نقل کرنے کا ہے جس سے ہم نے مذکورہ اقتباس نقل کیا ہے علی بن فاضل یمنی کہانی بیان کرتا ہے کہ میں جزیرہ خضرا کیسے پہنچا اور وہاں پر جو کچھ اس نے دیکھا وہ کیا تھا برمودا میں جو جنگی و فوجی تیاریاں ہو رہی ہیں۔اس کی کچھ جھلک اس بیان سے معلوم ہو رہی ہیں کہ وہاں پر باقاعدہ فوج،ان کی ٹریننگ اور پھر ریہرسل ہوتی ہے

ہمیں یہ پوچھنے کا حق نہیں کہ سات صدیاں قبل اس جزیرہ میں تین سو سالاروں کا تاحد نگاہ لشکر دیکھ کر آنے والا جو کہتا ہے کہ صرف تیرہ اور سالاروں کی ضرورت ہے وہ ان سات صدیوں میں ان کو کیوں نہیں مل سکے اور جب سالار کے عہدے تک جانے کیلئے اتنی کڑی شرائط ہیں کہ فی صدی دو سالار بھی حاصل نہیں ہو سکتے تو کیا ان تین سو سالاروں میں سے اس عرصہ میں کوئی فوت نہیں ہوا ہوگا؟ جہاں تک عالم اسباب کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ ان تین سو میں سے تو اب ایک بھی زندہ نہ ہوگا یوں گویا وہ سالار صاحبان تیرہ مزید کے انتظار میں اپنی جان ہی دے بیٹھتے ہوں گے یہ دین عقل کے کتنا قریب اور کتنا دور ہے۔ ہم کچھ نہیں عرض کرتے نا یہ ہمارا موضوع ہے بلکہ یہاں ہمیں تو صرف اتنا بتانا ہے۔ جزیرہ خضرا میں ایک بہت بڑی فوجی تیاری ہو رہی ہے اور یہ فوج بس صرف تیرہ مزید سالاروں کے انتظار میں رکی ہوئی ہے۔ جوں ہی وہ تعداد پوری ہو گئی تو پھر ظہور قائم الزمان میں کوئی رکاوٹ باقی نہ بچے گی۔

دجال کی عسکری تیاری اور اس کے نمائندے

پینٹا گون کے متعلق ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اسرار عالم نے بتایا تھا کہ یہ مقام یہودی تعلیمات کے مطابق دجال کا عبوری عسکری ہیڈ کوارٹر ہے اس پینٹا گون میں ایک بڑی فوجی تیاری ہو رہی ہے اور دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے انسانوں کو ہلاک کرنے یا قوت کے بل بوتے پر غلام بنانے اور بندوق کی نالی تان کر اپنی ہر غلط صحیح بات منوانے کی جو تدبیریں ہوتی ہیں وہ جاننے والوں پر مخفی نہیں ہیں تحقیق کرنے والوں کا بیان ہے کہ دجال کا یہودی خاندانوں سے مکمل رابطہ ہے اور وہ عسکری طور پر

ان کو گائیڈ لین دے رہا ہے چنانچہ واقف کار حضرات لکھتے ہیں کہ افغانستان میں طالبان کی پسپائی کے بعد سب سے پہلے آنے والا یہودی راک فیلر فیملی کا ایک بائیس سالہ لڑکا تھا جس نے اس اپریشن کی نگرانی کی تھی یہ خاندان آئی ایم ایف، ورلڈ بینک، عالمی ادارہ صحت، اقوام متحدہ جنگی جہاز بنانے والی کمپنیوں، جدید اسلحہ، میزائل، خلائی تحقیقاتی ادارے ناسا فلمساز ادارے بالی وڈ جیسے اداروں کا مالک ہے۔ یہ مذکورہ یہودی خاندان صرف بینکار ہی نہیں بلکہ کالا علم بھی رکھتے ہیں اس لئے بعض انگریز مصنفین ان کو پانچ کیالہ کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں یہ سب کٹر صہیونی' مذہبی لوگ ہیں دجال اپنی خدائی کے اعلان سے پہلے انہی کو استعمال کرتے ہوئے اپنے لئے راہ ہموار کرتا رہے گا۔ (برموداتکون اور دجال ص 92) امامیہ کا کہنا درست ہے کہ برموداتکون میں زبردست فوجی تیاریاں ہورہی ہیں۔ البتہ یہ صرف ان کا خصوصی علم نہیں باقی لوگ بھی کہہ رہے ہیں کہ برموداتکون والے نے اپنی فوجی وعسکری تیاری اور پھر اس کیلئے محفوظ اڈے اور دنیا پر غلبہ کیلئے اپنے مختلف سالاروں کی تشکیل کا کام شروع کردیا ہوا ہے وہ برموداتکون والے کی فوج کا سالار ہی تھا۔ جس نے افغانستان کی خلافت اسلامیہ پر دھاوا بول کر بے گناہ، بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور بے قصور لوگوں کو آگ کے گولے برسا کر اپنی انتہائی شقاوت کا اظہار کیا اور کیوبا میں جو کچھ ہوا یہ بھی ادھر کی ہدایات لگتی ہیں بہرحال اتنی بات واضح ہے کہ مذکورہ دونوں پارٹیوں (یہودی و رافضی) کے بیانات ایک ہی طرح کے ہیں۔ جن میں کوئی تصادم معلوم نہیں ہوتا۔

برمودا سے آنے والی ہدایات اور اس کے نائبین

جناب ایوب نقوی صاحب نے اپنی کتاب میں جو علی بن فاضل کا تفصیلی سفرنامہ نقل کیا ہے۔ اس کے بارے میں انہوں نے بڑی وضاحت سے کہا ہے کہ یہ سات صدیاں پہلے کا لکھا ہوا مواد ہے ان کا کہنا ہے کہ اس سفر کی داستان کتابوں میں بطور امانت آج تک موجود ہے اور سات صدیوں کے بعد جب آج کل کے سائنسدانوں کی کہانیاں سنتے ہیں تو یقین ہو جاتا ہے کہ آج کل کے لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں جناب شیخ زین الدین علی ابن فاضل سات صدیاں قبل وہی بتا چکے ہیں۔ اس داستان میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ جزیرہ خضرا پر جو حضرت نائب کے طور پر مقرر ہیں ان کو با قاعدہ ہدایات دی جاتی ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

فرمایا اس پہاڑ میں ایک انتہائی پرشکوہ محل ہے۔ اس کے صحن میں ایک درخت ہے۔ اس کے نیچے سے ایک چشمہ گزر رہا ہے یہاں سے اینٹوں سے چنا ہوا ایک قبہ ہے یہ شخص اور ایک دوسرے آدمی اس قبہ کے مخصوص ملازم ہیں میں ہر جمعہ کی صبح کو اس جگہ جاتا ہوں اس قبہ کی زیارت کرتا ہوں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پیش آنے والے تمام مسائل اور حادثات کی اطلاع اور معلومات مجھے ایک کاغذ پر لکھی ہوئی مل جاتیں ہیں، میں انہی ہدایات کے مطابق عمل کرتا ہوں۔ (ہمارا آخری امام ص 109)

دوسری طرف تحقیق کرنے والے حضرات کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں

1951ء میں ایک اڑن طشتری امریکہ کے ایک فوجی ایئرپورٹ پر اتری۔ اس اڑن

طشتری کے اندر سے تین آدمی نکلے جو روانی سے انگریزی بول رہے تھے۔انہوں نے امریکی صدر سے ملاقات کیلئے کہا وہاں موجود فوجی افسران نے امریکی صدر سے رابطہ کیا چار گھنٹے بعد امریکی صدر وہاں آیا اور اس نے اڑن طشتری والوں سے ملاقات کی امریکی صدر کے ہمراہ تین فوجی تھے حیرت کی بات یہ ہے کہ اس دن ایئر پورٹ پر تمام کارروائیاں نامعلوم وجوہات کی بنا پر معطل رہیں۔چنانچہ نہ تو کوئی فوجی اپنی جگہ سے ہلا نہ کوئی طیارہ اڑا۔(برمودا تکون اور دجال ،ص66)

ڈک چینی کے بارے میں اسرار عالم کا دعوی ہے کہ اس نے دجال سے ملاقات کی اور دجال اس کو خود ہدایات دیتا ہے (ایضاً ص91)

ہمارے محترم قارئین ضرور جان چکے ہوں گے کہ برمودا تکون والا کن لوگوں کو ہدایات دیتا اور خطرات سے آگاہ کرتا ہے۔ارباب دانش کیلئے اب بھلا اس میں کیا شک ہوسکتا ہے کہ برمودا کی طرف سے ہدایات آتی ہیں بس قابل غور بات صرف اتنی ہے کہ وہ ہدایت آتی تو ہیں مگر کس کے پاس؟؟؟

اڑن طشتریاں، جدید ایجادات اور قائم الزمان

برمودا تکون میں قیام فرما ہستی نے جن عجیب وغریب کرشموں سے دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ان میں ایک اڑن طشتریاں ہیں۔امامیہ فرقہ کے جناب ایوب نقوی اپنے قائم الزمان کے جن حیرت انگیز کارناموں کی طرف اشارہ کرتے ہیں ان میں بطور خاص اڑن طشتریاں بھی ہیں وہ لکھتے ہیں کچھ سائنس دانوں نے کہا کہ جزیرہ برمودا کے حادثات کا اڑن طشتریوں سے گہرا تعلق ہے۔جزیرہ برمودا میں

اڑن طشتریوں کی آمدورفت چونکہ بہت زیادہ ہوتی ہے اسی لیے جو بھی ہوائی جہاز یا بحری جہاز اس جزیرے کے قریب سے گزرتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے۔تمام حادثات کا سبب اڑن طشتریاں ہیں۔(ہمارا آخری امام، ص 101)

یہ مصنف مزید لکھتا ہے گذشتہ پچاس سال سے اڑن طشتریوں کا بڑا ذکر ہوا اور اس کا سلسلہ ختم نہیں ہوا سب سے پہلے اطراف زمین میں ایک چمک اور روشنی وار شے دیکھی گئی۔یہ اڑن طشتریاں دنیا کے مختلف حصوں میں دیکھی گئی ہیں مگر جہاں بھی یہ اڑن طشتریاں نظر آتی ہیں وہاں کے تمام فون کارڈ' گارڈ لیس فون' الیکٹرونک یا مقناطیسی آلات اس وقت تک کیلئے بیکار ہو جاتے ہیں جب تک یہ اڑن طشتریاں اس علاقے سے دور نہ ہو جائیں۔(ایضاً) معلوم ہوتا ہے کہ یہ انوکھی ایجاد اور عجیب اڑنے والی کوئی چیز ہے برموداوالے نے جسے خاص طور پر ایجاد کیا ہے۔اڑن طشتری کیا ہے؟ جاننے والوں کا بیان ہے کہ۔

یہ کسی جدید معدن اور پلاسٹک کے مرکب سے تیار کی جاتی ہے ایک ہی اڑن طشتری بیک وقت اپنا حجم چھوٹا اور اتنا بڑا کر سکتی ہے کہ اپنی آنکھوں پر شک ہونے لگے۔اس کے اندر سے عام طور پر نارنجی' نیلی اور سرخ روشنیاں پھوٹ رہی ہوتی ہیں اس کی رفتار اتنی تیز ہے کہ ایک سیکنڈ میں نظروں سے غائب ہو جاتی ہے جو رفتار اب تک ریکارڈ کی جا سکی ہے وہ 700 کلومیٹر فی سیکنڈ ہے۔فضا میں ایک ہی جگہ رکی رہ سکتی ہے چیزوں اور افراد کو اپنی طرف سے دور سے ہی کھینچ لیتی ہے اگر کوئی اس کے قریب جائے تو اس کے جسم میں شدید قسم کی خارش شروع ہو جاتی ہے اور آنکھیں جلنے لگتی ہیں اور جسم کو اس طرح جھٹکا لگتا ہے۔جیسے سخت کرنٹ لگ گیا ہو دنیا کے بجلی کے

نظام اور مواصلاتی نظام کو جام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

(برمودا تکون اور دجال ص63)

امامی لوگوں کے علاوہ دیگر محققین نے بھی اڑن طشتریوں کے پائے جانے کا اعتراف کیا ہے جہاں تک ارباب تحقیق کے بیانات کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ واقعی یہ ایک انوکھی اور عجیب ایجاد ہے جو برمودا تکون والے کی بہترین کاری گری یا انوکھے تصرف کا پتہ دیتی ہے البتہ اس حقیقت کے واضح ہو جانے سے چند مزید باتیں بھی کھل کر سامنے آجاتی ہیں جن کا تذکرہ ارباب تحقیق مسلسل کر رہے ہیں کہ:۔

1-دنیا میں منظر عام پر آنے والی عجیب وغریب ایجادات کے پیچھے اسی برمودا والے کا ہاتھ ہے یہی وجہ ہے کہ ان نئی ایجادات کا زیادہ فائدہ اغیار کو ہی ہوا ہے۔

2-برمودا تکون والا غضب ناک ہو کر نکلنے سے قبل پوری طرح دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنے کیلئے بھرپور منصوبہ بندی کر چکا ہے ایجادات اس کا کرشمہ ہے اڑن طشتری وغیرہ کے ذریعے اسکا دنیا میں موجود اپنے کارندوں سے مکمل رابطہ ہے ارباب تحقیق نے اس کے کچھ شواہد بھی نقل کئے ہیں۔

3-ایجادات کی بھرمار میں جو کچھ اس وقت تک تجربہ ہوا ہے وہ یہی ہے کہ یہ ایجادات خیر کی بجائے شر کے فروغ کا ذریعہ بنی ہیں۔ موبائل فون کی آمد سے قبل اور بعد میں عزتوں کے اٹھتے جنازوں کا اگر جائزہ لے لیا جائے تو بہت کچھ سمجھ میں آجائے گا۔

اب ارباب انصاف خود ہی ارشاد فرمائیں کیا حضرت مہدی لوگوں کو یہی تحفے تحائف دے گا؟ جو اس وقت برمودا تکون سے دنیا کو حاصل ہوا ہے ہیں۔

کیا وہ مہدی ہیں؟

چند احوال ہم نے اوپر نقل کیے جن کے بارے میں امامیہ لوگ قرار دیتے ہیں کہ وہ ان کا امام مہدی ہے ارباب انصاف کی خدمت میں ہماری گزارش ہے کہ یہ وہ ان حقائق کو ملاحظہ فرمانے کے بعد تلاش فرمائیں کہ کیا وہ ہی مہدی ہیں جو برمودا تکون میں رہ کر دنیا میں اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں مزید امامیوں کا علی ابن فاضل جو کچھ بیان کرتا ہے وہ بھی پیش نظر رکھیں یہ وہی شخص ہے جو جزیرہ خضرا دیکھ کر وہاں کئی دن گزار آیا ہے یہ بیان کرتا ہے کہ جب سفید پانی عبور کر کے ہم جزیرا خضرا پر پہنچے تمام جزیرہ آباد اور باشندے خوش وخرم نظر آرہے تھے۔۔۔۔ یہ شہر سات قلعوں کے درمیان محفوظ تھا قلعوں کی دیواریں انتہائی مستحکم، سر بفلک برج، جگہ جگہ آبشاریں، رواں چشمے، نوع نوع اور رنگارنگ کے تروتازہ میوے تھے اس شہر کے بازار کشادہ تھے حمام بکثرت تھے شہر کی اکثر عمارتیں سفید پتھر سے تعمیر شدہ تھیں لوگ خاصے دراز قد، دیدہ زیب لباس پر کشش چہرے اور پروقار شخصیت کے مالک تھے حقیقت یہ ہے کہ میں اس شہر اور اس کے باسیوں کو دیکھ کر جتنا خوش ہوا اپنی اس خوشی کے اظہار کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ ہر عمارت دوسری سے حسین تر اور ہر انسان دوسرے سے خلیق تر نظر آتا تھا۔ (ہماری آخری امام، ص205-206)

مزید لکھتے ہیں۔ اسی گفتگو کے دوران موصوف (شیخ شمس الدین) نے میرا

ہاتھ پکڑا اور شہر سے باہر باغات کی سیر کو لے گئے ان باغات میں چھوٹی چھوٹی نہریں بہہ رہی تھیں ہر طرف باغات ہی باغات تھے قسم قسم کے میوے تھے جن میں انگور انار وغیرہ سب قسم کے میوے تھے۔ لیکن ان میوؤں جیسے میوے میں نے ایران، عراق یا شام میں کہیں نہ دیکھے تھے تو یہ بھی انگور وانار لیکن ان کی جسامت ان کی شیرینی ان کا ذائقہ اور لذت وخوشبو مثالی تھی۔ فرمایا اس پہاڑ میں پر شکوہ محل ہے۔ اس کے صحن میں ایک درخت کے نیچے سے ایک چشمہ گزر رہا ہے۔ یہاں اینٹوں سے چنا ہوا ایک قبہ ہے یہ شخص اور ایک اور آدمی اس قبہ کے مخصوص ملازم ہیں۔ (ایضاً ص 109) امامی لوگ اس خاص مقام کو جنت الماویٰ قرار دیتے ہیں اس نام سے امامیوں نے مستقل کتاب بھی تصنیف کی ہے۔ (ایضاً ص 112) قائم الزماں کے خصوصی احوال کا ذکر کرتے ہوئے جناب ایوب نقوی نے خاص طور پر اس کا تذکرہ کیا ہے کہ جہنم نما زندگی جنت نما بن جائے گی۔ (ایضاً ص 197) اس منظر کو سامنے رکھیے اور جائزہ لیجیے امام الانبیاء ﷺ کی سادگی ان کی عمارات وتعمیرات حتیٰ کہ مسجد نبوی کی تعمیر اور پھر ان نفوس قدسیہ کی حیات طیبہ کا جائزہ لیجیے جنہیں امامیہ فرقہ اپنا معصوم امام قرار دیتا ہے حتیٰ کہ سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا چکی پیسنا، ان کی مشقت بھری حیات اور تمام بزرگ و مبارک حضرات جو آل رسول ﷺ بھی ہیں اور اپنے وقت کے صالح و نیک کیا مذکورہ دنیاوی جاہ وحشم، پرسکون محل اور ہر طرف جنت کا منظر رسول اللہ ﷺ اور ان کے مبارک فرزندوں کے حالات زندگی سے کچھ مشابہت رکھتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر یہ جاننا کیا دشوار ہے کہ ان کی مبارک حیات کا برمودا تکون والے منظر سے کوئی واسطہ نہیں کم ازکم ہر عقل مند پر یہ منظر کشی اتنی بات ضرور واضح کردے گی کہ برمودا تکون والا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ اور ان کی آل میں سے نہیں کوئی اور ہے۔

تو پھر وہ کون ہے؟

یہ بات تو طے ہے کہ برمودا تکون میں کوئی ہے ضرور مگر وہ کون ہے اگر اامامیوں کی بات قابل قبول ہو تو پھر تو کسی مزید غور و فکر کی ضرورت نہیں مگر جن لوگوں نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حیات اور پھر آل رسول کی پاکیزہ زندگی، ان کی سادگی اور پکے ایمان والوں کے کچے مکانات کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ ضرور سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے محض سادگی اور دنیا کی عیش و راحت کو پس پشت ڈال دیا ہو اس کی وہ اولاد جس کے بارے میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ساری ہدایات اُمت کو دے گئے ہوں وہ جادہ پیغمبر کو چھوڑ دے؟ پھر اسی نبی کی آل کہ جو واضح اعلان فرما گئے۔ ''الدنیا سجن المؤمن وجنت الکافر'' اب اس حدیث کا آخری جملہ کتنا واضح اور دنیا کی حقیقت کو بیان کرنے میں کتنا صاف شفاف ہے، مگر اس کے باوجود کوئی یہ کہے کہ ہیں تو ان کی آل مگر انہوں نے دنیا کو جنت بنا لیا ہے، ظاہر ہے کہ محبوبان خدا دنیا کو نہ تو جنت بنا سکتے ہیں اور نہ ہی دنیا کی عیش کو پسند کر سکتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ برمودا جنت نظیر ہے اور آل رسول دنیا کو جنت بنا کر عیش و عشرت کے دلدادہ نہیں ہو سکتے۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ برمودا کے جنت نظیر محلات میں آل رسول نہیں کوئی اور ہو گا! اگر کوئی اور ہے تو وہ کون ہے۔ بس ارباب تحقیق کی ضیافت کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ روایت نقل کی جا رہی ہے۔ شائد روشن ضمیر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روشنی میں تاریکی کو مانند کیا جا سکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دجال کی جنت جہنم کے

بارے میں جو الفاظ ارشاد فرمائے آپ بھی ان مبارک الفاظ کو ملاحظہ فرمائیں۔

معه مثل الجة و مثل النار فالنار روضة خضراء و الجته، عبرار ذات دخان

ترجمہ۔ اس کے ساتھ جنت اور جہنم کی مثل (جنت و جہنم ہوگی پس اس کی جہنم (خضرا) سرسبز و شاداب باغ ہوگی اور اس کی جنت گرد کے رنگ کی طرح دھویں والی ہوگی۔ (قصہ مسیح الدجال، ج 1، ص 13) ہمارے محترم حضرات کو حدیث پاک کے ان الفاظ پر بھی بہت غور کرنا چاہیے، کہ مثل الجنۃ، مثل النار، خضرا جس کا ترجمہ جنت نما جہنم نما بھی بن سکتا ہے اور جزیرہ خضراء کا بار بار نام دھرانے والے امامیوں کو خضرا کے اس لفظ پر غور کرنا چاہیے جو دجال کے بارے میں کہے گئے ہیں نا کہ مہدی کے بارے میں نیز اس روایت میں دھویں کا ذکر بھی ہے اور برموداٹکون کے چھائے بادل (جو دھویں سے ہی مرکب ہوتے ہیں) کا تذکرہ تو تمام ارباب تحقیق کر رہے ہیں۔ ملا باقر مجلسی کے والد تقی مجلسی نے ایک شخص کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ حج کو جاتے ہوئے راستہ بھول گیا اس نے چلا چلا کر یا ابا صالح یا ابا صالح پکارنا شروع کر دیا آگے لکھتا ہے میرا اتنا کہنا تھا کہ ایک سیاہی نمودار ہوئی یہاں تک کہ وہ سیاہی بڑھتے بڑھتے میرے قریب آ گئی میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان۔۔۔۔۔ سوار پہنچا۔۔۔۔۔ مجھے یقین کامل ہو گیا کہ آپ ہی جناب صاحب الامر علیہ السلام تھے۔

(ہمارا آخری امام، ص 109) کیا یہی عبراء ذات دخان تو نہیں بہر حال)

حقیقت حال کے طالبوں کیلئے لازم ہے کہ وہ اس حدیث کی روشنی میں برموداٹکون والے کا بغور جائزہ لیں کہیں وہی تو نہیں جس کا ذکر اس حدیث پاک میں ہوا؟

مزید تسلی کیلئے ملاحظہ فرمائیں

امام مہدی سے مراد وہی مہدی ہے۔ جس کا تذکرہ امامیہ لوگ کرتے ہیں اس دعویٰ کو ثابت کرنے کیلئے جناب ایوب نقوی صاحب نے جو دلائل ارشاد فرمائے ہیں وہ عقل مند حضرات کیلئے خاصے توجہ طلب ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ امام مہدیؑ کی غیبت اور آپؑ کے موجود ہونے اور آپ علیہ السلام کی طول عمر کے متعلق 194 آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں جن میں سے اکثر کو دونوں فریق نے تسلیم کیا ہے۔

(ہمارا آخری امام، ص 52)

ان 94 میں سے امامی نمائندہ کسی ایک کا بھی ترجمہ یا الفاظ لکھنے کی جرات نہیں کر سکے اندازہ یہی ہے کہ پھوکے فائر سے عوام کو مطمئن کرنا مطلوب ہے اور کسی آیت کا حوالہ نہ دینے کی وجہ چوری پکڑی جانے کا ڈر ہی ہو سکتا ہے ورنہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کیلئے قرآن سے دلیل پیش کرنے میں کوئی حجاب نہ ہونا چاہیے۔ مگر ایوب نقوی یہ جرات نہیں کر سکے بلکہ ان کا آخری جملہ دونوں فریق نے تسلیم کیا ہے اچھا خاصا معنی خیز ہے معلوم ہوتا ہے کہ جزیرہ خضرا والے قرآن کی بات ہو رہی ہے ورنہ اس قرآن کی کسی آیت کا انکار کرنا کسی مسلمان کے بس میں نہیں ہے۔ بہر حال کسی بھی آیت کا بیان نہ کرنا صاف بتلا رہا ہے کہ قرآن پاک ہرگز اس کا ساتھ نہیں دے رہا جب قرآن نے ساتھ چھوڑ دیا تو پھر کس نے ساتھ دیا؟ ارباب انصاف کی توجہ چاہتے ہوئے عرض ہے کہ حضرت داؤد کی زبور اور کتاب صفیائے پیغمبر نے ان کا اس بارے میں بھرپور ساتھ دیا چنانچہ قرآن کی روشنی میں عنوان قائم کر کے ایک قرآنی آیت کا

حوالہ بھی نہ دے سکے تو پھر وہ زبور کے سہارے جو کچھ لکھتے ہیں وہ یہ ہے۔ حضرت داؤد کی زبور کی آیت نمبر چار مرموز نمبر 97 میں ہے۔ آخری زمانہ میں جو انصاف کا مجسمہ انسان آئے گا اس کے سر پر بڑا سایہ فگن ہوگا کتاب صفیائے کے پیغمبر کے فصل 3 آیت نمبر 9 میں ہے آخری زمانہ میں تمام دنیا موحد ہو جائے گی کتاب زبور مرموز 120 میں ہے جو آخر الزمان آئے گا تو عدل و انصاف کا ڈنکا بجے گا۔ پھر اسی صفحہ 27 میں ہے کہ جب یہ نور اللہ ظاہر ہوگا تو تلوار کے ذریعہ سے تمام دشمنوں سے بدلہ لے گا۔ صحیفہ تنجاس حرف الف میں ہے کہ ظہور کے بعد ساری دنیا کے بت مٹا دیئے جائیں گے اور ظالم اور منافق ختم کر دیئے جائیں گے۔ (ہمارا آخری امام، ص 53)

زبور کی مذکورہ آیات سے کون مراد ہے؟ ہم ان بحثوں میں نہیں پڑتے بس اتنا عرض کرنا ہے کہ زبور میں جس کا تذکرہ ہوا وہی شخص امامیوں کا مطلوب اور قائم الزمان ہے زبور کے ساتھ امامیوں کا یہ گہرا رشتہ بھی اسی وجہ سے ہے کہ امامیوں کو ان کے مشکل وقت میں کام آنے والی زبور ہی تو ہے ورنہ اس طرح کے مشکل مرحلے پر تو قرآن پاک امامیوں کو اکیلا بے یار و مددگار چھوڑ ہی جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ امامیوں کا برملا اعلان ہے کہ ان کا قائم الزمان حضرت داؤد کی شریعت کے مطابق فیصلے کرے گا۔ (ایضاً 170) ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں کہ وہ کس طرح کے فیصلے کریگا یا اس کو ثابت کرنے کیلئے امامیوں نے زبور کے در پر حاضری کیوں دی البتہ ہمیں اپنے تمام اہل اسلام بھائیوں کو صرف یہ بتانا ہے کہ امامیہ فرقہ جس قائم الزمان کا تذکرہ کرتا ہے وہ زبور والا ہے قرآن والا نہیں اور یہ کہ امامیوں کا قائم الزمان حضرت داؤد کے نقش قدم پر چلے گا قرآن یا صاحب قرآن کے راستے پر نہیں ہوگا امید ہے آپ نے ضرور

پہچان لیا ہوگا کہ وہ قائم الزمان کون ہے؟ جو ابھی بھی نہیں جان پائے وہ مزید سنیں۔

یہودی کہتے ہیں کہ ہمارا رب الافواج، دجال، ہمارے نبی داؤد کی اولاد سے ہوگا۔ جی ہاں شک میں نہ رہیے۔ سب راستے سب قافلے اسی طرف کو جا رہے ہیں۔ باقی رہا ان لوگوں کا حال جو حضرت مہدی کے قافلہ سے وابستہ ہیں۔ تو ملاحظہ فرما لیجئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے فقیر منش پیروکار تو اب بھی وہی روکھی سوکھی کھا کر اللہ کا دین اللہ کی زمین پر نافذ کرنے کی فکر میں شاہینوں کی طرح پہاڑوں کی چٹانوں پر بسیرا کیے ہوئے ہیں۔

کیا یہ دونوں ایک ہی شخص کے نام تو نہیں

امامیہ لوگ جس کو اپنا قائم المنتظر اور اپنا آخری امام قرار دیتے ہیں اس کو دلیل کے ساتھ جب بیان کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو زبور ان کا ساتھ دیتی ہے اب ظاہر ہے کہ زبور والوں کا قائم المنتظر زبور میں نہ ہو جبکہ امامیوں کا قائم المنتظر زبور میں موجود ہو تو یہ بات ناممکن ہے۔ شاید امامیہ لوگ کسی طرح اسے ممکن بنا لیں تو بعید نہیں مگر ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ بے شک زبور میں زبور والوں کے قائم المنتظر کا تذکرہ ہوگا مگر وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قائم داؤد کی آل سے ہے۔ دونوں دعویداروں کے قول و قرار میں ایک ہی طرح کی صدا ہے۔ وہ بھی اسے اولاد داؤد ہونے کی بنا پر آل رسول کہتے ہیں اور الفاظ ادھر سے بھی اسی طرح کے ہیں عوام کو شک اس وقت پڑ جاتا ہے کہ جب امامی لوگ ساتھ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ وہ حضرت مہدی ہے۔ مگر کیا یہ امر واقع ہے؟ ذرا ملاحظہ فرمائیں امامیہ فرقہ کے جناب ایوب نقوی نے

دجال اور مہدی کے بارے میں جو لکھا ہے اس کا خلاصہ درج کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

دجال کے بارے میں وہ لکھتا ہے۔

1- جس وقت اپنے دوستوں کو آواز دے گا تو ساری دنیا میں اس کی آواز سنی جائے گی۔

2- وہ دریاؤں میں ڈوب جائے گا، وہ سورج کیساتھ سفر کرے گا۔

3- اس کا ایک قدم ایک میل کے برابر ہے وہ بہت تیز رفتاری سے زمین پر سفر کرے گا۔ (بحار الدنواج، ص 52-129 بحوالہ ہمارا آخری امام، ص 86)

آگے چل کر ایوب نقوی صاحب کہتے ہیں کہ دجال لفظ تو محض علامتی عنوان ہے اصل میں دجال سے مراد مادی دنیا کے سربراہ ہیں لہذا ان دجالوں کا کیا کارنامہ ہے وہ کہتے ہیں۔

4- صنعتی میدان میں بہت ترقی کی ہے زمین کی حدود سے باہر نکل گئے ہیں۔

5- مختصر مدت میں ساری دنیا کا چکر لگا لیتے ہیں۔

6- جدید ترین آبدوزوں کے ذریعہ سمندر کی تہوں میں سورج کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔ (ہمارا آخری امام، ص 87-88)

دوسرے مقام پر شیعہ مصنف حضرت مہدی کے بارے میں کیا لکھتا ہے؟ ذرا غور سے وہ بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

1۔ مکہ مکرمہ سے ظہور کا اعلان ہوگا اور پورے شجرہ نسب کے ساتھ اعلان ہو

گا اور اس آواز کو پورے عالم میں سنا جائے گا۔ (ایضاً 105)

2- چشمہ آفتاب سے شکل صورت کا ظہور: غالباً اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ امامت کا اقتدار زمین سے آسمان تک پھیلا ہوا ہے اور جس طرح پہلے امام حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورج کو پلٹا کر اپنی امامت اور بندگی کا ثبوت پیش کیا تھا اسی طرح ہمارے آخری امام بھی سورج کے ہی ذریعہ اپنے اقتدار کا اظہار کریں گے۔

(ایضاً، ص 107)

3- میں نے عرض کیا حضور! کیا حضرت حجت جہاں بھی ہوں بیت اللہ کی زیارت کو آ جاتے ہیں۔ موصوف نے فرمایا کہ فرزند فاضل ذاتِ احدیت اس دنیا کو عام مومن کے لئے بھی از مشرق تا مغرب ایک قدم کا فاصلہ بنایا ہوا ہے تو وہ ہستی جن کے طفیل سے نظام عالم قائم ہے کیسے فاصلوں کی پابند رہ سکتی ہے۔ (ایضاً، ص 217)

4- ایوب نقوی نے ص 123 پر صنعت کی ترقی، عنوان قائم کر کے جس بے مثال اور عظیم الشان ترقی کا تذکرہ کیا ہے۔ دنیا میں اس کی کوئی مثال پہلے سے موجود نہیں ہے۔ محترم حضرات دجال کے بارے میں علامہ باقر مجلسی کی کتاب بحار انوار سے دجال کی جو صورت حال نقل کی ہے اس کو ایک بار پھر ملاحظہ فرما لیا جائے تا کہ حقیقت حال مزید نکھر کر سامنے آ سکے امامی قلم کار کی تحریر پڑھنے کے بعد ذرا آنکھیں کھول کر اس اقتباس کو بھی ملاحظہ فرمالیں۔

مواصلات کا نظام اتنا زیادہ ترقی یافتہ ہو جائے گا کہ وسیع وعریض کائنات ہاتھ کی ہتھیلی کی مانند ہو جائے گی ساری دنیا پر مرکز کی پوری پوری نظر ہوگی تا کہ رونما ہونے والے واقعات کا فوری حل تلاش کیا جا سکے۔ روشنی اور انرجی کا مسئلہ اس حد تک

حل ہو جائے گا کہ لوگ سورج کی روشنی کے محتاج نہ رہیں گے۔اس وقت سفر کیلئے ایسے ذرائع ایجاد ہوں گے جس سے زمین کیا' آسمان کی وسعتوں میں بھی سفر کیا جائے گا صنعت وٹیکنالوجی کی برق رفتاری کے سلسلے میں ذیل کی حدیث خاص توجہ کی طالب ہے حضرت امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ بے شک جس وقت ہمارے قائم کا ظہور ہوگا۔خداوند عالم ہمارے شیعوں کی سماعت اور بصارت کو اتنا تیز کر دے گا کہ ان کے اور قائم کے درمیان کوئی نامہ بر نہ ہوگا۔وہ شیعوں سے گفتگو کریں گے اور یہ لوگ سنیں گے اور قائم کی زیارت کریں گے جبکہ وہ اپنی جگہ پر ہوں گے۔(بحارانوار، ج52،ص 332)اس وقت مواصلات کا نظام اتنا زیادہ ترقی یافتہ ہوگا کہ ہر ایک شخص اس سے استفادہ کر سکے گا لوگ اپنی اپنی جگہوں سے حضرت کی زیارت کریں گے اور حضرت کی آواز سنیں گے۔ (ہمارا آخری امام ص124)

آگے لکھا ہے۔زمین کے خزانے آپ کیلئے ظاہر ہو جائیں گے۔

(ایضاً،ص125)

آگے لکھا ہے زمین کا اپنی برکتوں کو اور خزانوں کو ظاہر کر دینا بتا رہا ہے کہ اس وقت زراعت بھی عروج پر ہوگی۔(ایضاً،ص126)

محترم قارئین کرام دجال کی وہ علامات جو خود امامیوں نے نقل کی ہیں۔ان کو پھر سے ملاحظہ فرما کر اسی قلم کار کی کتاب کا مذکور اقتباس پڑھیے۔کیا اب بھی اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ امامیہ لوگ جس کا نام بدل کر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں وہ فی الحقیقت وہ نہیں جو امامیہ لوگ بتا رہے ہیں۔

ایک اہم سوال یہ بھی ہے

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا امامیہ لوگوں نے اپنے قائم المنتظر کا درست نام بتانے کی بجائے تقیہ کا ثواب کمانے کیلئے ان شیعی روایات پر عمل کیا ہے۔ جن میں انہیں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ اپنے امام کا نام بتانے کی ہرگز اجازت نہیں اور یہ بات قرین قیاس بھی کہ امامیہ فرقہ کو جو فرض سونپا گیا ہے اس فرض کو ادا کرنے کیلئے انہیں وہی کچھ کرنا چاہیے جو وہ کرر ہے ہیں چنانچہ انہوں نے درست نام نہ بتا کر فرض شناسی کے علاوہ تقیہ کا اجر بھی جمع کرلیا ہے مگر اہل حق کے ذمہ کیا ہے؟ خاموشی؟ نہیں بلکہ ان کا بھی ایک فرض ہے اور وہ ہے اعلان حق! پس باطل اگر اپنا فرض ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا تو اہل حق کو خاموش رہنے کا بھلا کیا حق ہے۔ مزید قابل غور بات یہ ہے کہ کیا حق کا پیغام پہنچاتے ہوئے کوئی ایک مشکل آئے گی نہیں لایخافون لومۃ لائم میں اپنوں کے نشتر سہنا اور ثم استقاموا میں اغیار کے جبر سے نبرد آزما ہونا لکھ دیا گیا ہے چنانچہ جب کہا جائے گا کہ اے عقل والو! وہ شراب کو شریعت بتا رہے ہیں حقیقت کچھ اور ہے تو غیر تو غیر ہے۔ اس سے بھی پہلے اپنے کرم فرما ہی کہنے لگیں گے کہ یہ فرقہ واریت ہے۔ بنیاد پرستی ہے، بدامنی ہے اور امن، امن، امن کی صدا سے فضا گونج اٹھتی ہے کچھ بہت سمجھ دار حضرات حقیقت کو جان سکے تو ان کی نصیحت ہوگی کہ آپ کی بات بجا مگر طریقہ کار سے ہمیں اختلاف ہے اگر کچھ طالب تحقیق ہوئے تو وہ علمی رعب ودبدبہ کا یوں اظہار کریں گے کہ اچھا اگر تمہاری بات درست ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قائم المنتظر یعنی دجال دو ہوئے حالانکہ یہ نظریہ تو علمی دنیا میں آج تک کسی کا

بھی نہیں رہا نہ اہل اسلام کا اور نہ امامیہ فرقہ کا حتیٰ کہ یہ نظریہ تو یہودیوں کا بھی نہیں پھر تم نے یہ جو کچھ لکھا ہے علمی دنیا میں اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب کی مختصر سی وضاحت

چونکہ اس طرح کا اٹھنے والا سوال علمی سطح کا ہے اس لیے تسلی بخش وضاحت کیے بغیر ارباب علم اور انصاف پسند حضرات کو مطمئن نہیں کیا جا سکتا اور یہ بات اپنی جگہ اٹل حقیقت ہے کہ دلیل کا سہارا جس کو حاصل نہیں اس کا اپنے دعویٰ پر اصرار سینہ زوری تو ہو سکتا ہے طلب حق کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ پس جس وقت تک یہ دو پہلو واضح نہ ہو جائیں اس وقت تک حجت تمام نہ ہو سکے گی وہ دو باتیں یہ ہیں۔

1- دجال امامیہ کے نزدیک کسی فرد کا نام ہی نہیں۔

2- جس بچہ کو وہ غار اور پھر بر مودا تکون کا سردار کہتے ہیں۔ وہ ہر طرح سے نا قابل اعتبار اور عقل نقل کے ترازو پر ریت کی دیوار ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اس سلسلہ میں امامیہ فرقہ کے نظریات اور اس پر تسلی بخش معروضات اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کریں۔ جہاں تک دجال اور اس کے فتنہ کے بارے میں حقائق کا تعلق ہے۔ تو ارباب علم اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دجال اور اس کے فتنہ کے بارے میں اُمت کو بارہا مرتبہ آگاہ فرمایا ہے، بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ہر نبی نے فتنہ دجال سے اپنی اُمت کو ڈرایا۔ مگر میں آگاہ کرتا ہوں کہ وہ فتنہ بہت جلد پیش آنے والا ہے۔ اسی دجال کے فتنہ سے حفاظت کیلئے جمعہ والے دن سورۃ کہف کی تلاوت اور کثرت سے یہ دعا پڑھنے کا حکم روایات میں ہے کہ ''اللھم انی

اعوذبلك من فتنه المسيح الدجال ''صرف یہی نہیں خود امامیہ فرقہ کے علمی سرمائے میں ایسی روایات موجود ہیں۔ جن میں دجال کا تذکرہ ہے۔ جیسا کہ خود امامیہ فرقہ کے جناب ایوب نقوی نے ہمارا آخری امام میں اس کو نقل بھی کیا ہے۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود امامیہ لوگ دجال کا وجود ماننے کیلئے تیار نہیں۔ چنانچہ جناب ایوب نقوی لکھتے ہیں۔

1- بحار انوار سے امام علیؑ کی وہ روایت جس میں دجال کی علامات ہیں ان کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں آخری زمانے کے بارے میں جو حدیث اور روایتیں ہیں۔ ان میں ''علامتی عنوان'' بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً ایک روایت میں ہے کہ اس وقت مغرب سے آفتاب آئے گا اس حدیث کی ظاہری مراد لی جائے ....نظام زندگی درہم برہم ہوجائیگا یہ دونوں باتیں حدیث سے مراد نہیں۔ صفصفہ بن صومان نے کہا کہ......امام حسین کی صلب سے نواں امام ہوگا، یہ وہ آفتاب ہوگا جو مغرب سے طلوع کرے گا اس طرح اس بات کا امکان ہے کہ ممکن ہو کہ دجال کی صفات ''علامتی عنوان'' کی حیثیت رکھتی ہوں جن کا کسی خاص فرد سے تعلق نہ ہو بلکہ وہ ہر شخص دجال ہوسکتا ہے جو ان صفات کا حامل ہو یہ صفات مادی دنیا کے سربراہوں کی طرف بھی اشارہ کر رہی ہیں کیونکہ ان کی صرف ایک آنکھ ہے اور وہ ہے مادی و اقتصادی آنکھ۔ (ہمارا آخری امام، ص 87)

2- ایک دوسری جگہ عالم اسلام کی کتب میں دجال کے تذکرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ چونکہ دجال خود ایک صفت ہے اور اس کے جو معنیٰ ہیں۔ وہ ایک مکار اور فریب کار کے ہیں۔ اس لئے بہت سے علماء نے اس کے کنائی معنیٰ مراد لئے ہیں

اور ان کا خیال ہے کہ اس سے مراد وہ مکار اور فریب کار حکومتیں ہیں جن کے ساز وسامان دجال والے ہیں۔ (ایضاً ص 81)

پس معلوم ہوا کہ امامیہ کے نزدیک دجال نام کا کوئی شخص سرے سے ہے۔ ہی نہیں بلکہ ان کا خیال ہے کہ جہاں کہیں دجال کا لفظ آئے گا تو کسی فرد کے تعارف یا نام کے طور پر نہیں بلکہ ایک صفت کے طور پر آئے گا اور اس سے مراد فریب کار حکومتیں ہوں گی لہٰذا جن ارباب علم کا یہ خیال ہے کہ امامیہ تو دجال کو الگ کوئی شخص مانتے ہیں اور اہل اسلام کے نزدیک دجال تو ایک ہی ہے جسے صہیونی لوگ اپنا قائم الزمان اور رب الافواج کہتے ہیں۔ لہٰذا دجال کے بارے میں الگ الگ قوموں کے نظریات کی بنا پر ایک سے زیادہ عدد کا تصور پیدا ہو جائے گا انہیں جان لینا چاہیے کہ امامیہ دجال کو کوئی فرد، شخص اور الگ آدمی کے طور پر نہیں بلکہ مکار اور فریب کار لوگوں کی شکل میں خیال کرتے ہیں اب یہ بحث فضول ہو گی کہ برمودا تکون میں موجود قوت ایک ہے یا ایک سے زیادہ، کیونکہ تحقیق کرنے والے حضرات کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر دجال قیام پذیر ہے جبکہ امامیہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر ان کا قائم الزمان رہتا ہے حاصل یہ ہے کہ محققین کا یہ کہنا کہ وہاں پر دجال رہتا ہے اور امامیہ کا یہ کہنا کہ وہاں ہمارا امام رہتا ہے یہ دو الگ الگ نظریات نہیں بلکہ ایک ہی فرد کا نام ہے بس فرق اتنا ہے کہ ارباب تحقیق نے دجال کا نام ذکر کیا جبکہ امامیہ کہتے ہیں کہ دجال تو کسی کا نام ہی نہیں بلکہ وہ تو ایک صفت ہے جب وہ کسی کا نام پہچان اور تعارف یا کسی کا علم واسم ہی نہیں تو پھر یہ نام لینے کی بجائے قائم الزمان، حضرت حجتؑ وغیرہ القاب سے پکارنا چاہیے معلوم ہوا کہ برمودا تکون میں رہنے والی ہستی تو ایک ہی ہے۔ مگر اس کو پکارنے کے انداز اور

متعارف کروانے کے طریقے اپنے اپنے ہیں۔

حضرت مہدی کے بارے میں امامی نظر وفکر

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ شیعہ برادری کے نزدیک دجال نامی کوئی شخص نہیں لہٰذا جو حضرات برموداتکون میں دجال کی نشاندہی کرتے ہیں اور امامیہ اس کے برعکس کہتے ہیں تو امامیہ کا قول محققین کے قول کی تردید یا نفی نہیں کہ کوئی شک میں پڑ جائے کہنے اور لگے کہ برموداتکون میں جو قوت موجود ہے۔ اس کے بارے میں محققین اور شیعہ برادری کے نظریات مختلف ہیں البتہ اب یہ بات تحقیق طلب باقی ہے کہ امامیہ فرقہ ان کو مہدی قرار دیتا ہے اور مہدی وہ ہے۔ جو آخری زمانے میں عالم اسلام کو سربلند کرنے کیلئے آئے گا۔ لہٰذا وضاحت طلب امر یہ ہے کہ ان کی یہ بات کہاں تک درست ہے ہم نے گذشتہ صفحات میں ایک تقابلی خاکے کے ذریعے یہ واضح کرنے کی کوشش کی تھی کہ امامیہ لوگ جن کو مہدی کہتے ہیں یہ ان کا فریب اور دھوکہ ہے حقیقت وہ ہے جو تقابلی جائزہ سے واضح ہو رہی تھی مزید وضاحت کے طور پر چند غور طلب باتوں کا جائزہ یہاں بھی ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ارباب عقل و دانش حقیقت حال سے واقف ہوسکیں امامیہ فرقہ کا کہنا ہے کہ بقول ان کے گیارہویں امام حسن عسکری کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا وہ بچہ آگے چل کر غار میں مستور ہوگیا، پھر غار سے نامعلوم کب نکل کر اس وقت کی مشہور و معروف زیر بحث جگہ برموداتکون جا پہنچا وہاں جا کر اس نے فوجی تیاری شروع کی اور اب اس کی تیاری بالکل آخری مرحلے میں ہے۔ اب عنقریب وہ وہاں سے ظاہر ہو کر آئیں گے اور تلوار کے زور پر دنیا پر چھا جائیں گے اور

ایسی زبردست طاقت کے ساتھ دنیا پر غالب آئیں گے کہ چڑیا کو بھی ان کے سامنے پر مارنے کی جرات نہ ہوگی اس منظر کا پس منظر کیا ہے؟ آیئے ذرا حقیقت حال کو تلاش کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت حسن عسکری کا نکاح اور نرجس خاتون

امامیوں کے جوش وخروش کا کل سرمایہ ان کا قائم الزمان ہی ہے اس کہانی کی جو ابتداء بتاتے ہیں وہ یہ ہے کہ بغیر آثار ولادت کے حضرت مہدی پیدا ہوئے پھر پیدا ہوتے ہی سجدہ میں گر گئے اور پھر اسی وقت آسمانوں پر چلے گئے۔ تین دن بعد واپس لوٹے اور دنوں میں سالوں کا سفر طے کیا چند دنوں میں چلنے لگ گئے۔ 11 ویں امام کے گھر میں پیدا ہونے کے باوجود ان کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ حسن عسکری زہر دیکر شہید کر دیئے گئے جنازہ اٹھائے جانے تک یہ صاحبزادہ نا معلوم کہاں پر رہے کہ نہ گھر میں کسی کو پتہ نہ باہر ان کی خبر حتیٰ کہ جنازہ کیلئے صفیں لگ گئیں اور حسن عسکری کے بھائی جعفر جنازہ پڑھانے کیلئے آگے بڑھے تو اچانک پانچ سالہ یہ صاحبزادہ آگے بڑھے اور اپنے چچا کو پیچھے ہٹا کر خود جنازہ پڑھانے کھڑے ہو گئے جب حسن عسکری کی اہلیہ اور بزعم شیعہ بارہویں امام کی ماں سے پوچھا گیا تیرے ہاں کوئی بچہ پیدا ہے۔ ہوا تو اس نے انکار کر دیا کہ میرے ہاں تو اولاد نہیں ہوئی مزید لطف کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ نرجس خاتون عیسائی خاتون تھی اور یہ کہ اس کا نکاح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پڑھایا تھا یہ وہ قائم الزمان ہیں۔ جن کو امامیہ حضرت مہدی کے نام سے پکارتی ہے۔ اس اجمالی خاکہ کو امامیہ دین کی زبانی سنیئے۔

حضرت حسن عسکری کی شادی کا جو طویل قصہ ملا باقر مجلسی نے حق الیقین میں نقل کیا ہے وہ مترجم حق الیقین کے ص35 سے 300 تک پھیلا ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بشیر بن سلیمان کو امام علی نقی نے 220 اشرفیاں دیکر ایک کنیز خریدنے کیلئے بغداد بھیجا اور انگریزی زبان میں لکھ کر ایک خط دیا اور بتلایا کہ فلاں جگہ پر فلاں قسم کی کنیز ہے اسے یہ خط دے دینا وہ تیرے ہاتھ بکنے پر راضی ہو جائے گی چنانچہ یہ صاحب بغداد گئے اور مطلوبہ کنیز کو پہچان لیا جو مسلسل کہہ رہی تھی کہ مجھے نہ خریدو مگر جب انگریزی میں لکھا امام نقی کا خط اس تک پہنچا تو وہ فوراً راضی ہوگئی بشیر نے اسے خریدا اور بغداد میں اپنے کرائے کے کمرے میں لے گیا تو وہ حیران ہوا کہ لونڈی اس خط کو دیکھتی چومتی اور بہت خوش ہوتی ہے میرے پوچھنے پر اس نے اپنے احوال سنائے کہ میں قیصر بادشاہ روم کے بیٹے کی بیٹی ہوں میری ماں شمعون وصی عیسیٰ کی اولاد سے ہے میرے جد نے اپنے بھتیجے سے میرا نکاح کرنا چاہا جبکہ میں 13 سال کی تھی چنانچہ 300 علماء 200 عابد و امرا اور 1000 سرداروں وغیرہ کو جمع کر کے بڑا تخت سجایا اور نکاح کے وقت انجیل پڑھی جانے لگی تو سب بت وغیرہ گر پڑے اسے بُری فال جان کر مذکورہ لڑکے کے بھائی سے نکاح کرنا چاہا مگر صورت حال پہلے جیسی ہوگئی چنانچہ نکاح نہ ہوسکا۔ میرا دادا بھی نکاح نہ ہوسکنے پر بہت پریشان تھا۔ خیر وقت گذر گیا جب رات ہوئی تو میں نے خواب دیکھا کہ حضرت مسیح اور شمعون اور حواریوں کی ایک جماعت میرے قصر میں جمع ہوئی اور نور کا ایک منبر جو رفعت میں آسمان سے سربلندی کرتا تھا اسی مقام پر نصب کیا جہاں میرے جد وہ نے تخت رکھا تھا، جس پر میرے نکاح کی تقریب ہونا تھی، پھر جناب رسول خدا اور آپ کے وصی اور داماد علی رضی اللہ عنہ اور ان کی

بزرگ اولاد میں سے اماموں کی جماعت نے قصر کو اپنے قدموں سے منور فرمایا جناب مسیح نے ادب سے حضرت خاتم الانبیاء کی تعظیم اور استقبال کیلئے قدم بڑھایا اور اپنا ہاتھ حضرت کی گردن مبارک میں ڈال کر حضرت کو لائے اس وقت جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ یا روح اللہ میں اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے وصی شمعون کی اولاد سے لڑکی ملیکہ کو اپنے اس سعادت مند فرزند کیلئے خواستگاری کروں۔ حضرت مسیح نے یہ سن کر اپنے وصی شمعون کی طرف دیکھا اور اسے ترغیب دی۔ شمعون نے کہا مجھے جان و دل سے قبول ہے، الغرض وہ تمام حضرات منبر پر تشریف لے گئے اور جناب رسول خدا نے اور حضرت مسیح نے خطبہ پڑھا اور حضرت عسکری کے ساتھ میرا عقد کیا (بلفظہ) حق الیقین مترجم ص 352-353 اس عقد کے گواہ حضرت عیسیٰ کے حواری بھی بنے آگے اس خاتون کا بیمار ہونا پھر علاج کا قصہ لکھ کر ایک دوسرا خواب جس میں اس کے پاس حضرت فاطمہ آئیں تو اس خاتون (نرجس) نے کہا کہ حسن عسکری مجھ پر ظلم کرتے ہیں (ایضاً) یہ واقعہ کہاں تک سچا ہے یا اس میں جو کچھ بیان ہوا اس کی کیا حقیقت ہے؟ ہم اس پر بحث نہیں کر رہے صرف ارباب انصاف سے ان چند جملوں پر غور کی دعوت دیتے ہیں انگریزی میں خط لکھا...... بشیر نے کہا میں نے کنیز کو لے لیا...... وہ بہت خوش ہوئی میرے ساتھ اس حجرے میں پہنچی...... حضرت عیسیٰ نے بھی خطبہ نکاح پڑھا...... گواہوں میں حضرت عیسیٰ کے حواری تھے...... ملیکہ نے کہا امام حسن عسکری مجھ پر ظلم کرتے ہیں...... اور میری ملاقات سے انکار فرماتے ہیں...... یہ سن کر مخدومہ (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا میرا فرزند کس طرح تمہاری ملاقات کو آئے حالانکہ تم خدا کے ساتھ شرک کرتی ہو ملاحظہ فرمایا جائے وہ عورت جو عیسائی ہی نہیں بلکہ

شرک کرتی ہے شرک کے باوجود حضور اس کا رشتہ مانگنے خود آتے ہیں پھر شرک کے باوجود نکاح ہو جاتا ہے اور خطبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی پڑھتے ہیں حالانکہ ان کا دین منسوخ ہو چکا گواہوں میں حواری عیسیٰ بھی شامل کئے جاتے ہیں جبکہ ان کی شریعت بھی منسوخ ہوگئی اور اُمت اسلامیہ پر ان کو فضیلت حاصل نہیں نہ ہی ایک مسلمان کے نکاح میں ان کی گواہی معتبر ہے، پھر وہ خاتون نکاح ہو چکنے کے بعد غیر محرم کے ساتھ اس کے کمرے میں تن تنہا جاتی ہے صرف وقت ہی نہیں گزارتی بلکہ بے تکلفی کا یہ عالم کہ اپنی پوری سٹوری ان کو سناتی ہے۔ کیا ارباب انصاف باور کرا سکتے ہیں کہ آلِ رسول کے نفوس قدسیہ ایسی ہی خواتین کے طالب تھے اور ان کے نکاح کیلئے اس طرح کی خواتین ہوسکتی ہیں جو ایک غیر محرم کے ساتھ خلوت میں رات بسر کریں مزید غور فرمایا جائے کہ جس خاتون کا یہ حال ہے اور ان کی نسل سے کسی عظیم ہستی کا جنم لینا کہاں درست ہوسکتا ہے۔

کیا حضرت مہدی پیدا ہو گئے ہیں

نکاح کے مذکورہ قصہ میں امامیوں کے غیر مسلموں کی طرف جھکاؤ کا جو مزاج نظر آتا ہے وہ سب کچھ واضح ہے پھر باوجودیکہ قرآن واضح طور پر مشرکہ کے ساتھ نکاح کو حرام بتاتا ہے۔ (البقرہ، ص 321) مگر پھر بھی حضور مشرکہ کے ساتھ نکاح کے لئے جا رہے ہیں پھر اس کے مشرکہ ہوتے ہوئے نکاح ہو بھی رہا ہے نیز یہ جملہ بھی خاصا قابل غور ہے کہ جناب عیسیٰ نے اپنا ہاتھ حضرت کی گردن مبارک میں ڈال کر حضرت کو لائے (حق الیقین مترجم، ص 352) یعنی نکاح کیلئے گردن میں ہاتھ ڈال کر

حضور ﷺ کو منبر پر لایا گیا اگر حضرت علیؓ کو خلافت صدیق کیلئے گردن میں رسیاں ڈال کر لائے جانے کا واقعہ پیش نظر رکھ کر جائزہ لیا جائے تو ادب و بے ادبی کا سا منظر سامنے آجائے گا بہر حال یہ تو ہے نکاح کی کارروائی اب آگے سنئے وہ بچہ جیسے امامیہ قائم المنتظر بنا کر پیش کرتے ہیں وہ کیسے مولود ہوا ملاحظہ فرمایئے۔

جناب ملا باقر مجلسی نے حق الیقین میں محمد بن یعقوب کلینی اور شیخ ابو جعفر طوسی سید مرتضی وغیرہ کے ذریعے حکیمہ خاتون کی روایت نقل کی جس میں بہت کچھ بیان کیا گیا اس میں یہ بھی ہے کہ امام (حسن عسکری) نے فرمایا کہ پھوپھی آج شب یہیں رہیے کیونکہ اس رات خدا کے نزدیک گرامی فرزند پیدا ہوگا میں نے پوچھا کس سے وہ بچہ متولد ہوگا حالانکہ میں نرجس میں حمل کا مطلق اثر نہیں پاتی ہوں فرمایا نرجس ہی سے پیدا ہوگا کسی دوسرے سے نہیں یہ سن کر میں اٹھی اور نرجس کی پشت اور پیٹ کو ملاحظہ کیا کسی طرح کوئی اثر نہ پایا تو واپس آ کر عرض کیا تو حضرت نے تبسم فرمایا۔۔۔ ۔۔۔حکیمہ کہتی ہیں کہ میں نرجس کے پاس گئی اور یہ حالات بیان کیے وہ بولیں کہ اے خاتون میں تو اپنے میں کوئی اثر نہیں پاتی ہوں۔۔۔۔نرجس نگاہوں سے غائب ہوگئی گویا میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہوگیا۔۔۔۔ میں فریاد کرتی ہوئی دوڑی حضرت نے فرمایا اے پھوپھی واپس جایئے ان کو اپنی جگہ پر آپ دیکھیں گی جب میں واپس آئی پردہ ہٹا ہوا تھا اور نرجس خاتون میں ایک نور مشاہدہ کیا کہ میری آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور حضرت صاحب الامر کو دیکھا کہ روبقبلہ زانو کے بل سجدہ میں جھکے ہوئے ہیں۔ (حق الیقین مترجم، ج 1 ص 356-357) حکیمہ کہتی ہیں کہ چالیس روز کے بعد جب میں حضرت کے خانہ اقدس میں گئی تو ایک طفل کو دیکھا جو پیروں

سے چلتا ہے۔(ایضاً358)

حلیمہ خاتون کا بیان ہے کہ حضرت کی وفات سے چند روز پہلے ان سے ملاقات کی وہ اس وقت کامل مرد ہو چکے تھے میں نے ان کو نہیں پہچانا میں نے اپنے بھائی کے لڑکے یعنی امام حسن عسکری سے کہا کہ یہ کون مرد ہے جس کے پاس بیٹھنے کو آپ مجھ سے فرماتے ہیں فرمایا کہ یہ نرجس کا لڑکا ہے(حق الیقین مترجم ص 359 جلد 2)

محمد بن عبداللہ کی تفصیلی روایت جس میں امام کے انتہائی اہم شاگرد حکیمہ خاتون سے حسن عسکری کی وفات کے بعد پوچھتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں میں نے عرض کی اے خاتون کیا حسن عسکری علیہ السلام کے کوئی صاحبزادے ہیں؟

(حق الیقین مترجم، ج1،ص360)

ملا باقر مجلسی جناب حضرت حسن عسکری کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے جنازہ کے بارے میں بیان کرتا ہے۔

خادم باہر آیا اور جعفر سے کہا کہ اے سید تمہارے بھائی کو کفن پہنا دیا گیا آؤ اوران پر نماز پڑھو، جعفر اٹھا اور تمام شیعہ اس کے ساتھ ہوئے جب ہم صف میں پہنچے دیکھا امام حسن عسکری علیہ السلام کو کفنا کر تابوت میں رکھا جعفر آگے کھڑا ہوا کہ اپنے برادر اطہر پر نماز پڑھے اور جب اس نے چاہا کہ تکبیر کہے۔ ناگاہ ایک طفل جس کے گھونگریالے بال تھے......آیا اور جعفر کو کھینچا اور کہا اے چچا پیچھے کھڑے ہو۔ کیونکہ میں اپنے پدر پر نماز پڑھنے کا زیادہ سزاوار ہوں...... حاجز اور شا نے جعفر سے کہا...... وہ طفل کون ہے؟ جعفر نے کہا کہ واللہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی پہچانتا ہوں۔ اسی اثناء میں اہل قم کی ایک جماعت آئی اور امام حسن عسکری کو دریافت کیا

معلوم ہوا کہ حضرت نے رحلت فرمائی تو پوچھا کہ امامت کس کے متعلق ہے لوگوں نے جعفر کی طرف اشارہ کیا۔ (حق الیقین، ج 1، ص 362-361)

آگے گھر کے افراد کے مزید بیانات ملا باقر مجلسی یوں نقل کرتا ہے۔

انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی کنیز صیقل کو گرفتار کیا کہ اس طفل کا پتہ بتائے اس نے انکار کیا اور اس کا شک دفع کرنے کیلئے کہا کہ میں حسن عسکری سے حاملہ ہوں (ایضاً) جناب نقوی صاحب نے یہ بھی لکھا کہ نرجس خاتون کو معتمد کے آدمیوں نے گرفتار کیا تو ان سے بھی مذکورہ بچہ کے بارے میں معلومات حاصل کی گئی ان کا بیان یہ ہے کہ جب جناب نرجس خاتون سے پوچھا گیا تو انہوں نے کسی بچے کو پیدا کرنے سے انکار کیا۔ (ہمارا آخری امام، ص 49)

حضرت حسن عسکری کے بھائی جعفر کا یہ دعویٰ بھی ملاحظہ کرتے جائیں۔ جعفر بن امام علی نقی نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ امام حسن عسکری کا کوئی شرعی وارث نہیں ہے اور وہ خود امام کے ترکے کا حق دار ہے۔ (ہمارا آخری امام، ص 40)

ان گذشتہ بیانات کا حاصل یہ ہے کہ

1- نرجس کو حمل نہیں تھا نہ ظاہری طور پر حمل کی مطلق کوئی علامت موجود تھی اور نہ ہی خود نرجس کے علم میں کوئی ایسی بات تھی حتی کہ نرجس نے حمل ہونے کا صاف انکار کیا کہ "میں تو اپنے میں کوئی اثر نہیں پاتی ہوں" گویا جس کے بطن سے پیدا ہونا ہے اس میں پیدا ہونے والے کا اثر یا کوئی نام ونشان ہی نہیں۔

2- اس بچہ کے پیدا ہونے کا پوری کائنات میں کوئی شاہد موجود ہی نہیں کیونکہ نرجس خاتون غائب ہوگئی پھر حاضر ہوئی تو بچہ اس کی گود میں یا اس کے

ہاتھوں میں نہ تھا نہ ہی بچہ کے پیدا ہونے کی علامت نفاس وغیرہ موجود تھی بلکہ غائب و حاضر ہونے کے بعد بچہ زمین پر سجدہ کیے ہوئے تھا۔ اس کو پیدا ہوتے کسی نے نہیں دیکھا؟ اس بارے میں دائی یا پیدائش کی اس صورت حال کا مشاہدہ کرنے والی سے شہادت لی جاتی ہے۔ مگر یہاں تو ایسا کچھ بھی نہیں بلکہ غائب و حاضر کی منظر کشی ہے اور بس۔

3- پھر وفات امام حسن عسکری کے بعد اس خاتون سے سوال ہوتا ہے کہ تمہارے بطن سے مذکورہ بچہ پیدا ہوا؟ تو وہ صاف انکار کر دیتی ہے گویا جس کی طرف بچہ منسوب ہے وہ خود اعلان کر رہی ہیں کہ میرا کوئی بچہ ہے ہی نہیں۔

4- اس بچے کے بارے میں معلومات کا ایک ذریعہ گھر کی خادمہ وغیرہ ہے مگر علامہ مجلسی نے صاف اقرار کیا کہ جب گھریلو خادمہ صیقل سے پوچھا کہ حسن عسکری کا بچہ پیدا ہوا ہے تو خادمہ نے بھی صاف انکار کر دیا کہ ان کا ہرگز کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔

5- بھائی بھائیوں کے حالات سے بے خبر نہیں رہ سکتے۔ 10 ویں امام کا فرزند اور حسن عسکری کے بھائی کا بیان بھی آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ اس نے بھی صاف اعلان کیا ہے کہ میرے بھائی حسن عسکری کا کوئی بیٹا پیدا نہیں ہوا۔

6- اگر کسی شخص کی اولاد کی تحقیق مطلوب ہو تو اس کا سب سے اہم وقت مال وراثت کی تقسیم کا وقت ہے۔ اولاد کا معاملہ چھپا بھی رہے تو مال وراثت کے وقت وہ کھل جاتا ہے ارباب انصاف توجہ فرمائیں بقول ایوب نقوی صاحب حسن عسکری کی وراثت جعفر تو لے گیا مگر اس صاحبزادے کا حصہ نہ نکالا گیا جو بقول امامیوں کے حسن عسکری کی اولاد ہے گویا جعفر نے نہ صرف اپنے بھائی حسن عسکری کی اولاد سے انکار کیا

بلکہ مال کا وارث بھی خود اکیلا ہی بنا اب گھر کے متعلقہ تمام افراد یعنی حسن عسکری کا بھائی، بیوی، خادمہ سب کا بیک زبان یہی بیان ہے کہ حضرت حسن عسکری کا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا ہے۔

پھوپھی، بھتیجا کے درمیان مخفی راز کی حقیقت

گھر کے کل افراد کے جو بیانات ہیں۔ وہ آپ حضرات نے ملاحظہ فرما لیے اس حقیقت کو چھپانے کیلئے امامیہ کا کہنا یہ ہے کہ یہ سب کچھ راز میں رکھا گیا ہے اور اس پوری کہانی کا علم گھر میں بس پھوپھی جان کو تھا یا صرف امام صاحب کو مگر اس راز سربستہ کے بارے میں امر واقعہ کیا ہے؟ ذرا وہ بھی پیش نظر رہے۔۔

1-اول پھوپھی صاحبہ اس واقعہ کی چشم دید گواہ نہیں کیونکہ دس پندرہ منٹ پہلے جس نرجس میں حمل کا بالکل کوئی نام ونشان نہ تھا اور خود وہ اقرار بھی کر رہی تھی کہ ایسی کوئی بات تو ہے ہی نہیں پھر بچہ کیسے ہوگا، مگر سحر کا وقت ختم ہونے کے قریب تھا کہ اچانک نرجس خاتون غائب پھر حاضر ہو جاتی ہے اور وہ بھی ایسے کہ بچہ جنم دینے کی کوئی علامت درد، یا نفاس وغیرہ کچھ بھی نہیں ہے، بھلا ایسی صورت میں یہ دعویٰ کیسے ثابت ہوسکتا ہے کہ یہ بچہ پیدا ہوا؟

2-اس واقعہ کے صرف ایک چلہ بعد وہی پھوپھی گھر تشریف لاتیں ہیں تو ایک بچہ کھیل رہا ہے پھوپھی صاحبہ کا سوال ہے کہ یہ بچہ کس کا ہے جواب آیا نرجس خاتون کا؟ اب سوال یہ ہے کہ جب پھوپھی صاحبہ اکیلی راز دان ہے تو یہ راز دان کا سوال کیسا اور اس کو دیئے جانے والے جواب کی کیا حقیقت ہے؟ اس کے سوال سے تو

صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بچہ کے بارے میں مطلق کچھ نہیں جانتی ورنہ تو اسے دیکھتے ہی یہ کہنا چاہیے تھا کہ ارے واہ یہ ہمارا لاڈلا اتنا جلدی چلنے بھی لگ گیا ماشاء اللہ چشم بد دور، مگر یقین جانیے وہ اکلوتی راز دان بھی چالیس دن قبل کے واقعہ مولود 12 ویں امام کو نسیا منسیا کر بیٹھی۔ کیا یہ سچ نہیں کہ پھوپھی جان کا یہ سوال بتلا رہا ہے کہ ایک چلہ قبل کی امامی داستان محض وضعی ہے حقیقت کچھ نہیں؟

3- پہلے یہ ذہن میں رہے کہ جناب باقر مجلسی نے اپنے قائم الزمان کی ولادت کے جو اقوال نقل کیے وہ تین ہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ

بعض نے 258 بیان کیا ہے اور خاصہ عامہ کی مشہور روایت کی بنا پر حضرت امام حسن عسکری کی وفات 260ھ میں واقع ہوئی لہذا وقت امامت سن مبارک تیسرے قول کی بنا پر دو سال تھی۔ (حق الیقین مترجم ص 339) دیگر دو اقوال کی بنا پر چار یا پانچ سال کی عمر میں حضرت امام حسن عسکری کی مسند امامت پر جلوہ افروز ہوئے اب ملاحظہ فرمائیں کہ پھوپھی صاحبہ حضرت حسن عسکری سے ان کی وفات سے کچھ قبل ملنے آتی ہے تو امام صاحب انہیں ایک پورے مرد کے ساتھ بیٹھنے کا فرماتے ہیں پھوپھی صاحبہ اس مرد سے ناواقف ہے وہ حیران ہو کر پوچھتی ہیں کہ یہ کون مرد ہے جن کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے فرماتے ہو تو وہ جواب دیتے ہیں یہ نرجس کا لڑکا ہے۔

ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ دو سالہ لڑکا کس تیزی کے ساتھ عمر کا سفر طے کر گیا اور جب دو سال کی عمر میں پورا مرد بن گیا تو اب صدیوں بعد کہاں تک جا پہنچے ہوں گے ہم تو حضرت کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ وہ اکلوتی راز دان پھوپھی اپنے بھتیجے کے فرزند سے اس وقت بھی واقف نہ تھی جبکہ 11 ویں امام صاحب دنیا سے جانے ہی

والے تھے حتیٰ کہ انہیں جوان مرد کے بارے میں پوچھنا پڑا اور امام صاحب کو وضاحت کرنا پڑی کہ یہ جوان نرجس خاتون کا فرزند ہے اب آپ ہی فرمایئے کہ اس اکلوتی راز دان (اور وہ بھی غیر چشم دید گواہ) کا جب یہ عالم ہے کہ وہ خود اس بچہ کو جانتی تک نہیں کیا اس کے سہارے اس فرزند ارجمند کا وجود گرامی لوہے پر لکیر کی طرح پختہ طریقے سے ثابت ہو جائے گا؟؟؟

حضرت حسن عسکری اور ان کا فرزند

افراد خانہ کے بیانات کے بعد واحد راز دان پھوپھی حکیمہ صاحبہ کے اس بچہ کے بارے جو تاثرات ہیں وہ بھی ملاحظہ فرما لیئے گئے۔ اب ذرا حضرت امام حسن عسکری کا اس فرزند کے بارے میں جو طرز ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ نقل در نقل کرتے ہوئے جناب ایوب نقوی نے حالات و مشکلات کا درد بھرے لہجے میں بالکل امام باڑے کے ذاکر کی آواز آئی ہے۔ کئی طرح تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے کہ۔

ان حالات کے پیش نظر امام حسن عسکری نے اس مشکل مرحلے سے کامیابی کے ساتھ گزرنے کیلئے یہ منصوبہ بنایا کہ امام مہدی کی ولادت کا اعلان نہ کیا جائے اور ایسا ظاہر کیا جائے کہ گویا کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ اپنے بیٹے امام مہدیؑ کی ولادت کو پوشیدہ رکھنے میں امام حسن عسکری کی کامیابی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ نے اپنے اصحاب سے بالمشافہ ملنا چھوڑ دیا تھا۔ (ہمارا آخری امام، ص 47)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ 11 ویں امام نے اپنے بیٹے کو ایسا پوشیدہ رکھا کہ نہ تو اس بچہ کی ماں کو پتہ چلا نہ بچہ کے چچا کو نہ گھر کی دیگر خواتین یا اہل محلہ کو حتیٰ کہ اپنے

زمانے کے قائداورآل رسول کے سہرے کی وفات کے بعد تک لوگ جعفر کے پاس ہی جمع ہوتے رہے اور انہی کو امام کا قائم مقام قرار دے کر ان سے تعریف کرتے رہے اور ان کو فرزند امام حسن عسکری کا ذرا پتہ نہ چلا حضرت حسن عسکری کے بارے میں شیعہ کا یہ نظریہ کہ انہوں نے اپنے فرزند کو چھپائے رکھا مگر کیوں؟ وہ کہتے ہیں کہ حالات بہت ناساز تھے اور یہ کہ حجت کا باقی رکھنا بہت ضروری تھا۔ اس لئے انہوں نے حجت کو ایسا چھپایا کہ کوئی بھی نہ جان پایا کہ کچھ ہوا بھی ہے یا نہیں ہمیں اس بحث سے کوئی غرض نہیں کہ امامیہ نے فرضی داستانوں کو کتنا مضبوط عقیدہ بنا لیا ہے۔ اور ویسے بھی اس حقیقت کے واشگاف ہو جانے کے بعد کہ وہ برمودا تکون کے کس قائم الزمان پر ایمان رکھنے اور زبور کے سہارے ان کے تذکرے کرتے ہیں ہمیں شیطانی سمندر سے قرب رکھنے والوں سے بحث و مکالمہ کرنے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی وہ جانے اور ان کے مجتہد جانے ہم تو صرف اپنے ان مسلمان بھائیوں کی فکر میں ہیں جو جانتے نہیں اور نام کے دھوکے میں آجاتے ہیں ان کی لٹتی متاع ایمان ہی بچانے کیلئے تڑپتے ہیں اور انہی اپنے پیارے رسول ﷺ کا نام لینے والوں سے درخواست گزار ہیں کہ اس بحث میں جائے بغیر کہ ان کی کہانیوں میں کیا سچ کیا جھوٹ ہے ذرا دھیان فرمایئے کہ امامیہ فرقہ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ صدا لگا رہا ہے کہ امام حسن عسکری نے بڑی مشکل سے حجت اللہ، صاحب العصر، صاحب الامر، الزمان القائم، الباقی اور المنتظر کو چھپایا اور اس کو کسی کی ہوا بھی نہیں لگنے دی چھپایا صرف اس لئے کہ ارباب اقتدار کا خوف تھا کیونکہ حکومت آپ کو قتل کرنے کیلئے بہت تگ و دو کا مظاہرہ کر رہی تھی اور اس سلسلے میں حاکم نے اپنے حکام افسران اور جاسوسوں کو پوری طرح چوکنا کر دیا تھا کیونکہ امام

مہدی کا وجود ان کی نظر میں موت کا پروانہ تھا۔ (ہمارا آخری امام، ص 46)

امام مہدی کا وجود ان کیلئے موت کا پروانہ کیوں تھا؟ اور بقول امامیہ جبکہ ان کا قائم العصر موجود بھی تھا تو وہاں مخالفین وحکومت کا کیا بگاڑ سکا؟ یہ تو ارباب انصاف کے لئے قابل غور چیزیں ہیں ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہتے۔ ہم تو صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جو آخری سہارا اور بقول امامیہ ان کے قائم العصر کے والد گرامی ہیں ان کا بھی یہ حال ہے کہ انہوں نے صاجزادے کو چھپائے رکھا اب ارباب علم پوچھ سکتے ہیں کہ اللہ کے آخری پیغمبر ﷺ نے تو فرمایا تھا۔ ''لاثم ماحاك فی صدرك ان یطلع علیه الناس'' اور گناہ وہ ہے کہ تیرے دل میں کھٹکا رہے کہ کہیں لوگوں کو اس کا پتہ نہ چل جائے حدیث پاک کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کرنا کیا مشکل ہے کہ بقول امامیوں کے ان کا امام کار ثواب میں مصروف رہے یا..........

ایک سوال یہ بھی ہے

آپ حضرات نے جان لیا کہ امامیہ دین میں جو قائم المنتظر ہے ماں اس جنم دینے سے انکار کا بیان جاری کرتی ہے گھر کی لونڈی کا بیان بھی ماں کے بیان جیسا ہے قائم المنتظر کا چچا بھی صاف انکاری ہے۔ بعد از وفات حضرت حسن عسکری کی وراثت بھی ان کے بھائی جعفر کے دعوے میں رہ گئی تھی حضرت القائم کی پھوپھی تو وہ بھی پہچاننے سے صاف انکار کر رہی ہے۔ باقی بچا بقول ان کے قائم المنتظر کا والد تو اس کے بارے میں بھی امامیہ کتب کا بیان ہے کہ اس کو چھپا کر ہی رکھا جانا از حد ضروری ہے۔ چنانچہ اس کام پر انہوں نے اپنی تمام تر قوت استعمال کی اور وہ اس میں

کامیاب ہوگئے کہ قائم الزمان کا کسی کو پتہ نہ چلا امامیہ کہتے ہیں کہ باپ نے اپنے بچے کو چھپانے کیلئے ایسا انداز اختیار کیا گویا کہ کچھ ہوا ہی نہیں انہوں نے بچہ کو تو حکومت کے خوف سے چھپا لیا مگر ایک مشکل نے امامیہ کو پھنسا دیا وہ یہ کہ امامیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا اعلان اتنا اہم اور ضروری تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زور دیکر ایک لاکھ کے مجمع میں اعلان کرنے پر مجبور کیا گیا بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ سخت تنبیہ بھی کی گئی یہ بات ذرا امامیہ کی تحریر میں دیکھئے لکھتے ہیں۔

سچ یوں ہے کہ جناب رسالت مآب ایک عرصہ سے چاہتے تھے کہ علی ابن ابی طالب کو اپنا خلیفہ نامزد کریں مگر کچھ اپنے ساتھیوں کی مخالفت کے خوف سے اس پر اقدام نہ کرتے تھے آخر خدا نے آخری حج کے بعد راستہ میں یہ تاکیدی حکم نازل کیا تب تو حضرت مجبور ہو گئے اور ایک مقام پر جس کا نام غدیر خم تھا ایک لاکھ آدمیوں کے سامنے اپنا خلیفہ نامزد کیا۔(جمعہ فرمان علی تحت ایت یا ایھا الرسول بلغ از، پارہ 6،ص 142)

بقول امامیہ وہ تاکیدی حکم بھی ملاحظہ فرمالیں ''یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمك من الناس'' اے پیغمبر تیرے پرودگار کی طرف سے جو تجھ پر اترا وہ لوگوں کو بے کھٹکے پہچا دو (سنا دے) اگر ایسا نہ کرے تو گویا تو نے ان کا پیغام (بالکل) نہیں پہنچایا اور اللہ تجھ کو لوگوں سے بچالے گا۔(ترجمہ از شیعت کا مقدمہ)

گویا امامت علی کا اعلان نہ کرنا اور اسے لوگوں کے خوف سے چھپانا ایسا ہی ہے کہ جیسے آپ نے دین کا ایک مسئلہ بھی لوگوں تک نہ پہچایا ترجمہ مقبول میں بھی یہی کچھ بتایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب کے ایک گروہ کی ناگواری کا اندیشہ تھا

جس کی وجہ سے یہ حکم نہ سنا رہے تھے دوسری طرف خدا کا یہ حکم تھا کہ اکمال دین اور اتمام نعمت علی بن ابی طالب کی ولادیت کا حکم سنا دینے پر موقوف ہے۔ خدا کا یہ دوسرا حکم تاکیدی پہنچا جس میں مجھے عذاب سے ڈرایا گیا تھا۔ اگر اس حکم کو نہ پہنچاؤں۔ چنانچہ (الیوم اکملت) یہ پوری آیت نازل ہوئی۔

(ترجمہ مقبول تحت (المائدہ 67/7، ص 188)

مذکورہ امامیہ کے دونوں اردو ترجموں کو ملاحظہ فرمائیں جس میں امام اول کی امامت چھپانے پر ایسی تاکید کہ تب تو حضرت مجبور ہو گئے مجھے عذاب سے ڈرایا گیا حضرت کو مجبور کر دیا گیا بلکہ یہ حکم نہ سنانے پر عذاب سے ڈرا دیا گیا مگر دوسری طرف اللہ کی حجت قائم الزمان وجہ تخلیق کائنات ہستی کو چھپایا جا رہا ہے کیا یہاں بلغ کا حکم ختم ہو گیا یا دین بدل گیا کیا ارباب انصاف اس بارے میں کوئی معقول بات فرما سکتے ہیں کہ حکم امامت حضور ﷺ چھپائیں تو انہیں صرف مجبور ہی نہیں عذاب سے ڈرا کر لاکھ آدمیوں کے سامنے کھلے عام اعلان کروایا جائے اور گیارہ امام امانت ہی نہیں پورا قائم الزمان ہی چھپا دیں تو انہیں نہ تو مجبور کیا جائے اور نہ ہی عذاب کا ڈر ہو آخر اس دوغلی پالیسی میں کون سے عناصر کارفرما ہیں بقول امامیہ امامت کے بارے میں حکم خدا تو وہ ہے جو وہ یاایھا الرسول کے ضمن میں کہہ چکے ہیں اب بالفرض کوئی مجتہد یہ تاویل کرے کہ نبی اکرم ﷺ کیلئے حکم اور تھا اور گیارہویں امام کو حکم اور تھا تو سوال یہ ہے کہ قرآن پاک کا یہ مذکورہ حکم کس دن منسوخ ہوا اور کس نے اسے منسوخ کیا؟ مزید یہ بھی وضاحت طلب بات ہے کہ قرآن پاک میں تو الیوم اکملت لکم انوکھے ذریعے بتایا گیا کہ اب دین مکمل ہو گیا۔ اور دین کی تکمیل اعلام امامت پر ہی کھڑی ہوئی ہے۔

ورنہ نماز، روزہ تو لوگوں تک پہلے ہی پہنچا دیا گیا تھا۔ مگر اعلان امامت نہ ہو سکا۔ جس پر سخت حکم تاکیدی نازل ہوا۔ اب اس اعلان امامت کو امام سمیت چھپا دیا گیا۔ کیا یہ کرتوت امامی نظریہ کے مطابق الیوم اکملت لکم کی واضح خلاف ورزی نہیں ہے۔ ہماری اس گزارش پر سنجیدگی کے ساتھ غور فرمایا جائے تو اس امامی دین کا پیغمبر اسلام کے ساتھ جو رویہ ہے۔ وہ بھی معلوم ہو جائے گا اور جو قرآن پاک سے محبت یا اس کو برحق اور تحریف سے مبرا ماننے کا دعوی ہے۔ وہ بھی اپنی اصلی صورت میں سامنے آ جائے گا۔

قائم الزمان کے مولود ہونے پر ترکس کا آخری تیر

امامیہ دین کی از اول تا آخر عمارت نظریہ قائم الزمان پر کھڑی ہے۔ امامیہ کا کہنا ہے کہ وہ مہدی ہیں اور یہ کہ وہ پیدا ہو کر روپوش ہو گئے ہیں۔ بقول امامیہ دین وہ پیدا تو ہوئے مگر باپ نے چھپا دیا ماں نے انکار کر دیا اور چچا نے نہ صرف انکار کیا بلکہ سب وراثت کا اکیلا حق دار اپنے کو قرار دیا گھریلو خادمہ بھی ماں والی بولی بولتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب سب گھر کے لوگ انکار پر متحد ہو گئے تو پھر ان کا مولود ہونا کیسے ثابت ہو گیا۔ اس سلسلہ کا آخری تیر اپنے ترکش سے یوں نکل کر فضا میں گم ہو جاتا ہے کہ چونکہ امامیوں نے کہا ہے کہ وہ پیدا ہوا بس وہ پیدا ہو گیا۔ چونکہ اب یہاں معاملہ روایت و نقل کا ہے اس لئے اس کا جائزہ بھی لینا چاہیے کہ آیا روایات میں بالیقین ان کی پیدائش کا ذکر تذکرہ موجود ہے؟ جب تلاش شروع کی تو معلوم ہوا کہ جس کا پتہ معلوم کرنے چلے ہو اس کا حرف آغاز ایسا گم ہے جیسا کہ عنقاء یعنی ان

صاحب کا نام لینا بالکل منع ہے۔ چنانچہ اصول کافی سے لیکر ''ہمارا آخری امام'' تک امامیہ کتب میں بڑی سختی کے ساتھ اس کا نام پوچھنے بتانے سے منع کیا گیا ہے۔ جناب ایوب نقوی صاحب لکھتے ہیں آپ علیہ السلام کا اسم مبارک زبان پر جاری کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ چنانچہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے بھی اس امر میں لوگوں کو سختی سے منع فرمایا ہے جیسا کہ عثمان بن سعد عمری نے جب آپ کا نام پوچھا تو امام حسن عسکری نے فرمایا کہ اس مسئلے میں جستجو سے پرہیز کرو۔ (ہمارا آخری امام، ص 44)

ارباب انصاف اب خود ہی فیصلہ فرمائیں کسی کا پتہ معلوم کرنے کیلئے ابتداء تو نام سے ہی ہوتی ہے اور نام لینے پر سخت پابندی عائد کر دیئے جانے کی وجہ سے اس کے نام کا کسی کو ذرا علم نہیں ہو سکتا کیونکہ معصوم اماموں نے اس سے نہ صرف منع کیا بلکہ سختی کے ساتھ اس مسئلہ کی جستجو میں ہی پڑنے سے پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے اب جو کوئی اس حکم کو نہ مانے وہ شیعیت سے گیا اور جو مان لے وہ ہرگز یہ نہیں کر سکتا کہ یہ وہی مہدی ہے۔ جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئیاں فرمائیں تھیں لہذا روایات خواہ کسی درجہ میں ہی کیوں نہ ہوں نام کا علم نہ ہو سکنے کی وجہ سے قطعاً نتیجہ خیز علم کا فائدہ نہیں دے سکتیں پس یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ آخری تیر بھی نشانہ پر نہ بیٹھا بلکہ مٹی گھٹا کی نظر ہو گیا۔

رباب دانش کیلئے قابل غور بات

ہماری گذشتہ معروضات سے واضح ہوا کہ امامیہ دین میں

1- دجال کسی شخص کا سرے سے نام ہی نہیں۔

2- مہدی کی پیدائش ثابت کرنے کے تمام سہارے ریت کا محل ہیں۔ لہٰذا جب مہدی کی پیدائش کے بارے میں کیا دھرا سب رائیگاں گیا تو یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ یہ وہ حضرت مہدی تو نہیں جو موعود ہیں باقی رہا معاملہ دجال کا......تو سنی حضرات جس دجال کا تذکرہ کرتے ہیں یا امامیہ فرقہ کی کتابوں میں جو دجال کا لفظ آتا ہے تو وہ ان کے نزدیک دجال ہے ہی نہیں اب اس تہہ خانے میں جو نقش ونگار صاف صاف نظر آرہے ہیں یقیناً وہ ہر خداداد عقل رکھنے والے کے سامنے بالکل عیاں ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ آل رسول میں سے پیدا ہونے والے جس مہدی کا تعارف امامیہ دین میں ہے وہ ثابت نہیں اور جو علامات امامیہ دین میں اس کی لکھی گئی ہیں۔ وہ دجال میں ہیں۔ پھر جس دجال کا ذکر سنی لوگ کرتے ہیں شیعہ کہتے ہیں اس نام کا کوئی شخص ہے ہی نہیں۔ بلکہ یہ تو ایک صفت ہے۔ جو حکومتوں میں پائی جاتی ہے۔ اب آپ جان چکے ہوں گے کہ امامیوں نے جس کا تعارف مہدی کے نام سے کرا دیا ہے وہ کون ہے۔

کرمان میں اترنے والا

بخاری شریف کے باب علامات النبوت فی الاسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

کرمان کا تعارف کروایا ہے کہ ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم خوز اور کرمان سے جنگ نہ کرلو جو کہ عجمیوں میں سے دو قومیں ہیں''

(بخاری باب علامات النبوت فی الاسلام)

اسی خوز و کرمان کے بارے میں رحمت عالم ﷺ نے یہ خبر بھی ارشاد فرمائی کہ دجال یہاں پر 80 ہزار لوگوں میں اترے گا۔ مسند احمد ابن حنبل اور مسند ابی یعلیٰ وغیرہ کتب میں صحیح روایات سے دجال کا کرمان میں اترنا بتایا گیا ہے کہ وہ یہاں پر اپنے لاؤ لشکر سمیت بڑی ٹھاٹھ سے قیام پذیر ہوگا اب سوال یہ ہے کہ یہ کرمان کہاں ہے؟ محترم قارئین کرام ایران کے جنوب مشرقی صوبے کا نام ''کرمان'' ہے۔ اس صوبے کا دارالحکومت بھی کرمان شہر ہے۔ جہاں کی مشہور صنعت قالین ہے۔ صوبہ کرمان کے بڑے شہروں میں رفسنجان، سرجان، جرافت وغیرہ ہیں یاد رہے کہ ایران کا سابق صدر ہاشمی رفسنجانی بھی اسی صوبہ سے تعلق رکھتا ہے جس نے ایران میں متعہ کی کھلی چھٹی اور عام اجازت دی تھی بلکہ حکم دیا تھا کہ نوجوان چار ماہ کی عارضی شادی کریں تاکہ ایرانی نسل میں اضافہ ہو سکے۔ کرمان کی طرح خوز بھی ایران میں ہے جو ایران کی مغربی جانب واقع ہے اور خوزستان کے نام سے مشہور ہے خوزستان کا مرکزی شہر اہواز ہے۔ یہاں کی صنعت تیل اور ٹیکسٹائل ہے۔ ایران عراق جنگ میں یہ علاقہ عراقی بمباری کا بری طرح نشانہ بنا تھا۔ ان ایرانی علاقوں کے بارے میں پیشن گویوں کا جو ذخیرہ احادیث میں مروی ہے ان میں سے نمونہ کیلئے رسول ﷺ کا ایک ارشاد نقل کیا جاتا ہے تاکہ دیگ کے ایک چاول سے باقی چاولوں کا اندازہ لگانے اور ان کا ذائقہ معلوم کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ مسند ابی یعلیٰ نے صحیح سند

کے ساتھ یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال خوز اور کرمان میں اسی ہزار لوگوں میں اترے گا جو پیروں میں بال پہنتے ہوں گے طیلسانی چادریں اوڑھے ہوں گے گویا ان کے چہرے تہہ بتہہ ہوں گے۔ (مسند ابی یعلیٰ) مسند احمد بن حنبل کی روایت میں ہے کہ دجال خوز و کرمان میں ضرور اترے گا ستر ہزار لوگوں میں الخ۔

پس ان حقائق کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ ایرانیوں کی اصل پوزیشن کیا ہے۔ اللہ کے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل ہی ارشاد فرما دیا تھا کہ ایرانی دجال کے میزبان ہوں گے۔ اور اسی ہزار ''جو اشارہ ہے کثرت عدد کی طرف'' اصفہانی یہودی اس کے ساتھ ہوں گے ان صحیح احادیث کے ذریعے سے بھلا اس بات کو جاننے میں کیا دشواری باقی رہ جاتی ہے کہ تکون علم کے سائے میں جس کا شدت سے انتظار کیا جا رہا ہے۔ وہ شخص حضرت محمد بن عبداللہ المہدی نہیں بلکہ ایک بالکل دوسرا شخص ہے جو محمد بن عبداللہ مہدی سے پوری طرح مختلف بلکہ پورا مخالف ہے۔ جس کی خبر صادق و مصدوق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہوئی ہے یہاں ہمارے محترم قارئین کرام یہ بات بھی نوٹ فرمالیں کہ ایران میں یہودیوں نے بظاہر اسلام قبول کر کے ایک نیا اسلام تیار کیا ہے جس کا نام وہ جدید اسلام رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا عاصم عمر صاحب ''برمودہ تکون اور دجال'' ص 139 تا ص 142 پر لکھتے ہیں۔

دجال ایران تعلق .... اہم سوال

دجال اور اس کے حواریوں کے بارے میں جو صحیح احادیث آئی ہیں۔ ان

میں سے اکثر کا تعلق موجودہ ایران کے شہروں کیساتھ ہے۔ دجال کا خروج اصفہان سے ہوگا اور اس کے ساتھ ستر ہزار اصفہانی یہودی ہوں گے خوز اور کرمان کے بارے میں بھی صحیح روایات گزر چکی ہیں۔ ان احادیث کے کیا معنی لئے جائیں گے اور اس سے کیا سمجھا جائے؟ اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ ایران پر مکمل یہود کا قبضہ ہوجائے گا۔ دوسری یہ کہ حکومتیں اسی طرح رہیں گی لیکن اصل حکمران یہودی ہونگے۔

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ ایران میں یہودی قدیم زمانے سے بسے چلے آرہے ہیں ان میں بعض قبیلوں نے ظاہراً اسلام قبول کرلیا لیکن اصلاً یہودی ہی رہے۔ ایسا ہی ایک فرقہ اصفہان، رفسنجان، مشہد اور ایران کے دیگر اہم شہروں میں آباد ہے۔ جو ''جدید اسلام'' کے نام سے مشہور رہا ہے۔ اصفہانی یہودی تمام یہودی قبائل میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اصفہانی یہودی کئی مرتبہ حکومت اسرائیل کی اس درخواست کو مسترد کرچکے ہیں۔ جس میں اسرائیل نے انہیں اسرائیل میں آکر بسنے کی دعوت دی تھی چنانچہ ایرانی یہودیوں نے اسرائیل کے بجائے امریکہ اور فرانس جانے کو ترجیح دی ایرانی یہودی ''حاخام یدیدیا شوفط'' کو اپنا روحانی باپ مانتے ہیں۔

آگے لکھتے ہیں اگر آپ یہودیوں کی مخصوص علامات اور رنگوں کے بارے میں جانتے ہیں تو اصفہان میں آپ کو ہر جگہ یہ بڑی تعداد میں ملیں گے۔ نقش ونگار۔ نیلے ٹائلز سے بنی امام بارگاہیں، ان پر مخصوص علامتیں گویا یہ سب کچھ یہودی ہونے کی علامت ہی تو ہے۔ اصفہانی یہودی ایران کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ایران سے یہودیوں کی محبت کی وجہ تاریخی ہے۔ یہاں دانیال علیہ السلام کا مقبرہ ہے۔ حضرت بنیامین کا جسد ہے۔ نبی سارابت آشر کا مقبرہ بھی اصفہان میں موجود ہے۔ ایک اور نبی استر ومردخای، کا مقبرہ ہمدان میں ہے۔ اصفہان ہی کے اندر یہودیوں کا بہت بڑا مرکز قائم ہے۔ ایران کی پالیسیوں میں بھی کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ایران کے ظاہری تشخص کے بالکل برعکس ہیں۔ ایران امریکا تجارتی تعلقات، ایران بھارت گہری دوستی کی جڑیں حتیٰ کہ پاکستان سے بھی زیادہ۔ افغانستان پر امریکی قبضے پر خاموشی بلکہ اب امریکہ کے ساتھ خفیہ تعاون۔ پاکستان کے اندر اسٹیٹ کے خلاف شیعوں کو استعمال کرنا' پاک بھارت تنازعات میں پاکستان کا ساتھ نہ دینا وغیرہ۔

ایران اور حزب اللہ

مسئلہ فلسطین کے بارے میں اگر ہم گہرائی سے ایرانی پالیسی کا جائزہ لیں تو یہ اردن ومصر کی پالیسی سے بالکل مختلف نہیں۔ فرق صرف بیان بازی کا ہے۔ لبنان کی حزب اللہ کو ایرانی حمایت ایران کو اور زیادہ مشکوک بنا دیتی ہے۔ کیونکہ حزب اللہ وہ تنظیم ہے جس کی پرورش اسرائیلی خفیہ ایجنسی ''موساد'' کرتی ہے۔ تاکہ لبنان میں موجود حقیقی مجاہدین کو اسرائیل کے خلاف کارروائیوں سے روکا جا سکے۔ بالکل اسی طرح جیسے عراق میں سی آئی اے نے مقتدیٰ الصدر کی مہدی ملیشیا کو القاعدہ کے مقابلے میں کھڑا کیا۔

یہ باتیں اخبارات پڑھنے والوں کیلئے شاید اچنبھے کی ہوں لیکن جن لوگوں کے پاس میدانِ جہاد سے خبریں آتی ہیں۔ وہ حزب اللہ کو اسی طرح جانتے ہیں جیسے

موساد کو۔ اسرائیل کی حزب اللہ کے ساتھ جنگ ایک ڈرامے کے سوا اور کیا تھی۔ جس کا مقصد عرب مجاہدین کی توجہ عراق سے ہٹا کر لبنان کی طرف کرنا تھا۔ دوسرا مقصد عالمِ اسلام خصوصاً عرب دنیا میں القاعدہ کی بڑھتی مقبولیت کو روک کر حزب اللہ کو اس کے ہم پلہ ثابت کرنا تھا۔ اس جنگ کی تفصیل کا اگر آپ مطالعہ کریں تو خود آپ دیکھیں گے کہ یہ ایک اسٹیج ڈرامہ تھا جس کی کہانی واشنگٹن اور تل ابیب میں لکھی گئی اور ہیرو کا کردار بیروت کے آرام دہ کمرے میں بیٹھے حسن نصر اللہ کو سونپا گیا۔

ایران اور مقتدیٰ صدر

آپ ذرا غور فرمایئے۔ حسن نصر اللہ اسرائیل کا اتنا بڑا دشمن ہے لیکن دورانِ جنگ بھی وہ مظاہروں میں شریک رہا اور اس کا ٹی وی اسٹیشن بھی چلتا رہا۔

یہی معاملہ عراق میں ایران کے حمایت یافتہ مقتدا صدر کا ہے؟ مقتدا صدر اس وقت کھڑا کیا گیا۔ جب ابومصعب زرقاوی شہید نے ہر میدان میں امریکیوں کو بدترین شکست سے دوچار کیا اور ان کی تمام ٹیکنالوجی کو کباڑ میں تبدیل کر کے ساری دنیا کو دکھایا۔ ایسے وقت میں سی آئی اے کی جانب سے مقتدی صدر کو ہیرو بنا کر پیش کیا گیا۔

ذرا غور فرمایئے وہ امریکہ کو دھمکیاں بھی دیتا ہے۔ عسکری کارروائیوں کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ اس کے باوجود بھی وہ بڑے بڑے جلسے جلوس سے خطاب کر رہا ہوتا ہے۔ دوسری جانب عراق ہی میں القاعدہ قیادت کے بارے میں امریکی رویہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ ابومصعب زرقاوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں سی آئی اے اور موساد

پاگل ہورہی تھی ڈرون طیارے سیٹلائیٹ اورموبائل سٹرسب زرقاوی شہید کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔

ادھر افغانستان اور وزیرستان میں دیکھ لیجئے۔ امریکی ڈرون طیارے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں اور آئے دن القاعدہ ارکان کی شہادت کے واقعات ہو رہے ہیں۔لیکن کبھی آپ نے سنا ہے کہ حزب اللہ یا مقتدیٰ صدر کی مہدی ملیشیا کا کوئی ذمہ دار امریکی ڈرون کا نشانہ بنا ہو؟ ان کی معمولی کارروائی کو دجالی میڈیا بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔ گویا انہوں نے امریکہ و اسرائیل تباہ کر دیا ہو۔ جبکہ القاعدہ کی بڑی سے بڑی کارروائی کو چھپانے یا پھر مشتبہ نائن الیون کی طرح بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس طرح کے گروپ یہودی منصوبوں کو دوسرے انداز میں پروان چڑھانے کیلئے کھڑے کئے گئے ہیں تاکہ جہاد کے ثمرات کو نقصان پہنچایا جائے۔ یہ حسن نصر اللہ ہی تھا جس نے گیارہ ستمبر کے امریکی حملوں کو یہودیوں کی کارروائی قرار دے کر مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے حوصلوں کو دبانے کی کوشش کی نیز القاعدہ کی مقبولیت کا زور توڑنا چاہا تاکہ عربوں سے ملنے والے کروڑوں ڈالر القاعدہ کی طرف نہ چلے جائیں۔

حزب اللہ اور مقتدیٰ صدر کی مہدی ملیشیا کے بارے میں واقفانِ حال کو کوئی شک نہیں کہ ان کو امریکہ و اسرائیل نے خود کھڑا کیا ہے۔ اس کا جو فائدہ ان دونوں دجالی طاقتوں کو ہوا ہے۔ وہ بھی سامنے ہے۔لیکن جو بات ایک عام آدمی کیلئے پریشانی اور فکر کا باعث ہے۔ وہ ان گروپوں کیلئے ایران کی حمایت ہے۔

ایران پر یہودی اثرات یا کچھ اور

اس کے جواب میں دو ہی باتیں کہی جا سکتی ہیں۔

☆......ایران کی خارجہ پالیسی خصوصاً عسکریت سے متعلق، ایرانی یہودی بناتے ہیں۔

☆......یا پھر ایرانی حکومت عالم اسلام کے مسائل کو اسلامی نقطہ نظر کے بجائے مسلکی یعنی شیعی نقطہ نظر سے دیکھتی ہے اور اسی کو سامنے رکھ کر اپنی خارجہ پالیسی بناتی ہے اور وہ کبھی یہ نہیں چاہتی کہ کوئی سنی تنظیم کہیں بھی مضبوط ہو۔ جس کی وجہ سے اس کی پالیسی اکثر یہودی مفادات کو پروان چڑھانے کا باعث بنتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے۔ ضیاء الحق کے دور میں پاکستان کی آئی ایس آئی کی کامیابیاں ایران کو کبھی اچھی نہیں لگیں۔ مزید سمجھنے کے لیے سعودی عرب، فلسطین، عراق، افغانستان اور پاکستان کے بارے میں ایرانی پالیسی کا مطالعہ کافی ہے۔ اگر ایران کی موجودہ، معاشی اقتصادی اور عسکری صورت حال کا جائزہ لیں تو اس میں یہودی اثرات بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔ اگر آپ کو کہا جائے کہ ایران کا موجودہ صدر محمود احمد نژاد اعلی پائے کا فری میسن ہے تو یقیناً آپ چونک جائیں گے۔

اس کے علاوہ چند باتیں اور سنتے چلیئے

ایران کا سرکاری نشان کیا ہے۔ آپ اس جھنڈے پر دیکھ سکتے ہیں، پھر اس نشان کی حقیقت بھی خود تلاش کر لیجئے۔ یہ نشان یہودیوں کے ہاں جادو میں بڑا موثر سمجھا جاتا ہے۔ ایران کے سرکاری طیارے پر ''شیطان بزرگ'' کی تصویر بھی بنی ہوئی

ہے جو کہ سرکاری نشان ہے جو ڈیگون (Dragon) ہے۔ دھڑ سے نچلا حصہ مچھلی اور اوپر حصہ ننگا بوڑھا ہے جس کے سر پر ابلیس کا تاج رکھا ہوا ہے۔ یہ رزق کا خدا ہے۔ یہودیوں کے ہاں 2500 قبل مسیح سے پوجا جاتا ہے۔ ایران کے بارے میں عام طور پر یہ خیال ہے کہ وہاں اسلامی طرز حکومت ہے یہ بھی دجالی میڈیا کا فریب ہے۔ جو لوگ ایران میں رہ کر آئے ہیں آپ کبھی ان سے ایران کے ''اسلامی معاشرے'' کے بارے میں پوچھئے گا۔ جتنے گناہ ایران کے اندر ہیں شاید کئی مغربی ملکوں میں نہ ہوں۔ البتہ ایران میں ہر چیز اسلامی لیبل لگا کر فروخت کی جاتی ہے۔ شراب ہو یا شباب' سور ہو یا حجاب، ہر چیز پر اسلام چسپاں کر دیا گیا ہے۔ بات شاید لمبی ہوگئی۔ ہمارا مقصد صرف یہ جاننا تھا کہ دجال کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں ان میں سے اکثر کا تعلق ایران کے ساتھ ہے۔ (برمودا تکون اور دجال، ص ۱۴۶)

دجال کی پارٹی کی ایک اور واضح نشانی

آخری زمانے کی دو جماعتیں احادیث کے روشن چراغوں کے سہارے بہت وضاحت کے ساتھ دکھائی گئی ہیں ایک تو حضرت مہدی کی قیادت میں میدان کارزار کو پاکیزہ خون سے سیراب کر کے اسلام کا جھنڈا بلند کرنے والی جماعت اور دوسری دجال کی ٹولی! دجال کی جو ٹولی احادیث میں بطور نمونہ دکھائی گئی ہے اس کے کچھ نمونے تو پہلے گزر گئے اب ذرا ایک یہ نمونہ بھی ملاحظہ فرمالیں شاید صاف شفاف شکل وصورت کے ساتھ آپ اس پارٹی کو پہچان سکیں۔

(عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔)

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت حذیفہ (راز دانِ رسول) کی یہ روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جس شخص کے دل میں رائی برابر قتل عثمان پر رضا پائی جاتی ہے وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ دجال کا زمانہ ہوتو اس کی پیروی نہ کرے اور اگر اس نے دجال کا زمانہ نہ پایا تو وہ قبر میں دجال پر ایمان لے آئے گا۔

(شرح صدور، باب من حب قتل عثمان، ص ۱۶۰)

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نہ صرف رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوہرے داماد ہیں۔ بلکہ عفت وحیا میں ان کو بلند مقام حاصل ہے، پھر وہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے عقد پر تمام اخراجات کرنے والے سخاوت میں عظیم مرتبہ پر فائز، ناشر قرآن، خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے امام اور مظلوم شہید ہیں۔ ان کے شہید کیے جانے پر خوش ہونے والے اور عید منانے والے لوگوں کا دجال کے گروہ سے ہونا عقلاً بھی سمجھ میں آتا ہے، مگر یہاں روایت مذکورہ میں تو وہ صحابی رسول مذکورہ بیان نقل فرما رہے ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا راز دان بنایا ہوا تھا ان کو بتا دیا تھا کہ فلاں فلاں شخص منافق ہے جو منافقین کو جانتے ہیں انہوں نے ہی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میری جان کے مالک اللہ کی قسم جو شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر راضی ہے۔ وہ دجال کا پیروکار اور اسی کے دستہ کا ایک فرد ہے اب دجال کے خروج سے پہلے اگر کوئی ایسا شخص مر گیا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوشی کا اظہار کرتا ہے تو وہ شخص قبر میں اسی دجال پر ایمان لائے گا اور اس کے گروہ میں شامل ہوگا اور اگر وہ زندہ رہا تو زندگی بھر اسی المنتظر کا انتظار کرتے کرتے دن گنے گا پھر اس کی زندگی میں وہ نکل آیا تو اصفہان، خوزستان

وغیرہ میں اس کا بھرپور استقبال کرے گا۔ ورنہ اس کے انتظار کرنے کا اجر تو ملے گا ہی
اب کسی کو یہ شک پیدا نہ ہونا چاہیے کہ چلو اصفہان وغیرہ والے تو اس کی پارٹی کے
ہوئے مگر جو وہاں نہیں رہتے وہ تو ان میں سے نہ ہوئے اس لئے کہ امامیہ لوگ کہتے
ہیں کہ جوں ہی ان صاحب کے آنے کا اعلان ہوگا تو تمام امامی اس طرف کو دوڑ پڑیں
گے جناب ایوب نقوی لکھتے ہیں۔

اس اعلان کو پورے عالم میں سنایا جائے گا جس کے بعد صاحبان ایمان
آپکی بیعت اور نصرت کیلئے دوڑ پڑیں گے۔ (ہمارا آخری امام، ص 105) راز دان
رسول حضرت حذیفہ کی قسمیہ شہادت۔ کے بعد کسی ایماندار شخص کو دجال کی پارٹی اور اس
کے اعوان وانصار کے پہچاننے میں ذرا برابر شک نہیں رہ سکتا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی
شہادت پر عید منانے والوں کی اس سے بہتر اور کیا پہچان ہو سکتی ہے۔

چوہدری نذیر احمد کا انکشاف

جب تذکرہ ایران کا چل نکلا تو ذرا آنکھیں کھول کر ملاحظہ کر لیا جائے کہ
ایران کا رشتہ اخوت اور پیار محبت کے، بندھن کن لوگوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ محترم
جناب چوہدری نذیر احمد ایک مخلص، اور سچے پاکستانی ہیں۔ ان کی وطن عزیز سے محبت
اور والہانہ لگاؤ ان کی تحریرات۔ کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہے۔ اپنے تعارف میں وہ
ارشاد فرماتے ہیں۔

راقم سات نومبر 1920 کو مشرقی پنجاب ضلع جالندھر کے ایک گاؤں میں
پیدا ہوئے 1940 میں دہلی سے سرکاری ملازمت کا آغاز کیا۔ اور وزارت تعلیم

حکومت پاکستان، اسلام آباد 7 نومبر 1980 کو ریٹائرڈ ہوا۔ راقم 1958ء سے 1966ء تک سفارت تہران اور 1974ء سے 1979ء تک آر سی ڈی اور تہران کا رکن رہا۔ اسی طرح ایران میں میرا مجموعی قیام کوئی 13 سال کے قریب رہا۔

چوہدری صاحب نے عالم اسلام کو بیدار کرنے کیلئے جن اہم کتابوں کو ترتیب دیا ان میں ایک کتاب ''ایران اور عالم اسلام'' ہے۔ اس کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

خمینی نے صدر کارٹر کے خصوصی ایلچی رمز کلارک کے ساتھ پیرس میں اپنی خفیہ ملاقاتوں میں واضح کیا تھا کہ ''ایران میں شاہ کے خلاف انقلاب کی اصل بنیاد امریکہ سے نفرت ہے۔ ان حالات میں ہمارا امریکہ سے کسی قسم کے کھلے روابط کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ اگر امریکہ چاہے تو ہم دونوں ایک دوسرے کے خلاف عوام میں بظاہر دشمنی اور مخالفت کا تاثر برقرار رکھتے ہوئے درپردہ دوست بن کر رہ سکتے ہیں۔

ایران اور عالم اسلام

انقلاب کے بعد اس خفیہ ساز باز کے معاہدے پر دونوں فریقوں آیت اللہ خمینی اور جنرل روبرٹ ہائزر کے درمیان تفصیلات بھی طے پا گئیں۔ اس اجلاس میں یہ بات بھی زیر غور آئی کہ امریکہ کو مشرق وسطیٰ اور گلف کے علاقے میں اپنے پاؤں جمانے کیلئے کیا اقدامات کرنے ہیں۔ اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ کس طرح اس علاقے کی ریاستوں میں خوف و ہراس پھیلا جائے اور حکمرانوں، خاص طور پر شیخوں

کو، اپنے غیر مستحکم ہونے کا احساس دلایا جائے امریکہ کا خیال تھا کہ ایران کے عراق پر حملہ کرنے سے شاید مقصد حاصل کیا جا سکے ایران کی شرائط یہ تھیں کہ اگر اس کی ضرورت کے مطابق اسلحہ اور دوسرا فوجی ساز و سامان اس کو مہیا کر دیا جائے تو وہ اس مہم کیلئے تیار رہے۔

ایران اور عالم اسلام

معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ کو ایرانی حکمرانوں کے تقیہ کا اصول بہت پسند آیا اس پر عمل کرتے ہوئے امریکہ صدام حسین کو یہ تاثر دینے میں کامیاب رہا کہ اس کی ہمدریاں دراصل عراق کے ساتھ ہیں۔ ایران سے باہمی مشاورت کے بعد صدام حسین کو کویت پر حملہ کی ترغیب دی گئی کیونکہ امریکہ کو گلف کے علاقے میں اپنے پنجے ہر صورت میں گاڑنے تھے۔ ادھر گلف کے شیخوں کو مزید خوف و ہراس میں مبتلا کرنے کیلئے امریکہ نے ایران کو متحدہ عرب امارات کے جزیرے ابو موسیٰ پر مکمل قبضہ کرنے کا اشارہ بھی دیا۔ ایران نے شیخوں کے خلاف اپنی پروپیگنڈا مہم بھی تیز کر دی اور اپنی بڑائی اور مضبوط فوجی برتری کا احساس دلاتے ہوئے ان کو ڈرانے دھمکانے لگا۔ دوسری طرف امریکہ خود بھی ان کے دلوں میں ایران کا خوف بٹھانے لگا اور ان کیلئے اپنی ہمدردیاں ظاہر کر کے ان کی حفاظت کیلئے ان کو سبز باغ دکھانے لگا۔ اس طرح کویت کی حفاظت کے بہانے وہاں اور سعودی عرب میں اپنی فوجیں لے آیا اور گلف کے شیخوں کی حفاظت کے بہانے وہاں ان کے علاقوں میں بھی اپنی فوجیں اتار دیں۔

(ایضاً)

انقلاب کے بعد تو ایران کے نئے حکمران مختلف شعبوں میں ہندوستان سے تعلقات استوار کرنے کیلئے کچھ زیادہ ہی بے چین ہیں۔ آیت اللہ خمینی نے اقتدار میں آنے کے بعد اندرا گاندھی کو جو محبت نامہ تحریر کیا۔ اس میں یہ رشد و ہدایت بھی موجود تھا کہ "ہندوستان کی زمین پر مہاتما گاندھی حضرت علی کی تعلیمات کے ترجمان تھے۔ اس لئے ہندوستان اور ایران کے درمیان محبت کا لازوال اور ناقابل شکست رشتہ موجود ہے۔" (ایضاً)

پاکستان کو سبق سکھانے کے اپنے منصوبے کے تحت ایران نے خطے میں اپنے مفادات کا دائرہ کار وسیع کرنے کیلئے بھارت سے اپنے تعلقات مزید بڑھانے شروع کر دیئے ہیں۔ ایران بھارت کے ساتھ نہ صرف سرکاری سطح پر اپنے تعلقاب بڑھا رہا ہے بلکہ عوامی سطح پر بھی اپنے روابط مضبوط کر رہا ہے۔ اطلاعات کے مطابق اس وقت پچاس ہزار ایرانی طلباء چار سو سرکاری افسر، فوجی، پولیس مین اور ایرانی سائنس دان بھارت میں خصوصی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ ایران نے صرف بھارت سے سرکاری اور سفارتی سطح پر تعلقات میں پیش رفت کی ہے بلکہ بھارت کو پاکستان کے خلاف اپنے ذرائع ابلاغ استعمال کرنے کی اجازت بھی دے رکھی ہے۔ (ایضاً)

روزنامہ جنگ (20-6-03) کے مطابق بھارت نے گذشتہ برسوں میں عسکری شعبوں کے ساتھ ساتھ ایرانی میڈیا میں بھی وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کی ہے۔ ایران کے 13 اخبارات کے ایڈیٹر نہ صرف بھارتی اداروں کے ڈگری ہولڈر ہیں بلکہ ان کی بیگمات بھی بھارتی شہری ہیں۔ لہٰذا ایرانی میڈیا ایک تواتر کے ساتھ پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کر رہا ہے اور ان کی گمراہ کن خبروں اور تبصروں کے

باعث افغانستان اور پاکستان کے پشتو اور پاکستانی بلوچ بری طرح متاثر ہو رہے ہیں ریڈیو مشہد پاکستان کے خلاف متواتر گمراہ کن زہر اگل رہا ہے اور الزام لگا رہا ہے کہ ''پاکستان افغانستان میں مداخلت کر رہا ہے، افغانستان میں دہشت گردی کے تمام واقعات کے پیچھے پاکستان کا ہاتھ ہوتا ہے۔'' ایران کے مشہور سرکاری اخبار ''ایران نیوز'' کیہان انٹرنیشنل'' اور دوسرے اخبار مسلسل یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ ''پاکستانی ایجنسیوں کی مدد سے طالبان پاکستان میں دوبارہ منظم ہو رہے ہیں۔ ملا عمر سمیت طالبان کی ساری قیادت پاکستان میں موجود ہے۔ (ایضاً)

''ایرانی ڈیلی'' 03-6-8 نے الزام لگایا ہے کہ پاکستان کا ایٹم بم پوری دنیا کے امن کے لیے خطرہ ہے۔

یہ بے حد افسوس کی بات ہے کہ اس صورت حال کو نہ ہی پاکستان کے حکمران نہ ہی ملک کے اخبار نویس اور نہ ہی ہمارے سیاستدان سمجھ رہے ہیں۔ (ایضاً)

بھارت کے یوم جمہوریہ مورخہ 26 جنوری 2003ء کے موقع پر ایران کے صدر خاتمی مہمان خصوصی تھے۔ اس موقع پر ایران اور بھارت کے درمیان دفاعی تعاون کے چھ معاہدوں پر دستخط ہوئے۔

ان معاہدوں کے تحت بھارت ایرانی فوجیوں کو ایران اور بھارت میں فوجی تربیت دے گا۔ ایران کو فوجی ساز وسامان فراہم کریگا اسلحہ اور جہازوں کی مرمت کی سہولت فراہم کریگا اور ایران کے ہتھیاروں کو جدید بنانے میں تکنیکی تعاون مہیا کرے گا۔ (ایضاً)

بھارت کے ساتھ ایران کے دفاعی معاہدوں کی تفصیلات بھارت اور

امریکہ کے اخبارات میں شائع ہوئیں لیکن پاکستان نے نہ جانے کن وجوہ کی بنا پر ان جامع اور مفصل رپورٹوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر دیا۔ ایران کی حکومت نے ان رپورٹوں کی تردید کرنے کی کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔

ان دفاعی معاہدوں سے قبل گذشتہ سال بھارت کے ایک اعلیٰ سطح کے وفد نے ایران کا دورہ کر کے ان کی فوجی ضروریات کا جائزہ بھی لیا تھا اس بھارتی وفد میں بھارتی شپ یارڈ اور اسلحہ فیکٹریوں کے انجینئر اور جوف اور بیوروکریسی کے افسران شامل تھے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ایران کے وزیر دفاع ایڈمرل شمخانی نے بھارت کے ساتھ دفاعی معاہدہ کرنے سے پہلے اپنی وزارت کے ماہرین کے ساتھ پاکستان کا دورہ بھی کیا تھا۔ بعد میں جنرل عبدالقیوم نے بتایا تھا کہ ایران کے وزیر دفاع ان کی فیکٹری کا بنا ہوا اسلحہ اور دیگر سامان دیکھ کر حیران رہ گئے اور کہا کہ ایران اب پاکستان کے ساتھ مل کر مشترکہ طور پر اسلحہ وغیرہ تیار کرے گا۔

اطلاعات کے مطابق بھارت کے ساتھ ان معاہدوں کے تحت ایران نے پاک بھارت جنگ کی صورت میں بھارت کو اپنے فوجی اڈوں کی سہولتیں دینے کی پیش کش بھی کی ہے تاہم حکومت ایران نے اس خبر کی تردید کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی البتہ پاکستان میں سفارت ایران نے اس خبر کو بے بنیاد اور من گھڑت قرار دیا ہے یہ یاد رہے کہ ایرانی حکمرانوں کے مذہبی عقیدہ ''تقیہ'' کے تحت جھوٹ بولنا عبادت ہے۔ لہٰذا وہ کسی وقت بھی کوئی جھوٹا اور من گھڑت بیان دے سکتے ہیں۔ (ایضاً)

امریکہ کے ایک بہت اہم اور مؤثر جریدے ''ڈیفنس نیوز'' اور دنیا کے دوسرے اخباروں نے ایران اور بھارت کے درمیان طے پا جانے والے دفاعی اور

دوسرے معاہدوں سے متعلق ایک جامع اور مفصل رپورٹ شائع کی ہے۔

(نوائے وقت 03-1-28)

دنیا بھر کے اخبارات میں یہ تفصیلات شائع ہونے کے باوجود پاکستان کے حکمران ان حقائق کو نہ جانے کیوں جھٹلا رہے ہیں۔ ہماری وزارت خارجہ کی بے حسی اور سادگی بلکہ بے وقوفی اس حد تک مضحکہ خیز ہے کہ اس کے ترجمان کے مطابق تو یہ سب حقائق جھوٹ پر مبنی ہیں۔ جبکہ ایرانی حکومت کی خاموشی بھی معنی خیز ہے۔ ہم شاید اس کو سمجھنے کے اہل نہیں۔ یہ ہماری حکومت کا اپنی قوم کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے۔ (ایضاً)

ایران کے صدر خاتمی نے اپنے بھارت کے دورے کے دوران بھارتی دانشوروں کو خطاب کرتے ہوئے تاریخ کو جھٹلایا اور کہا کہ محمود غزنوی ایک ڈاکو اور لٹیرا تھا۔ وہ اسلامی اقدار کا نمائندہ نہیں تھا اس نے سومنات مندر کو لوٹا اور تباہ کیا۔

(ایضاً)

جناب اختر کاشمیری، لاہور کے اخبار نویس جو ایرانی حکومت کی دعوت پر ان کی سیرت کانفرنس میں شرکت کیلئے دسمبر 1982ء میں ایران گئے اپنی کتاب ''آتش کدہ ایران، مطبوعہ 1984-1988ء میں لکھا ہے۔ اس سیاسی کانفرنس میں ہم نے اہل ایران کے جو رنگ ڈھنگ دیکھے، اہل علم کی جو باتیں سنیں، اپنے دائیں بائیں گھومنے پھرنے والوں کی جو وارداتیں دیکھیں اور شیریں زبان، شیرین دہن لوگوں کی زبانوں کے جو گھاؤ محسوس کیئے۔ ان سے پہلی بار ہماری آنکھیں کھلیں۔''

انقلاب ایران کیا ہے؟ کیسا ہے؟ ایران میں ہم سے بار بار سوال ہوا۔ ہم

نے بار ہا جواب دیا پھر ایک کمر بوس عمامہ دیکھ کر ہم نے بھی سوال داغ دیا۔ ہماری غرض یہ تھی کہ ہم اس کے سوال سے بچ جائیں۔ اس کا جواب یہ تھا ''انقلاب ایران شیعہ ہے نہ سنی'' ''یہ صہیونی انقلاب ہے۔'' وہ وضاحت کرتے ہوئے بولا۔ ''ایران کے قائد انقلاب خمینی کے کام کو تمام انبیاء کے کام پر ترجیح دینا اقوال رسول کی جگہ قائد انقلاب کے اقوال لکھنا کلمہ اسلام کے دوسرے جزا کو مٹا کر پیغمبر اسلام کی جگہ قائد انقلاب کا نام لینا اور اس طرح ایک نیا کلمہ اسلام وضع کرنا، اپنے سوا ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر سمجھنا، کعبۃ اللہ پر قبضہ کیلئے لوگوں کو تیار کرنا اور اس عمل کو جہاد کا نام دینا، مسلم سربراہان حکومت کو کافر قرار دے کر ان کا تختہ الٹنے کیلئے قوم کو آمادہ کرنا، مسجدوں میں جوتے سمیت جانا اور وہاں سگریٹ نوشی کرنا، اختلاف رائے کا اظہار کرنے والو کو مقدمہ چلائے بغیر گولی مار دینا نماز میں امام کا مقتدیوں سے الگ ہو کر مسلح افراد کی نگرانی میں قیام کرنا، امام کا ایسے شخص کی آواز پر رکوع و سجود کرنا جو نماز میں شریک ہی نہیں ہوتا، زنا جیسی بدکاری کو مذہبی تحفظ دینا، قائد انقلاب کی تصویر کی پوجا کرنا، اگر یہ اسلام ہے، تو ضد اسلام کیا ہے۔ اگر یہ اسلامی انقلاب ہے تو صہیونی انقلاب کیا ہوتا ہے؟'' (ایضاً)

اطلاعات کے مطابق خمینی کے اقتدار سنبھالنے کے فوراً بعد امریکی جنرل ہائزر جو ایرانی انقلاب کا اصل ہدایت کار تھا خفیہ طور پر تہران آیا اور خمینی سے ملا اس نے ایک تحریری ایجنڈا خمینی کے سامنے رکھا اور کہا کہ ''تمہاری حکومت کی بقا صرف اس ایجنڈے میں تجویز شدہ نکات پر عمل کرنے میں ہے۔'' اس خفیہ اجلاس میں صرف ایران کے موجودہ روحانی پیشوا علی خامنہ ای، سابق صدر ہاشمی رفسنجانی، آیت اللہ

متوسلی، خمینی کے بیٹے احمد خمینی اور صادق قطب زادہ جس کو خمینی نے اپنا فرزند کہا تھا، موجود تھے اس اجلاس کی کاروائی کو خفیہ رکھنے کی سخت تاکید کی گئی تھی۔ لیکن کچھ عرصہ بعد صادق قطب زادہ نے اس تحریری ایجنڈے کی ایک فوٹو کاپی اپنے چند قریبی ساتھیوں کو دکھادی جس سے یہ انتہائی خفیہ راز کھل گیا۔اس پر خمینی نے اپنے منہ بولے فرزند صادق قطب زادہ کو پھانسی کے ذریعے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

جنرل ہائزر کے اس خفیہ ایجنڈے کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں۔

1-ایران فوراً عراق اور دوسرے ممالک کے خلاف کارروائی کرے۔ یاد رہے کہ امریکہ نے اس سلسلے میں ایران کی جنگی ضروریات کا بھی جائزہ لیا تھا اور اس کو اسرائیل کے ذریعے اسلحہ اور دوسرا جنگی ساز وسامان دیا تھا۔

2-ایرانی انقلاب کو دوسرے اسلامی ملکوں میں برآمد کرنے کی مہم شروع کی جائے۔ان ملکوں میں شیعوں کو پیسہ اور اسلحہ دے کر ان ملکوں کے حکمرانوں اور اسلامی تحریکوں کے مقابلے میں کھڑا کیا جائے۔اگر کسی ملک میں شیعہ موجود نہ ہوں یا کم ہوں تو لادین اور مشرکانہ نظریات کے حامل نام نہاد سنی مسلمانوں کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا جائے تاکہ کسی اسلامی ملک میں کوئی اسلامی تحریک سر نہ اٹھا سکے۔

3-ایران کے اس انقلاب کو ایک سچا اسلامی انقلاب منوانے کیلئے امریکہ اور اسرائیل کے خلاف مسلسل نعرے بازی کی جائے تاکہ ایرانی عوام اور مسلم دنیا کو پتہ نہ چل سکے کہ ایرانی انقلاب کے پیچھے امریکہ یا اسرائیل کا ہاتھ ہے۔اور اس کو ان کی حمایت حاصل ہے امریکہ، ایران کی دشمنی کے ڈرامے کو یقین میں تبدیل کرنے کیلئے کچھ اور ڈرامے بھی ایجاد کیے جائیں مثلاً تہران میں امریکی سفارت کاروں کو یرغمال

بنانے اور امریکہ کی جانب سے ایران کے خلاف برائے نام اقتصادی پابندیاں، وغیرہ لگانے اور ایک دوسرے کو برائے نام دھمکیاں دینے کے ڈرامے وغیرہ وغیرہ۔

4- قرآن مجید کو دنیا کی تمام زبانوں میں ترجمہ اور تفسیر کے ذریعے تحریف کیا جائے۔

5- مسلمانوں کے مقدس مقامات (خانہ کعبہ وغیرہ) کو آل سعود کے قبضہ سے نکال کر ایک مشترکہ کمیٹی کے کنٹرول میں دینے کی تشہیر کی جائے۔

ایران کے تعلقات بظاہر امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ منقطع ہیں اور یہ تینوں ممالک ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی بھی کرتے ہیں اور دھمکیاں بھی دیتے ہیں تاکہ تمام دنیا خاص طور پر مسلم ممالک ایران کا دشمن سمجھ سکیں۔ لیکن اندرونی طور پر ان کے درمیان گہرا گٹھ جوڑ ہے۔

امریکی سی آئی اے کے ماہر شعبدہ بازوں نے میڈیا کے ذریعے خمینی کو نہ صرف ایرانی عوام کا ہیرو بنایا بلکہ دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کو بھی ایک خطرناک دھوکے سے اس حد تک دوچار کیا کہ وہ اپنے اسلام کے بدترین دشمن کو اپنا دوست سمجھنے لگے۔ چنانچہ آج بیس سال سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے باوجود دنیا کے بیشتر مسلمان خمینی اور اس کے ساتھیوں کی اسلام دشمن اور مسلم کش کاروائیوں کا مشاہدہ کرنے کے باوجود ان کی اصل حیثیت کو نہیں پہچانتے۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ اس دھوکے میں ہمارے حکمران، سیاسی لیڈر، ادیب، اخبار نویس، مذہبی تنظیموں کے قائدین اور علماء بھی شامل ہیں یا تو ان کو اصلی حالات کا علم نہیں یا دنیوی مفادات کی خاطر انہوں نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ جس سے ان منافقین کے

غیر اسلامی عزائم کی تکمیل کیلئے مزید حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ (ایضاً)

اب تک تمام دستیاب شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایران کا اسرائیل اور امریکہ کے ساتھ خفیہ گہرا گٹھ جوڑ ہے یہ تینوں اپنے عوام اور باقی دنیا خاص طور پر اسلامی ممالک کو تاریکی میں رکھنے اور دھوکہ دینے کیلئے بظاہر باہمی دشمنی کا تاثر دیتے ہیں اور ایک دوسرے کو دھمکیاں بھی دیتے ہیں، مگر اندر سے ایک ہیں اور بین الاقوامی حکمت عملیاں باہمی صلاح ومشورے سے بناتے ہیں دراصل امریکہ، اسرائیل اور ایران کے خفیہ گٹھ جوڑ کی اصل بنیاد ان کی اسلام اور عربوں سے نفرت ہے۔ 1978ء میں امریکی سی آئی اے نے صدر کارٹر کو پیش کردہ اپنی رپورٹ میں بتایا تھا کہ خمینی ایک متعصب شیعہ ہونے کی وجہ سے امریکہ کے اسلام دشمن عزائم کی تکمیل کیلئے بہت کارآمد ثابت ہوسکتا ہے۔ چنانچہ کارٹر نے 1978ء کے آخر میں اپنے ایک چوٹی کے افسر رمزے کلارک کو خمینی کے پاس پیرس بھیجا جس نے خمینی کے ساتھ کئی خفیہ ملاقاتیں کیں۔ جن کے نتیجے میں ان کے درمیان باہمی گٹھ جوڑ کا سمجھوتہ طے پایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کارٹر دور کے اس خفیہ سمجھوتہ پر صدر بش بھی عمل پیرا ہیں۔ (ایضاً)

امریکہ کی خفیہ ایجنسی کے ایک ریٹائرڈ افسر جون کولمین نے بھی اپنی کتاب "Conspirators Hierarchy" جو کہ امریکہ میں 1992ء میں شائع ہوئی' میں لکھا کہ خمینی امریکہ سی آئی اے اور برطانیہ کی ایم آئی 116 ایجنسی کا انتخاب تھا۔ اس نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ خمینی کے پیرس جانے اور وہاں اس کی رہائش کے تمام اخراجات امریکہ نے برداشت کئے۔

جناب اختر کاشمیری لاہور کے اخبار نویس جو دسمبر 1982ء میں ایران کی

دعوت پر وہاں گئے تھے نے اپنی کتاب ''آتش کدہ ایران'' (جو لاہور میں 1984ء اور 1988ء میں شائع ہوئی) میں لکھتے ہیں کہ ''ایران میں ''شیطان بزرگ'' امریکہ کے خلاف نعرے انقلاب جدید کی جان ہیں اور ان نعروں نے ایرانی عوام کو امریکہ کے خلاف طوفان غیض وغضب بنا رکھا ہے۔ مگر ایران کے بعض ذمہ دار سیاسی اور دینی حلقے ایران' امریکہ کے اختلاف کو نمائشی جنگ قرار دیتے ہیں۔ ان حلقوں کا کہنا ہے کہ ایران کی مذہبی قیادت بظاہر امریکہ کے خلاف نعرے لگواتی ہے جلسے کراتی اور جلوس نکلواتی ہے۔ لیکن اندرون خانہ دونوں نے ساز باز کر رکھی ہے۔''

جناب اختر لکھتے ہیں کہ ''امریکہ سمجھتا ہے کہ ایران مذہبی حکومت ہی ایک ایسی فورس ہے جو اسرائیل کے حق میں امریکہ کی سیاسی مدد کر سکتی ہے کیونکہ ایران اور اسرائیل دونوں اسلام اور عرب دشمنی میں متفق ہیں۔ اسرائیل مقبوضہ عرب علاقوں پر مستقل طور پر تسلط قائم کرنے کیلئے کوشاں ہے اور ایران کعبۃ اللہ پر قبضے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ امریکہ کی جدید حکمت عملی یہ ہے کہ ایک طرف تو عربوں کی سرکشی کو کم کرنے کیلئے اسرائیل کی پشت پناہی کی جائے اور دوسری طرف ان کی سرکوبی کے لئے ایران کی مذہبی شیعہ حکومت کو استعمال کیا جائے۔''

جناب اختر کے مطابق ایران کے بعض حلقوں کا کہنا ہے کہ امریکہ کی ایماء پر ایران اور اسرائیل کے درمیان ایک ایسا معاہدہ ہو چکا ہے جس کی رو سے وہ عربوں کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔''

اختر کاشمیری لکھتے ہیں کہ ''اس الزام کی ایران کے سابق صدر کے انٹرویو سے بھی تصدیق ہوتی ہے جو دو اگست 1981ء کو امریکی ٹیلی ویژن سے ٹیلی کاسٹ

کیا گیا۔ ایرانی صدر نے کہا کہ ایران اور اسرائیل کے درمیان تجارتی معاہدہ امام خمینی کے حکم پر۔۔۔ ہوا تھا اور اس معاہدہ کے تحت اسرائیل کافی عرصہ سے ایران کی مسلح افواج کیلئے اسلحہ اور گولہ بارود سپلائی کر رہا ہے۔" (ایضاً)

عراق سے ایران کی جنگ سے بیشتر ستمبر 1980ء میں امریکہ اور اسرائیل نے ایران کی وزارت جنگ، بحریہ اور فضائیہ کی ضروریات کا جائزہ لیا اور ان کو پورا کیا اور اس جنگ کے دوران بھی دونوں ممالک ایران کی بھرپور فوجی مدد کرتے رہے۔ اس جنگ کے دوران پاکستان کے سربراہ جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں افغانستان کو ملنے والے امریکی اسلحہ کو ایران منتقل کیا جاتا رہا۔ اس اسلحہ کو ایران بھجوانے کیلئے پشاور میں ایک دفتر قائم کیا گیا تھا۔ جس کا نگران ایک اسرائیلی افسر مناشے تھا۔

ایران نے عراق کے ساتھ اپنی آٹھ سالہ جنگ میں بھرپور کوشش کی کہ کسی طرح صدام حسین کو ختم کیا جائے اور عراق میں شیعہ انقلاب لایا جائے لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ 1988ء میں عراق جنگ کی وجہ سے ایران کی معاشی اور مالی حالت بد سے بدتر ہونے لگی تو ایران نے اپنے خفیہ حلیف "شیطان بزرگ" امریکہ سے درخواست کی کہ اس کی مدد کی جائے۔ چنانچہ امریکہ اور اس کے یہ دونوں پٹھو اسرائیل اور ایران ممکن ہے کہ اس میں بھارت بھی شامل ہو۔ مستقبل کیلئے اپنی حکمت عملی کو وضع کرنے کیلئے سر جوڑ کر بیٹھے۔ ایران اور عالم اسلام

ان چند اقتباسات سے ایران کے چہرہ سے کچھ نا کچھ تقیہ کی چادر کھسک جاتی ہے۔ کہ ایران منافقت کی پالیسی پر کس کامیاب طریقہ سے گامزن ہے کہ ایک طرف وہ عالم اسلام کے مسلمان کو دھوکہ میں رکھے ہوئے ہے تو دوسری طرف دجالی

ریاست کے قیام کیلئے ہراول دستہ کا کردار ادا کر رہا ہے۔

دجالی ریاست کے قیام کیلئے یہودیوں کی کوششیں کسی سے مخفی نہیں نیز یہ بھی کہ یہودی ریاست اسرائیل نے امریکہ کو جس طرح کنٹرول کیا ہوا ہے وہ بھی ایک واضح اور کھلی ہوئی کہانی ہے گویا امریکہ یا اسرائیل سے گٹھ جوڑ اس بات کی واضح علامت ہے کہ ایسا طبقہ اسی بیل گاڑی کا سوار ہے۔ ایران عوام میں تو امریکہ کو بزرگ شیطان اور اسرائیل کو ظالم دشمن قرار دیتا ہے مگر حقیقت حال کیا ہے؟ ذرا نذیر احمد صاحب کی ''ایران' افکار و عزائم'' سے حقیقت حال کا جائزہ لیجئے۔

ایران اور امریکہ

خمینی اور امریکہ کی باہمی مفاہمت کے اس خفیہ معاہدہ کے بعد امریکی انتظامیہ نے شاہ پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ وہ ایک غیر فوجی حکومت تشکیل دے کر عارضی طور پر ایران سے چلا جائے اس لئے کہ اس کی موجودگی میں ملک میں حالات بہتر ہونے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ حالات سازگار ہونے پر وہ واپس آسکے گا۔

چنانچہ سات فروری 1979ء کو امریکہ کے ایک اعلیٰ آفیسر ایئر فورس جنرل روبرٹ ہائسر اپنے ساتھ صدر کا ذاتی پیغام لے کر تہران پہنچے اور شاہ کو عارضی طور پر ملک چھوڑنے کیلئے رافضی کر لیا۔ شاہ کے ملک چھوڑتے ہی خمینی کیلئے ایران واپس آنے اور انقلاب برپا کرنے کیلئے راہ ہموار ہوگئی۔ امریکہ نے خمینی کی انقلابی حکومت کو چوبیس گھنٹے کے اندر تسلیم کر لیا جبکہ شاہ نے اپنی سلطنت کے سقوط کا ذمہ دار کارٹر کو ٹھہرایا۔

انقلاب کے بعد امریکی سفارت خانے پر انقلابیوں کے حملے اور اس کے عملے کو یرغمال بنانا امریکی حکومت کیلئے غیر متوقع نہ تھا۔ یہ امر باعث حیرت ہے کہ انقلاب کے وقت سینکڑوں امریکی شاہ کی حکومت کے مختلف اداروں خصوصاً وزارت جنگ میں بطور مشیر تعینات تھے لیکن اس دوران جہاں دوسرے ایرانی ہزاروں کی تعداد میں مارے گئے وہاں ایک امریکی کو بھی گزند نہ پہنچا۔ بلکہ سب کو بحفاظت ملک بدر کر دیا گیا۔ یہ سارے واقعات دراصل امریکہ اور خمینی کے درمیان طے پانے والے خفیہ سمجھوتے پر عمل کا حصہ تھے تاکہ ایرانی عوام کو دھوکہ میں رکھا جا سکے۔

انقلاب کے دوران ایران کے ہوائی اڈے ہر قسم کی آمد و رفت کیلئے بند کر دیئے گئے تھے، لیکن ان ہوائی اڈوں پر خصوصاً تہران میں امریکی ہوائی جہازوں کی آمد و رفت اور امریکی باشندوں کو لے جانے کا سلسلہ بغیر کسی روک ٹوک کے بعد تک بھی جاری رہا۔

1979ء کے اواخر میں ایک ایرانی اخبار نے اطلاع دی کہ چند امریکی ہیلی کوپٹر اپنے یرغمالیوں کو رہا کروانے کیلئے ایک خفیہ مشن پر تہران پہنچے۔ ان کا یہ مشن بری طرح ناکام رہا۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ ایک من گھڑت کہانی تھی اور اس کا واحد مقصد خمینی کے نام نہاد روحانی قوت کی تشہیر تھی۔

انقلاب سے لے کر آج تک ایرانی عوام کو فریب دینے اور دنیا کو گمراہ کرنے کیلئے دونوں ملکوں کے حکمران ایک دوسرے کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے رہے۔ خمینی امریکہ کو شیطان بزرگ کہتا تھا اور امریکہ ایران کو بین الاقوامی دہشت گرد کے نام نوازتا ہے لیکن یہ سب کچھ دونوں کی حکمت عملی کے عین مطابق ہے۔

ہمارے وطن کے پڑھے لکھے لوگ یہاں تک کہ ہمارے اخبار نویس بھی اس پرفریب پروپیگنڈے سے اس حد تک گمراہ اور متاثر ہو چکے ہیں کہ پاکستان میں کثیر تعداد میں شائع ہونے والے اخبار بھی امریکہ کی دھمکیوں کے خلاف ایران کی حمایت اور ہمدردی میں لمبے چوڑے اداریے اور تبصرے لکھتے رہتے ہیں۔ شاید ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہ سب کچھ صرف دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی ایک عیارانہ چال ہے جو زبانی جمع خرچ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔

گو دونوں ملکوں کے سیاسی تعلقات اب تک منقطع ہیں اور ایرانی ذرائع ابلاغ اور مذہبی رہنما اس صورت حال کو بظاہر قائم رکھنے کا تاثر دیتے ہیں، لیکن اس کے باوجود دونوں ملکوں میں اعلیٰ سطح پر روابط اور گہرا خفیہ تعاون جاری ہے۔

اپریل 1991ء میں ایک امریکی جہاز ایران کیلئے دوائیں اور دوسرا امدادی سامان لے کر اچانک تہران کے ہوائی اڈے پر اترا۔ ایرانی اخبارات نے اس کی آمد پر حیرانی کا اظہار کیا اور سخت تنقید کی لیکن تہران کی مذہبی حکومت نے اس واقعہ کی کوئی وضاحت نہیں کی۔

ستمبر 1991ء میں لندن کے ایک عربی اخبار نے خبر دی کہ ایران اور امریکہ کے اعلیٰ افسران بیروت میں خفیہ مذاکرات میں مصروف ہیں اور یہ کہ اس ملاقات کی راز داری کو یقینی بنانے کیلئے بات چیت ایک مشہور لبنانی شخصیت کے گھر میں ہو رہی ہے۔ خبر میں بتایا گیا کہ یہ بات چیت لبنان میں ایران کی پروردہ ملیشیا حزب اللہ کے قبضے میں امریکی یرغمالیوں کی رہائی کیلئے ہو رہی ہے۔ اس رہائی کے بدلے میں ایران کو کئی سو ملین ڈالر حاصل ہوں گے۔

ایران کی خبر رساں ایجنسی ارنا نے (92-1-22) کو بتایا گیا کہ صدر رفسنجانی نے ایک حکم کے ذریعے اپنے عوام اور حکام کو امریکہ کے خلاف توہین آمیز نعرے لگانے سے منع کر دیا ہے۔ اس سے پہلے جمعہ کے ہفتہ واری اجتماعات پر اور فوجی پریڈوں میں امریکہ کے خلاف نعرے لگانا ایک معمول بن چکا تھا۔

9مارچ 1992ء کے ایرانی اخباروں نے امریکہ کے اس بیان کی شدید مذمت کی کہ وہ شمالی کوریا کے بحری جہاز جو ایران کیلئے سکڈ میزائل لے کر جا رہا تھا پر قبضہ کر لے گا۔ اخباروں نے لکھا ہے کہ ایران کو ہر قسم کے اسلحہ سے اپنے آپ کو لیس کرنے اور اپنے علاقے کو پوری قوت سے دفاع کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔

ایران کے ایک خفیہ ریڈیو (کردستان ریڈیو) (92-3-14) کو کہا کہ مارچ کے شروع میں جب شمالی کوریا کا ایک بحری جہاز ایران کیلئے سکڈ میزائل لے کر جا رہا تھا تو امریکی حکومت اور اس کے اہلکاروں نے اس کے پتہ چلنے پر بڑا شور مچایا اور اعلان کیا کہ بحری جہاز کو ایران پہنچنے سے پہلے ہی پکڑ کر سکڈ میزائلوں پر قبضہ کر لیا جائے گا۔

دنیا اس امریکی کارروائی کا انتظار ہی کر رہی تھی کہ امریکہ نے اچانک یہ انکشاف کیا کہ امریکی جنگی جہازوں کا شمالی کوریا کے اس جہاز سے رابطہ کٹ گیا۔ بعد میں یہ بتایا گیا کہ یہ جہاز سکڈ میزائلوں کو لے کر پہلے ہی ایرانی بندرگاہ بندر عباس پہنچ چکا ہے۔

ریڈیو نے بتایا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ امریکہ اور ایران کی مذہبی حکومت ماضی میں بھی اس قسم کے ڈرامے رچاتی رہی ہے لیکن حالیہ کھلے مضحکہ خیز ڈرامے کا

انداز انتہائی بھونڈا، نا قابل فہم اور غیر پیشہ ورانہ نظر آتا ہے۔

ریڈیو نے مزید کہا کہ ماضی میں بھی دنیا ان ملکوں کی اس قسم کی غیر حقیقی اداکاری اکثر دیکھ چکی ہے یاد ہوگا کہ امریکہ اور ایران کی مذہبی حکومت کے درمیان ایک دوسرے کے مخالف پروپیگنڈا مہم کی انتہائی شدت کے دوران امریکہ ایران کو اسلحہ سے لدے ہوئے جہاز تسلسل سے بھیجتا رہا۔

ریڈیو نے کہا کہ شمالی کوریا کے بحری جہاز کا پہلے امریکی نظروں سے اوجھل ہونے اور پھر بندر عباس پر اس کے اچانک ظاہر ہونے کے بیانات سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ دونوں ممالک کی حکومتوں کے درمیان کوئی نہ کوئی خفیہ معاہدہ یا ملی بھگت ضرور ہے۔

ریڈیو کردستان نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمیشہ کی طرح ایران کی مذہبی حکومت نے اپنی دورخی حکمت عملی کے تحت اپنے عوام اور دنیا کو مغالطہ میں رکھنے کی خاطر پہلے امریکہ کے معاندانہ رویے کے خلاف بظاہر بڑا شور وغوغا برپا کیا لیکن سکڈ میزائلوں کے بحفاظت بندر عباس پہنچنے کی خبر پر ظاہر کیا کہ امریکی ایجنسیوں کا مفلوج ہو جانا دراصل ایران کے حق میں قدرت کا ایک کرشمہ تھا۔

ریڈیو نے کہا کہ وہ لوگ جو ایران کے مذہبی حکمرانوں کی سوچ اور حکمت عملیوں کا ادراک رکھتے ہیں انہیں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ ان حکمرانوں نے امریکہ اور اسرائیل (بظاہر دشمن) کے ساتھ اپنے ناجائز کاروبار کے راز کو کس طرح منافقت اور ریاکاری کے پردہ میں چھپا رکھا ہے اور کس طرح اپنے عوام اور ساری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکتے رہے ہیں۔

ایران اور اسرائیل

بغداد کے عربی روزنامہ الثورہ (91-7-28) نے مکار شیطان (ایران) اور صہیونیت کے درمیان خفیہ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا، کہ ایرانیوں کے قول اور فعل میں بڑا تضاد ہے۔ اور اس کی دورخی حکمت عملی صاف عیاں ہے۔ وہ دنیا کو دکھانے کیلئے خاص قسم کے نعروں کی بانگ لگاتے ہیں۔ لیکن ان کا عمل ان نعروں کی نفی کرتا ہے۔

ایران اور اسرائیل کے درمیان فوجی معاہدوں اور بڑھتے ہوئے رشتوں کا ذکر کرتے ہوئے اس اخبار نے لکھا کہ ایران کی ملا حکومت نے اپنا بدصورت چہرے دنیا پر خاص طور پر عرب ملکوں پر بے نقاب کر دیا اور اپنا فتنہ انگیز کردار سب پر واضح کر دیا ہے۔

اخبار نے ایرانی حکمرانوں کا عرب ملکوں کیلئے تشویش کا اظہار اور فلسطین کو آزاد کرانے کیلئے جہاد کے پرچار کو مضحکہ خیز قرار دیا کہ ایران کے مکار حکمران آخر اس طرح کس قسم کی سستی سیاسی منافقت کا مظاہرہ کرتے ہیں؟ اخبار نے پوچھا۔

قاہرہ کے عربی روزنامہ الجمہوریہ (93-2-2) نے ایران اور اسرائیل کے درمیان تعاون و روابط کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ ایرانی حکمرانوں کے بیانات اور عملی کارگزاریوں میں ہمیشہ تضاد ہوتا ہے۔ لیکن ان کا طرز عمل حقیقت اور موجود اصلیت کو نہیں بدل سکتا۔

اخبار نے مزید لکھا ہے کہ ایران، اسرائیل کے خلاف کوئی مضبوط موقف

اس لئے اختیار نہیں کرسکتا کہ دونوں کے درمیان انتہائی قریبی اور گہرا تعاون ہے۔ ان کی دلچسپیاں اور ان کے باہمی مفادات عام تصور سے کہیں زیادہ مشترک اور ہم آہنگ ہیں۔

اخبار نے آگے چل کر لکھا کہ یہ بالکل اسی طرح کہ جیسے ایرانی حکمران واشنگٹن کو بظاہر برا بھلا کہتے ہیں، لیکن امریکہ کے ساتھ ان کے روابط نہ صرف خفیہ طور پر جاری بلکہ دن بدن مضبوط ہو رہے ہیں۔ یہ بات کافی دلچسپ ہے کہ ایرانی آیت اللہ امریکی پارچہ جات، خورد و نوش کی اشیاء اور امریکی فلموں کو ترجیح دیتے ہیں اور ڈھکے چھپے طور پر امریکی فلمیں وہ اپنی مخصوص خوابگاہوں میں ملاحظہ کرتے ہیں۔

ریڈیو قاہرہ نے اپنے تبصرے میں (2-3-93) کہا ''تہران میں حکمران طبقہ دنیا کے مسلمانوں کو اسلام کے نام پر کب تک بیوقوف بناتا رہے گا یہ گروہ دہشت گردی کے اپنے عزائم پر پردہ ڈالنے کیلئے ایرانی انقلاب کے اسلامی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ اس حکومت کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ اس کا مقصد دہشت گردی اور تخریب کاری کے ذریعے اپنے انقلاب کو دوسرے ملکوں میں برآمد کرنا ہے تاکہ ان ملکوں کے مسلمانوں کو دہشت زدہ کر کے علاقے میں غلبہ حاصل کیا جا سکے۔

ریڈیو قاہرہ نے سوال کیا کہ کیا عرب اور مسلمان بھول گئے کہ ان ایرانی ملاؤں نے گزشتہ سالوں میں جنوبی لبنان میں اپنی عسکری تنظیم حزب اللہ کے ذریعے کیا کردار ادا کیا۔ انہوں نے وہاں تباہی اور بربادی مچائی اور اس علاقے کے ایک حصے پر اسرائیل کا قبضہ کروادیا۔ کیا یہ کوئی اسلامی کارنامہ ہے؟ ریڈیو نے پوچھا۔

ریڈیو نے کہا کہ فلسطینی بھی جو اسرائیلی قبضہ سے نجات حاصل کرنے کیلئے

اسرائیل پہنچ چکا ہے۔ بالکل حیران کن نہیں۔ یہ بھی عجیب نہیں کہ ایرانی حکمران اپنے تیل کے بدلے اسرائیلی فوجی ساز وسامان خرید نے کا معاہدہ کر چکے ہیں۔

اخبار نے لکھا کہ تہران کے ملا حکمران یروشلم اور فلسطین کو آزاد کرانے کیلئے جھوٹے اور پر فریب نعرے لگاتے رہے ہیں۔ لیکن یہ نعرے تہران کے حکمرانوں کے اصل مقاصد کو نہیں چھپا سکتے اور ان کے اسرائیل کے ساتھ گہرے فوجی تعاون پر پردہ نہیں ڈال سکتے۔

اخبار نے لکھا کہ اسرائیل اور ایران کے درمیان گہرے فوجی تعاون کی تصویر اب واضح ہوگئی ہے۔ یہ قدرتی اور منطقی امر ہے کہ اسرائیل اپنا فوجی ساز وسامان تیل کے بدلے ایران کو دیتا رہے گا اس لئے کہ اسے یقین ہے کہ یہ فوجی ہتھیار اس کے خلاف استعمال نہیں ہوں گے۔

اخبار نے سوال کیا کہ خمینی کے ایران نے اس بے انتہا فوجی ساز وسامان کا کیا جو رضا شاہ اسرائیل اور مغربی ملکوں سے خریدتا رہا ہے۔ یہ ملا حکمران آخر اپنے اندرونی بگڑتے ہوئے حالات کی طرف کیوں توجہ نہیں دیتے اور اس کی بجائے وہ اپنا سرمایہ اور زرمبادلہ لاحاصل مقاصد کے حصول پر کیوں ضائع کر رہے ہیں؟

قاہرہ کے عربی روزنامہ الاخبار (93-9-7) نے اپنے تبصرے میں ایرانی حکمرانوں کے اس رویے کی شدید مذمت کی جس میں انہوں نے اسرائیل اور فلسطین کے درمیان معاہدے کی مخالفت کی تھی۔ اخبار نے لکھا کہ ایرانی حکمرانوں کا یہ رویہ سمجھ سے بالاتر ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ خود ایران اسرائیل کے ساتھ مختلف شعبوں میں اپنا گہرا تعاون جاری رکھے ہوئے ہیں۔ چوہدری نذیر احمد صاحب نے امامیہ فرقہ اور

ان کی مذہبی حکومت کے جو کارنامے دکھائے ہیں بیان کئے ہیں ان کا کچھ حصہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ امامی اقتداء کے اس کردار کو پیش نظر رکھتے ہوئے ارباب انصاف غور فرما سکتے ہیں کہ آیا یہ ٹولہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ہم نوا ہو سکتا ہے؟ اتنی بات بالکل واضح ہے کہ اسرائیل کے یہودی اور امریکہ کے کار پرداز دجال کے انتظار میں ہیں۔ ان کی یہ بھرپور تیاریاں دجالی قوت کا کرشمہ ہیں تو درپردہ ان کیلئے دن رات کام کرنے والا خمینی یا اس کی ریاست پھر دجال کے سوا کسی اور کی منتظر ہو سکتی ہے۔ الغرض تاریخی شواہد نقلی براہین کے علاوہ رافضی کردار کا ہر لمحہ اس حقیقت کو نکھارتا جاتا ہے۔ کہ امامیہ دین کا کل سرمایہ دجال کی نصرت و اعانت کیلئے ہی تیار کیا جا رہا ہے۔ واقفان احوال کے ان ارشادات کے بعد مزید تسلی کیلئے ایک بار پھر رحمت عالم ﷺ کے ارشادات کو ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث حذیفہؓ نے تقیہ کی چادر کھسکا دی!

یہ بات ہر ایماندار شخص جانتا ہے کہ محسن انسانیت ﷺ نے آنے والے حالات سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اچھی طرح سے آگاہ فرما دیا تھا قرب قیامت کے احوال کو اتنا واضح اور صاف طریقے سے بیان فرمایا کہ کوئی بھی شخص جو رتی بھر عقل رکھتا اور اس سے کام لیتا ہو وہ سچے اور جھوٹے میں اچھی طرح فرق اور امتیاز کر سکتا ہے۔

بہت سارے گمراہ فرقے دین کے لبادوں میں چھپ کر دینِ حق کی جڑیں کاٹنے اور اس کا حلیہ بگاڑنے کی کوششوں میں مصروف رہے ہیں۔ مبارک اور عظیم المرتبت ہستیوں کی محبت کے دعوؤں اور پرفریب حب آل رسول کے نعروں میں

اب بھی اس بات میں کوئی شبہ رہ گیا ہے کہ باڑوں کی تین وقتہ حاضری اور تین وقت کی نماز کی ادائیگی پر اصرار کرنے والے لوگ کون ہیں؟ ذرا حدیث پاک کے ان الفاظ پر تعصب کی عینک ہٹا کر نظریں ڈالو اور پڑھو تو!

"حق علی اللہ ان یحشر ھما مع الدجال"

حدیث کے یہ آخری الفاظ تین وقتہ نمازوں کیلئے تبرائی اذان نشر کرنے والوں کی حقیقت اتنی واضح کر رہے ہیں کہ کوئی عقل دشمن ہی ہوگا جو اس وضاحت کے بعد بھی باڑوں والوں کا صحیح پوزیشن معلوم نہ کر سکے ورنہ ہر شخص پر روز روشن کی طرح ان کی اصلیت واضح ہوگئی ہے۔لو اب فرقہ واریت کا طعنہ دینے والوں کی زبانیں بھی بند ہوگئیں کہ جن فرقوں کو کچھ محبانِ دین ووطن علمائے ملت نے دشمن حضرت مہدی قرار دیا تھا اور بتایا تھا کہ یہ لوگ حضرت مہدی کے نہیں بلکہ دشمن مہدی کے حمایتی اور اس کے جاسوس ہیں یہ بات ان کی اپنی نہیں بلکہ اس کائنات کے سب سے بڑے سچے محبوب ﷺ کی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سمجھا گئے کہ میری آل سے محبت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے ایسے بھی ہوں گے جو اپنے باڑوں میں تین وقت اذان دیکر اعلان کریں گے کہ نمازیں تو صرف تین وقت ادا کی جاتی ہیں، لہٰذا یہ لوگ آل رسول کے دشمن حضرت مہدی کے مخالف اور دجالی ٹولہ کے رفقاء ہوں گے۔آل رسول سے جھوٹی محبت کے دعوی کو سچ سمجھ کر کہیں تم بھی راہ حق سے بھٹک نہ جانا۔اب جس کی قسمت میں ہوگا وہ تو اس حدیث سے روشنی پا کر تقیہ کی تاریکی میں ایمان برباد نہ کرے گا جس کو رسول اکرم ﷺ کی ذات اطہر پر اعتماد نہ ہو تو وہ اگر اس دشمن اسلام فرقہ کو اسلام کا واحد ٹھیکے دار کہتا بھی رہے تو ایسے شخص کی زبان کون پکڑ سکتا ہے۔ البتہ حضرت

حذیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ پیغام موصول ہونے کے بعد بھی جو ایسے فرقے کو مومن تسلیم کرے گا وہ یا تو انہیں کا ایک فرد ہے جو محض تقیہ کر کے مسلمانوں میں گھسا ہوا ہے اور یا پھر وہ دجالی کونسل کا ممبر کسی خاص مشن پر مامور شخص ہے جو الکفر ملتہ واحدہ کے ضابطہ کے تحت ان کی حمایت کر رہا ہے۔ ارباب نظر کی خدمت میں ایک بار پھر عرض کیا جاتا ہے کہ وہ اس روایت کو بغور ملاحظہ فرمائیں جس میں اللہ کے سچے پیغمبر نے تقیہ کی تاریکیوں سے باہر نکال دیا ہے۔ روایت میں حرف ۳ وقتہ نماز کا ہی ذکر نہیں بلکہ تبرا بازی کی اس فضیلت کی طرف بھی اشارہ ہے جو امامیہ کا شیوا اور خاص مشغلہ ہے۔ چنانچہ امامیہ فرقہ کی عادت سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ محبوبان خدا سے انہیں کس درجہ بغض وعناد اور عداوت ہے کہ ان کے بھلے کام بھی تبرائی دماغوں کے گند خانے میں بُرے شمار ہوتے ہیں۔ ہر خاص و عام ۳ وقتہ نمام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کے رافضی رویے سے واقت ہے۔ شاید اسی لئے نبیء رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی انہیں دو عام عادتوں کا ذکر فرما کر وضاحت فرمائی کہ کہیں غلط فہمی یا حضرت مہدی کے نام سے دھوکہ دینے والوں سے کوئی بے خبر نہ رہے۔ چنانچہ ان کو دجال کا لشکری بنا کر واضح کر دیا کہ جس کا وہ انتظار کر رہے ہیں وہ کون ہے؟

شب پندھویں شعبان کا پرچی نامہ

شعبان کی پندرہ تاریخ کو عام طور پر سمندر کے کناروں اور دریاؤں کے پاس مخلوط مخلوق کا اچھا خاصا رش پایا جاتا ہے۔ یہ رش محض تفریح میلے کا نہیں بلکہ ایک خاص مذہبی عبادت اور دینی فرض کی ادائیگی کا ہوتا ہے۔ اس عبادت میں مرد، عورتیں،

بوڑھے، جوان اور بچے سب شریک ہوتے ہیں۔ اس شام ہیڈوں، دریاؤں اور نہر کے پلوں اور ساحل سمندر پر عید کا سا سماں ہوتا ہے۔ وہاں قلم دوات لئے مجتھد وذاکر اور عامل صاحبان زعفران سے قائم الزمان کے نام خطوط پرچیوں پر لکھ کر آٹے میں گولیاں بنا بنا کر فروخت کر رہے ہوتے ہیں۔ مختصر اور مفصل مختلف پرچیاں حسب قیمت خرید کر لوگ دریا میں ڈال رہے ہوتے ہیں۔ جاننے والے تو جانتے ہیں کہ پرچیاں اور دریا، سمندر میں ان کا ڈالا جانا کیا ماجرا ہے البتہ نہ جاننے والوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اس شام امام زمانہ صاحب الامر اور قائم آل رسول کے نام ملت رافضیہ خط لکھ کر تحریری رابطے کی کوشش میں ہوتی ہے۔ حسب ذوق لوگ اپنی اپنی مراد، گزارشات اور درخواستیں صاحب الامر کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں اس یقین کے ساتھ کہ دریا یا سمندر میں ڈالی جانے والی یہ پرچی اور ہمارا یہ خط ضرور ہمارے مرشد اور آقا تک پہنچ کے رہے گا۔ اس لئے ہر شخص اس خط میں بھرپور محبت، عقیدت چاہت اور پرخلوص جذبات فدائیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

لکھنے والے عامل صاحبان بھی اظہار محبت کو لکھنے کے بعد اپنے حق الخدمت کا سوال کرتے ہیں۔ یوں وہ بہت تھوڑے وقت میں اپنی معیشت کو کافی حد تک مستحکم کر لیتے ہیں۔ ہمیں اس کا علم تو نہیں کہ اس شام لکھے گئے خطوط میں کسی کا جواب کسی کو وصول ہوا یا نہیں اور جواب ملا تو کس ذریعے سے ملا۔ ہاں اتنی بات ہے کہ یہ خطوط لکھنا ان کے مذہبی احساسات کا حصہ ہے۔ لہٰذا وہ اسے عبادت کے طور پر ہی بجا لاتے ہیں۔ ہمیں اس سے بھی کوئی غرض نہیں کہ وہ ایسا کس دلیل سے کرتے ہیں اور کس غرض سے کرتے ہیں کیونکہ یہ ان کی مذہبی رسم ہے۔ وہ اپنے پیشوا کو صدائیں دیتے ہیں سو

دیتے رہیں البتہ ایک بات قابل غور ہے کہ ان کا وہ مقتدا جس کو امامی فرقہ اپنا صاحب الامر مانتی اور جانتی ہے اس کے بارے میں عامۃ الناس کو بتایا جاتا ہے کہ وہ چار پانچ ماہ کی عمر میں جس غار میں جا پہنچا تھا امامی فرقہ کے مجتہدوں کا بیان ہے کہ وہ غار سرامن رائی ہے جسے سامرا بھی کہتے ہیں اس غار کا محل وقوع عراق ہے۔ وہ غار نہ دیار میں ہے نہ سمندر میں لہٰذا غار میں قیام پذیر امام کو خط بھیجنے کیلئے دریا یا سمندر کو ڈاکخانہ بنانے کی آخر کیا وجہ ہے؟ یہ پرچیاں غاروں میں یا پہاڑوں میں ڈالی جاتیں تو کہا جا سکتا تھا کہ ان غاروں یا پہاڑوں کا کسی وجہ سے باہمی رابطہ ہوگا جس کے سبب یہ پرچیاں، خطوط اور ڈاک وہاں تک پہنچ جاتی ہوگی مگر سمندر اور غار میں نہ بظاہر مناسبت ہے اور نہ ہی ان دونوں کے درمیان رابطے کی کوئی وجہ، پھر پوری امامیہ پارٹی جو اس شام پرچیاں لکھوانے کیلئے ٹوٹ پڑتی ہے آخر اس کا سبب کیا ہے؟ صرف سمندروں دریاؤں پر ہی اپنے امام کو آوازیں دینے اور جلدی تشریف لانے کی گزارش کرنے کا کیا مطلب۔

ایک اہم واقعہ

کافی غور کیا مگر کوئی معقول بات یا دلیل اس بات پر نہ مل سکی کہ یہ خطوط بذریعہ سمندر سامرا غار تک کس طرح سے پہنچتے ہیں۔ جب سلسلہ جستجو شروع کیا اس جستجو کے ضمن میں قرب قیامت کے احوال کا جائزہ لینے کیلئے مطالعہ شروع کیا تو دور حاضر کے واجب التکریم محترم مفتی ابولبابہ صاحب کی دجال کون ہے؟ کتاب نظر سے گزری جس میں ایک روایت کے حوالے سے واقعہ لکھا تھا۔ یہ واقعہ حدیث کی کتابوں میں پڑھا تو پہلے بھی تھا مگر اب کی بار اس پر نظر پڑی تو یوں لگا جیسے کوئی مشکل حل ہوگئی

ہو حضرت مفتی صاحب نے ایسے خوبصورت انداز میں حدیث پاک کو نقل کیا ہے کہ عام آدمی کو پورا واقعہ بڑی آسانی کے ساتھ سمجھ آسکتا ہے۔

قارئین کرام! حضرت مفتی صاحب طال اللہ عمرہ وحفظہ کے قلم سے لکھا ہوا حدیث پاک کا بیان فرمودہ قصہ ملاحظہ فرمائیں۔

جن امور کا تعلق غیبیات یا ماوراء الطبیات سے ہوتا ہے۔ اس میں ہمارے پاس واحد ذریعہ معلومات وحی ہے۔ انسانیت کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ جن چیزوں کو مشاہدے اور ذاتی تحقیق سے دریافت نہیں کر سکتے۔ ان کے بارے میں ایسے ذریعے پر اعتماد کرے جو مستند بھی ہو اور تسلی بخش بھی۔ اور یہ ذریعہ عقل نہیں، وحی ہے۔ وحی کے نور کے بغیر عقل گمراہ ہے اور گمراہی تک لے جانے والی ہے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام وہ ہستی ہیں جنہیں زمانہ جاہلیت کے شدید دشمنی رکھنے والے مخالفین نے بھی ''الصادق الامین'' کا لقب دیا۔ آپ ﷺ نے زندگی بھر کبھی بھی کسی طرح کا جھوٹ نہیں بولا۔ لہٰذا آپ ﷺ کی بتائی ہوئی اطلاعات سے زیادہ مستند ذریعہ معلومات انسانوں کے پاس کوئی اور نہیں۔ آیئے! دنیا کی سب سے سچی اور سب سے زیادہ قابل اطمینان زبان سے پوچھتے ہیں کہ ''دجال کہاں ہے'' یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ خود اسی حدیث شریف میں جس میں دجال کے موجودہ مقام کا تذکرہ ہے ذکر ہے کہ آپ ﷺ کی پیشگوئی کی تصدیق آپ کی حیات مبارکہ میں ہوگئی تھی جس پر آپ ﷺ نے خوشی اور مسرت کیا اظہار فرمایا۔

''جب اللہ کے رسول ﷺ نماز پڑھ چکے تو وہ ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور

مسکراتے ہوئے فرمایا۔ ''تمام لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہیں۔ پھر فرمایا۔ جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟' لوگوں نے کہا'' اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا۔'' اللہ کی قسم! میں نے تمہیں نہ تو کسی چیز کا شوق دلانے کیلئے جمع کیا ہے اور نہ کسی چیز کے ڈرانے دھمکانے کیلئے اکٹھا کیا ہے بلکہ میں نے تمہیں یہ بتانے کیلئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری پہلے عیسائی تھا وہ آیا اس نے بیعت کی اور اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس نے مجھے ایسا واقعہ سنایا جو ان باتوں سے تعلق رکھتا ہے جو میں تمہیں دجال کے بارے میں بتایا کرتا ہوں۔

اس نے مجھے بتایا کہ وہ لخم اور جذام قبیلہ کے تیس آدمیوں کے ہمراہ ایک بحری جہاز میں سمندر کے سفر پر روانہ ہوا۔ سمندر کی لہریں مہینہ بھر انہیں ادھر ادھر دھکیلتی رہیں یہاں تک کہ وہ ایک جزیرے میں پہنچ گئے اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ وہ ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے جب وہ جزیرے میں داخل ہوئے تو ان کو ایک جانور ملا جس کے جسم پر بہت سے بال تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے انہیں اس کے آگے پیچھے کا کچھ پتہ نہ چل رہا تھا۔ انہوں نے کہا' تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں جساسہ ہوں انہوں نے پوچھا'' یہ جساسہ کیا چیز ہے؟'' اس نے کہا کہ'' اے لوگو! خانقاہ میں موجود اس آدمی کی طرف جاؤ وہ تمہاری خبریں سننے کا بڑے تجسس سے انتظار کر رہا ہے۔''

بیان کرنے والا بتاتا ہے کہ جب اس نے آدمی کا ہم سے ذکر کیا تو ہمیں خوف لاحق ہوا کہ یہ جانور شیطان نہ ہو پھر ہم تیزی سے چلے اور خانقاہ میں داخل ہو گئے وہاں ہم نے بھاری بھر کم قد کاٹھ کا ایک آدمی دیکھا جس کے گھٹنوں سے ٹخنوں

تک بندھی ایک لوہے کی زنجیر تھی اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے تھے۔ہم نے پوچھا ''تیراناس ہو تو کیا چیز ہے؟'' اس نے کہ ''میرا پتہ تمہیں جلد چل جائے گا۔ یہ بتاؤتم کون ہو؟'' ہم نے کہا کہ ہم عرب سے آئے ہیں۔

ہم جہاز میں سوار ہوئے سمندر میں طوفان آ گیا مہینہ بھر لہریں ہمیں دھکیلتی رہیں یہاں تک اس جزیرے کے کنارے لے آئیں۔ہم کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے۔یہاں ہمیں ایک جانور ملا جس کے جسم پر بہت بال تھے۔بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ہم نے اس سے پوچھا ''تیراناس ہو تو کیا چیز ہے؟'' اس نے کہا میں جساسہ ہوں'' ہم نے پوچھا ''یہ جساسہ ، کیا چیز ہے؟'' اس نے کہا ''خانقاہ میں موجود آدمی کی طرف جاؤ وہ تمہاری خبریں سننے کا بہت شوق سے انتظار کررہا ہے۔ہم تیزی سے تمہاری طرف آئے اس ڈر سے کہیں یہ شیطان نہ ہو۔''

اس نے کہا کہ ''مجھے بیسان کے نخلستان کا حال بتاؤ۔ہم نے کہا کہ اس نخلستان کے بارے میں کون سی بات پوچھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس کے درختوں پر پھل آتے ہیں یا نہیں؟ ہم نے کہا ''ہاں!'' اس نے کہا کہ مجھے طبریہ کی جھیل کے بارے میں بتاؤ۔'' ہم نے پوچھا ''اس کی کون سی بات جاننا چاہتے ہو؟'' اس نے کہا ''کیا اس میں پانی ہے؟'' ہم نے کہا ہاں! اس میں بہت پانی ہے۔'' وہ بولا ''اس کا پانی بہت جلد ختم ہو جائے گا۔'' پھر اس نے کہا ''مجھے زغر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ۔'' ہم نے پوچھا ''کون سی بات معلوم کرنا چاہتے ہو؟'' زنجیر میں جکڑے آدمی نے کہا۔''کیا چشمے میں پانی ہے؟ اور لوگ اس پانی سے کھیتوں کو

سیراب کرتے ہیں؟ ہم نے کہا ''اس میں بہت پانی ہے اور شہر کے رہنے والے اس سے کھیتوں کی آبیاری کرتے ہیں۔'' پھر اس نے پوچھا '' مجھے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتاؤ اس نے کیا کیا ہے۔'' ہم نے کہا کہ وہ مکہ سے نکل کر یثرب (مدینہ) میں آ گئے ہیں'' اس نے پوچھا کیا عربوں نے اس کے ساتھ جنگ کی؟'' ہم نے کہا ''ہاں'' اس نے پوچھا ''اس نے ان کے ساتھ کیا کیا؟'' ہم نے بتایا کہ وہ اردگرد کے عربوں پر غالب آ چکے ہیں اور انہوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے۔'' اس پر اس نے کہا '' کیا واقعی ایسا ہو چکا ہے؟'' ہم نے کہا ''ہاں'' اس پر اس نے کہا '' ان کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ اس کی اطاعت قبول کر لیں۔ اب میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں دجال ہوں مجھے عنقریب خروج کی اجازت مل جائے گی''۔

(صحیح مسلم حدیث 7208' روایت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا)

(دجال کون ص 73,170 از مفتی ابولبابہ صاحب)

لرزہ خیز انکشاف

محترم قارئین کرام! حدیث بالا کو غور سے ملاحظہ فرمائیں تاکہ حقیقت حال جاننے میں کوئی دقت نہ رہے۔ حدیث پاک میں بیان فرمودہ اس واقعہ سے صاف صاف یہ معلوم ہو رہا ہے کہ دجال کا مسکن اور اس کا بسیرا سمندروں کے کسی جزیرے میں ہے اور اس تک پہنچنے کا طریقہ وہی ہے جو حضرت تمیم داری نے اختیار کیا یعنی سمندری راستہ عبور کرنے کے بعد سمندروں کے کسی مقام پر ہی جا کر اس سے رابطہ کیا جا سکتا ہے اب پندرہ شعبان کی شب لکھی جانے والی پرچیوں کے بارے میں ذرا غور فرمایا جائے کیا ایسا تو نہیں کہ سمندروں میں پرچیاں لکھ کر جسے صدائیں دی جاتی ہیں

وہ غار والا نہ ہو بلکہ اس کا تو صرف نام ہی لیا جاتا ہو تا کہ پردہ داری قائم رہے۔ بلکہ احوال عالم لکھ کر اسی سمندری جزیرہ میں زنجیروں میں جکڑے قیدی کے نام یہ محبت نامے یا جاسوسی نامے لکھے جاتے ہوں؟

تا کہ کسی کو پتا بھی نہ چلے اور اپنا مطلب بھی حل ہو جائے اللہ تعالی نے جن کو فراست وعقل دی ہوئی ہے وہ تو ضرور غور فرمائیں گے اور یقیناً جان گئے ہوں گے کہ حقیقت حال کیا ہے ورنہ اتنی موٹی سی بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ سر من رائی کی غار نہ تو سمندروں میں ہے اور نہ ہی سمندری مخلوق وہاں آ کر بسیرا کرتی ہیں ایسا بھی نہیں کہ سمندر کی مچھلیاں یا وہاں کے جانور آٹے کی وہ گولیاں کھا کر سیدھا سامرا کی غار میں جاتے ہوں اور وہاں قے کر کے یا کسی دوسرے طریقے سے اس آٹے والی گولی یا اس میں چھپایا ہوا خط نکال کر قائم الزماں کی خدمت میں پیش کرتے ہوں اور پھر پیدل یا کسی چیز میں سوار ہو کر واپس آ جاتے ہوں کہ عقلاً ونقلاً اس کی کوئی دلیل موجود ہیں۔

سمندری قیدی کا نظام جاسوسی

البتہ جزیرہ میں قید ہونے والے کا جو جاسوسی نظام ہے۔ اس کا پتہ اسی تمیم داری کی روایت سے چلتا ہے کہ جب تمیم داری اس جزیرہ میں داخل ہوئے جہاں وہ قیدی قید ہے تو وہاں ان کو بھاری دم اور کثیر بالوں والا جانور ملا جس کے بالوں کی کثرت کی وجہ سے یہ حضرات اس کا آگا پیچھا معلوم نہ کر سکے اس سے پوچھا تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے اس نے کہا کہ میں جاسوس ہوں۔

(مسلم ص454، ج2، ابوداؤد، ج2، ص246)

جس کا جاسوسی نظام سمندر میں پھیلا ہوا ہو اسی کے بارے میں توقع رکھی جا

سکتی ہے کہ وہ اس طرح سے زمینی حالات کا جائزہ لیتا اور خبر دار ہوتا ہو گا یہ عین ممکن ہے کہ یہ پرچیاں اور سمندر میں ڈالی جانے والی آٹے کی گولیاں کسی واسطہ سے اسی تک پہنچتی ہوں کیونکہ سمندروں پر تخت لگانے کا تذکرہ یا تو شیطان کیلئے آیا ہے کہ وہ سمندر پر اپنا تخت لگاتا اور دنیا میں برپا کئے جانے والے فساد کا جائزہ لیتا ہے کہ کس نے اس کے مشن کے لیے زیادہ کام کیا اور کس کی محنت اس کے نزدیک قابل قدر نہیں ہوئی چنانچہ بعض فسادیوں کو وہ اپنے خاص قرب سے نوازتا ہے اور دوسروں کو ایسا قرب نہیں ملتا یا پھر اس سمندر میں قید کئے جانے والے کا ذکر تمیم داری کی اس روایت میں موجود ہے جو مسلم شریف وغیرہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے لہٰذا سمندر میں پرچیاں ڈالے جانے کی معقول وجہ یہ نہیں ہوسکتی کہ یہ پرچیاں اس غار میں موجود قائم آل محمد کی خدمت میں پیش کی جائیں گی کیونکہ یہ نظریہ رکھنا عقل دشمنی کے سوا کچھ نہیں۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ بہتے پانیوں میں ڈالے جانے والے خطوط ان بہتے پانیوں سے چھلانگ لگا کر پہاڑی سلسلے کو عبور کرتے ہوئے غار میں تشریف لے جائیں اگر کوئی ایسا دعویٰ کرتا ہے تو یہ ایسا دعویٰ ہو گا جس کی کوئی سند نہ آسمان سے رب نے اتاری ہے اور نہ کسی فرستادہ خدا نے اسے بیان فرمایا ہے۔

تمیم داری کی روایت کا ایک اور اہم فائدہ مسلم شریف کی مذکورہ روایت میں یہ ہے کہ وہ جاسوس جو راستے میں ملا تھا اس نے اپنے آقا کے پاس ان کو بھیجتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ جلدی جاؤ وہ تمہاری خبروں کا بڑا مشتاق ہے جب یہ حضرات اس قیدی کے پاس پہنچے تو اس نے دنیا میں پیش آنے والے اہم حالات کے بارے میں پوچھا گویا وہ دنیا کے حالات سے پوری طرح باخبر رہنے کیلئے بھرپور جدوجہد میں مصروف

ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دنیا کے احوال سے باخبر رہنا چاہتا ہے تو اس نے جو جاسوسی کا جال بچھایا اور دنیا میں اپنا جاسوسی نظام قائم کیا ہوگا تو ضرور اس نے اس کام کیلئے پہلے سے آزمودہ اور تربیت یافتہ لوگوں کی خدمات حاصل کی ہوں گی کیا ایسا تو نہیں کہ یہ پرچیاں اور اس میں لکھے جانے والے خاص اور کوڈ ورڈ قسم کے الفاظ دراصل دنیا کی جاسوسی ہوں اور یہ خط لکھنے والی قوم اس طرح سے اپنے مقتدا کو دنیا کے احوال سے پوری طرح باخبر کر رہے ہوں۔

اور سال بھر کی پوری کاروائی کوڈ الفاظ میں بتائی جا رہی ہو۔ لوگ تو یہی سمجھ رہے ہوں کہ وہ اپنے امام اور مقتدا سے راہ ورسم قائم کر رہے ہیں۔ اور یہ کہ ان کی محبت میں مرے جا رہے ہیں حالانکہ یہ دائیاں دکھا کر بائیاں مار رہے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں؟ اس قوم کے ماضی پر نظر ڈال لی جائے تو راقم کی طرح ہر سمجھدار یہی کہنے لگے گا کہ اس میں شک کی بات نہیں یقین کی ہے کہ اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلنے والی یہ قوم پھر سے ملت اسلامیہ کو کسی بڑے خطرے سے دوچار کرنے کے لیے پر تول رہی ہے۔ جس کا نقصان بہت ہی خطرناک اور ناقابل برداشت ہوگا۔

ماضی کا دریچہ

یہ تو کوئی ضروری نہیں کہ ہر دریچہ پڑھ کر بندہ مسکرا پڑے اور کراری باتوں سے بے تاب ہو کر مارے خوشی کے اوپر نیچے کے آٹھوں دانت دکھائی دینے لگیں کبھی یوں بھی تو ہوتا کہ کسی دریچہ کو بتاتے بتاتے ذرا سا تیز مصالحہ پڑ جائے تو سی سی ہونے لگتی ہے اور ناقابل برداشت صدمہ کی وجہ سے آنکھیں آنسو بہانے لگتی ہیں۔ ماضی

کا یہ دریچہ بھی کچھ ایسا ہی ہے جس دریچہ میں صلاح الدین پر قاتلانہ حملے کرنے والے حشیشین، نورالدین زندگی کو زہر دینے والے فاطمیین، بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجھوا دینے والا ابن علقمی عباسی حکمرانوں کو تہس نہس کرنے والے بنو بویہ حضرت زید شہید سے غداری کرنے والے رافضی اور اس جیسے لوگوں کی شکلیں دکھائی دیتی ہیں ذرا پرے جا کر دیکھیں تو کربلا کی سرزمین میں میسّب بن نخبہ فزاری عبداللہ بن سعد ازدی وغیرہ کی غداری نیم برہنہ ناچ رہی ہے ذرا قریب لوٹیں تو میر جعفر، میر صادق جیسے ننگ ملت ننگ وطن کا مکروہ چہرہ دکھائی دیتا ہے اور دور نہ جائیں وطن عزیز کا چپہ چپہ شاہد ہے ذرا بتاؤ تو! یہ ہزاروں نہیں لاکھوں ایکڑ اراضی انگریزوں سے ملت رافضیہ کو کس صلے میں نصیب ہوئی؟ انہیں کرنلوں کے خطاب کس کے صدقے حاصل ہوئے۔ اسی سبب سے ناں؟ کہ یہ میدان میں ''یا غداری مدد'' کا نعرہ مستانہ لگاتے ہوئے کود جاتے تھے اور پھر ملت اسلامیہ کے جتھوں کے جتھے برباد کروانے سے پہلے نہ لوٹتے تھے۔

آخر وہ کون سا دور ماضی میں گزرا ہے جس میں عین نازک موقعہ پر ملت رافضیہ نے ملت اسلامیہ کی پیٹھ میں چھرا نہ گھونپا ہو۔ ذرا تم ہی بتاؤ صدام کو گرفتار کروانے والا کون تھا عراق میں امریکی فوج کیلئے کس نے راہ ہموار کی؟ افغانستان میں خلافت اسلامیہ کی تباہی میں کس نے امریکی طیاروں کو ایندھن فراہم کیا؟ اور تو اور محسن ملت اسلامیہ، محسن وطن عزیز محترم جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان (اللہ ان کو سلامت رکھے) کے راز کس نے آؤٹ کئے؟ کیا یہی احسان کا بدلہ ہے؟ اے اللہ کے بندو خدا کے لئے سوچ جو اپنا جگر کاٹ کر دے تم اسے دشمنوں کے پنجوں میں جکڑا دو گئے؟ لیکن بات یہ ہے کہ اس قوم پر اعتماد کرنے والا نقصان سے بچ بھی کیسے سکتا

ہے۔ بلاشبہ ڈاکٹر عبدالقدیر اسلامی برادری کا محسن اور اسلامی ایٹم بم کا موجد ہے مگر انہیں ان کی سادگی نے آزمائش کے ایام گزارنے پر مجبور کردیا ڈاکٹر صاحب بڑے ذہین فہیم ہوں گے مگر نواسہ رسول ﷺ سے بہرحال کم ہی ہوں گے۔ جب نواسہ رسول ﷺ ان رافضیوں کے دھوکوں سے دامن نہ بچا سکے تو کوئی دوسرا کیسے بچا سکتا ہے۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ اس قوم کا شروع سے تا ابد کردار اور شیوہ یہی رہا ہے کہ وہ غداری اور مکروفریب میں اپنے اپنے دور کے یکتا و روزگار رہے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ سچ فرماتے ہیں کہ رافضی قوم کبھی مسلمان قوم کی وفادار نہیں ہوسکتی ہر مشکل موڑ پر انہوں نے ہمیشہ کفار کا ساتھ دیا ہے نہ کہ مسلمانوں کا۔ بھولی قوم اور غفلت میں ڈوبی ملت اسلامیہ ہے جو کہ دھوکہ پے دھوکہ کھائے جارہی ہے اور پھر بھی ان کے جھوٹے دعوؤں پر اعتبار کر کے اپنی سادگی کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔ قارئین کرام ہم یہاں تاریخ یا گزرے حالات پر تبصرہ نہیں کررہے صرف اتنا واضح کرنا چاہتے ہیں کہ دریچہ ماضی میں جو کریہہ شکلیں غداری کے تمغوں سے نوازی گئی ہیں ان میں یہ قوم سرفہرست ہی نہیں اس فن میں امامت وقیادت کے منصب پر فائز ہے۔

جاسوسی کے دو آلے

اگر یہ عرض کیا جائے کہ یہ قوم کوئی مذہب نہیں بلکہ اسلام پر حملہ آوروں کا جاسوسی ونگ ہے تو یہ بے جا نہ ہوگا اس لئے کہ عام مشاہدہ میں اس کی بہت ساری مثالیں دستیاب ہیں۔ یہاں اس کی تفصیل بیان کرنا مشکل ہے۔ البتہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جاسوسی کے دو مضبوط ستونوں سے آگاہ کردیا جائے۔

نمبرایک جاسوسی کا مضبوط ستون اپنے مذہب سے والہانہ لگاؤ ہے اس راہ میں آدمی کو کبھی جان تک کی بازی لگانی پڑتی ہے اور اتنی بڑی قربانی انسان ایسے مذہب کیلئے دے سکتا ہے جس کے ساتھ اس کا انتہائی لگاؤ ہو۔ ورنہ اس میدان میں کامیابی کا امکان بہت کم ہے۔

نمبر دو جبکہ دوسرا ستون اپنی اصلیت کو چھپانا اور بالکل ظاہر نہ ہونے دینا ہے۔

اگر اس میں بے احتیاطی برتی گئی تو جان تلف ہونے کا خطرہ سر پر کھڑا ہے پس ان دونوں ستونوں کو مضبوط رکھنے کیلئے متعہ اور تقیہ کے دو نظریے ایجاد کیے گئے متعہ سے وہ اپنی مذہبی ضروریات پوری کرتے ہیں کہ یہودی مذہب جس حیا سوز اور غیرت کش خیالات کا نام ہے وہ ارباب علم سے مخفی نہیں جبکہ اپنے فرض کی ادائیگی آسان تر بنانے کیلئے تقیہ کو دین کا ایسا حصہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ شخص جو اس مرغوب عمل سے پہلوتہی اختیار کرے اسے بے ایمان کہا جاتا ہے۔''لا دین لمن لاتقیة له'' کہ اس شخص کا کوئی دین ہی نہیں جو جھوٹ نہ بولے تقیہ نہ کرے یعنی وہ شخص اس جاسوسی مشن میں رکھے جانے کے قابل نہیں جو تقیہ کے ذریعے دھوکہ دینے کا ماہر نہ ہو یا اس فراڈ بازی سے کسی وقت علیحدگی اختیار کرے اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ مذہب نظریاتی بنیادوں پر کوئی باقاعدہ مذہب نہیں ہے بلکہ یہ طبقہ ایک جاسوسی مشن کا کردار ادا کر رہا ہے جیسا کہ ماضی میں بھی یہی کردار ان کی طرف سے ادا کیا جاتا رہا ہے۔ اگر اس نظیریے کو سامنے رکھ کر اس مذہب کا مطالعہ کیا جائے تو مزید حقائق کھلتے اور بات نکھرتی چلی جائے گی اور یہ شک وہم بن کر ہوا میں اڑ جائے گا کہ آخر یہ لوگ

ازواج پیغمبر اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حد سے تجاوز کیوں کر گئے کہ کوئی سکھ اور یہودی بھی اس طرح سے ان نفوس قدسیہ کے خلاف زبان درازی نہیں کر سکا۔ جس طرح سے یہ لوگ زبان درازی میں تمام حدود کو کراس کر چکے ہیں۔ جب یہ نظریہ سامنے ہوگا تو خود بخود معاملہ صاف ہو جائیگا کہ یہ لوگ ہر اس شخص کے خلاف رپورٹ لکھیں گے جو ان کے مذہب اور نظریے کی ویرانی میں زیادہ کارگر ثابت ہوا ہوگا اس لئے جو صاحب یا جو مجاہد جتنا زیادہ اسلام کی اشاعت اور کفار کی بربادی کا باعث ہوا وہ اتنا زیادہ ہی ان جاسوسوں کے نشانے پر اور زبان درازی کا شکار ہوگا۔

بہر حال امید کی جاسکتی ہے کہ مذکورہ بالا گزارشات سے کسی حد تک یہ بات کھل گئی کہ حضرت محمد بن عبداللہ المہدی تو ایک ہی ہیں اور ملت اسلامیہ اور امامی فرقہ کے مابین جو دو مہدیوں کا سلسلہ چل رہا تھا اور یہ تاثر دیا جارہا تھا کہ روافض بھی اسی مہدی پر ایمان رکھتے ہیں جس کی خبر صادق مصدق رسول نے ارشاد فرمائی ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ روافض کا مہدی پر ایمان رکھنے کا افسانہ دراصل حقیقی مہدی کی نیک شہرت سے فائدہ اٹھانے کی ایک کوشش ہے اور بس۔

مختصر پراثر

عنوان کی اہمیت وقت کی ضرورت اور غلط فہمی کے ازالہ کیلئے کوشش تفصیل کی طالب ہے مگر دوسری طرف پڑھنے کا ذوق کمزور سے کمزور تر بلکہ نہ ہونے کے برابر رہ گیا ارادہ تو یہی تھا کہ مختصر طور پر وقت کی اس اہم صدا کو ایسے طور پر لگایا جائے کہ ہر کان میں یہ آواز پہنچ جائے مگر بات کچھ زیادہ بڑھ گئی اس لئے ہم بہت مختصر اور ضروری

نظریات آپ کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں کہ امامیہ لوگ جن کو مہدی کہتے ہیں وہ کون اور کیسے ہیں ملاحظہ ہو۔

1-امام نے طائر سے فرمایا اس بچے کو لے جاؤ اور اس کی حفاظت کرو۔ وہ مولود کو لیکر پرواز کر گئے. (ہمارا آخری امام ص 41) یعنی وہ پیدا ہوتے ہی فرشتوں کے ذریعے آسمانوں پر اٹھا لئے گئے۔

2-امام مہدی نے پانچ برس کی عمر تک اپنے والد گرامی امام حسن عسکری کے زیر سایہ رہ کر امام کی سرگرمیوں کا محتاط دور دیکھا۔ (ایضاً ص 40) یعنی پیدائش کے بعد دودھ پینے اور بچپن کی ضروریات سے بے نیاز پانچ سالہ عمر کے بچے نے اپنے والد کی زندگی کا مطالعہ کر لیا۔ ارباب علم و دانش امامیہ دین کے مطابق عقل ہونے کو بہت غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ وہ بچہ جس کی عمر ابھی پانی سال ہوئی اور یہ بھی انتہائی عمر ہے ورنہ تو ایک قول کے مطابق ۲ سا کی عمر ہے۔ چلو ۵ سال عمر ہو تب بھی اس کمال کو ملاحظہ فرمائیں۔ کہ اس نے تمام انبیاء کا علم، سابقین کی باقیات، ان کی محتاط زندگی اور پورے علمی سرمایہ سب کچھ کا مطالعہ کر لیا ہے۔ کیا یہ سب عقل کے بالکل مطابق ہے۔؟

3-یہ منصوبہ بنایا کہ امام مہدی کی ولادت کا اعلان نہ کیا جائے (ایضاً ص 47) یعنی یہ بھی ایک منصوبہ بندی تھی۔

4-جعفر بن امام علی نے ------ اپنے بھائی امام حسن عسکری کے بعد امامت کا دعویٰ کیا (ایضاً ص 48)

یہ دعوی بھی کیا کہ امام حسن عسکری کا کوئی شرعی وارث نہیں اور وہ خود امام کے ترکے حقدار ہیں۔

5-نرجس خاتون سے پوچھا گیا تو انہوں نے کسی بچے کو پیدا کرنے سے انکار کیا (ایضاً ص49)

کیا یہ اس بات کی کافی دلیل نہیں کہ جس شیش محل میں امامیہ دین پرورش پاتا ہے۔اس کی بنیاد ہی کوئی نہیں۔

6-امام مہدی کا ظہور۔۔۔۔ حضرت داؤد کی زبور کی آیت نمبر 4 مرموز 97 میں ہے (ایضاً ص52)

آپ جان لیں کہ یہ لوگ مہدی کس کو قرار دیتے ہیں یہودی اپنے رب الافواج (دجال) کو آل داؤد کہتے ہیں۔

7-صرف ایک حضرت علی بن ابی طالب کی ہستی تھی جو کمالات انبیاء کی حامل تھی آپ کے بعد یہ کمالات امام مہدی تک پہنچے (ایضاً ص54) ظاہر ہے کہ جو رب الافواج پر ایمان رکھتے ہیں ان کے نزدیک سارے کمالات اسی ایک میں ہی ہو سکتے ہیں ضرورت تھی کہ ایسی ہستی کو باقی رکھا جائے تمام کے تمام کمالات کا مظہر ہو۔

8-امام مہدی کا وجود ان کی حکومت کے لئے خطرناک تھا (ایضاً ص63)

امریکیوں نے عراق پر دھاوا بول دیا کہ ان کے پاس خطرناک اسلحہ تھا مگر اس کا آج تک اتہ پتہ نہ چلا کہ وہ خطرناک اسلحہ کہاں تھا اور اب کہاں سے بالکل اسی طرح کا پکا پختہ مفروضہ یہ مذکورہ جملہ بھی ہے۔حیرت کی بات یہ ہے کہ امام مہدی کا وجود حکومت کیلئے خطرناک تھا مگر اس کے باوجود امام مہدی بھی رہے اور حکومت بھی رہی اب امام مہدی حکومت کیلئے کیا خطرناک بنتے الٹا حکومت امام کیلئے خطرناک بن گئی اور وہ حکومت کے ڈر سے ایسے غائب ہوئے کہ اس دور کی حکومت گئی۔مگر پھر بھی نہ آئے۔

حتی کہ ایران میں خمینی کی حکومت آ گئی اور وہ پھر بھی نہ آئے۔ بلکہ ساری دنیا کے امامی بلا رہے ہیں۔ مگر وہ ہیں کہ پھر بھی پلٹ کر نہیں آتے۔ اب نا معلوم ان سے حکومت کو کیا خطرہ تھا۔ اسی کہ آج تک وہ کسی کو نظر نہ آئے۔

9- غیبت صغریٰ کا دور ختم ہوا تو اس وقت امام مہدی کی عمر 74 سال کی تھی (ایضاً ص 71) تمام اہل اسلام کو اچھی طرح جاننا چاہیے کہ وہ حضرت مہدی جس کا تعارف اللہ کے نبی ﷺ نے کروایا تھا اس کے ہاتھ پر جب بیعت کی جائے گی تو ان کی عمر چالیس سال کی ہوگی اور اس بات سے انکار کی جرات تو امامیہ کو بھی نہیں۔

10- یوم ولادت سے ظہور تک آپ کی عمر کیا ہوگی! اس راز کو ہمارا پرودگار ہی جانتا ہے۔ (ایضاً ص 104)

اللہ کے پاک حبیب ﷺ نے جو چالیس سال کی عمر میں بیعت والی خبر ارشاد فرمائی تھی اس پر ان کا جو ایمان اور اعتماد ہے وہ آپ بغور ملاحظہ فرمالیں۔ یعنی حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ حضرت مہدی کے ہاتھ پر جب بیعت کی جائے گی اس وقت ان کی عمر ۴۰ برس ہوگی مگر امامی بزرگ کو حضور ﷺ کی زبان پر اتنا اعتماد ہے کہ کہتا ہے کہ یہ راز ہے۔

11- سید حسنی جن کا شجرہ نسب امام حسن تک پہنچتا ہے خروج فرمائیں گے۔ سید حسنی امام عصرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دلائل امامت کا مطالبہ کریں گے...... بلآخر سب کے سب قتل کر دیئے جائیں گے ایضاً ص 107

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی کیا یہ اسی کی سزا ہے کہ اول اولاد حضرت حسن سے امامت چھین لی اور اب خاندان

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ قتال پر یہ اقدام کر رہے ہیں قارئین بغور ملاحظہ فرمالیں یہ ہیں آل رسول کے عاشق اور اولاد نبی کے محبّ۔ ہمارے محترم حضرات کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مہدی کا حسنی سید ہونا بیان فرمایا ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

12-زمین کا سارا نظام آفتاب کے گردش کے تابع ہے اور آفتاب کی گردش اشارہ امام عصر کے تابع ہے۔ (ایضاً ص 108)

دجال کا سورج، بادل اور زمین پر جو تصرف ہوگا ایک طرف اس کو اور دوسری طرف مذکورہ روایت کو رکھ کر ذرا مطالعہ کرو خوب واضح ہو جائے گا کہ امام عصر سے کون مراد ہے۔

13-امام مہدی جزیرہ خضرا میں اپنی اولاد و اصحاب کے ساتھ قیام فرما ہیں اور وہیں سے اعجاز خداوندی سارے کام سرانجام دیتے ہیں۔ اور ہر جگہ پہنچتے رہتے ہیں (ایضاص 111) ارباب انصاف ذرا ایک نظر صہیونی نظریات پر بھی ڈال لیں کہ وہ اپنے المنتظر کے بارے میں جو نظریہ رکھتے ہیں وہ بالکل یہی تو نہیں؟

14-غیبت کبریٰ کے زمانے میں امام مہدی کے مشاہدے (ان کو دیکھنے) کا جو دعویٰ کرے وہ دروغ گو (جھوٹا) ہے۔ (ایضاً ص 112 حق الیقین مترجم ص 342) محترم حضرات ایک طرف اس دعویٰ کو لکھیں اور دوسری طرف انکا یہ قول پڑھیں۔ سینکڑوں افراد اس دور (غیبت کبری) میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے (ہمارا آخری امام ص 112) ان دونوں جملوں میں کتنی مطابقت ہے؟

15-غیبت کبریٰ کے زمانے میں آپ تنہا نہیں ہیں بلکہ شیعان علی کی ایک

جماعت آپ کی خدمت گزاری میں ہر وقت موجود رہتی ہے۔ (ہمارا آخری امام، ص 114) حضرت تمیم داری کی وہ روایت جس میں دجال کا تذکرہ ہے وہ ملاحظہ فرمائیں اس کی خدمت گزاری پر جماعت کے موجود ہونے کی خبر حدیث رسول میں ہے۔

6- مشیت الٰہی یہی تھی کہ امام۔ نظروں سے پوشیدہ رہے۔ (ایضاً ص 120) دوسروں کے قائم المنتظر کو پوشیدہ رکھنے میں بھی الفاظ یہی استعمال ہوئے ہیں۔

17- ایک ایسی دنیا کا تصور انسان کیلئے کتنا زیادہ وجد آفرین، اطمینان بخش اور غرور آمیز ہے جہاں طبقاتی اختلافات نہ ہوں فتنہ و فساد نہ ہو جنگ و خونریزی نہ ہو فقر و تنگ دستی نہ ہو (ایضاً ص 121) امامی مجتہد نے یہاں اپنے قائم الزمان کے کمالات بیان کئے ہیں۔ امام مہدی کے اس طرز حکومت میں بغور ملاحظہ فرمایئے اگر آرام ہی آرام راحت ہی راحت اور سکون ہی سکون ہو تو یہ دنیا جنت ہو گی یا قید خانہ دارالعمل ہو گی یا دارالجزا جائے امتحان ہو گی یا راحت کدہ؟ جبکہ اللہ کے نبی ﷺ نے دنیا کو دارالعمل، قید خانہ اور امتحان گاہ بنایا ہے۔ مزید غور فرمایئے جس کے ساتھ جنت ہو گی اور وہ اپنوں کو نوازے گا یہ اسی (دجال) کی طرف جاتی لکیریں نہیں؟

18- حضرت کے ظہور کے بعد علم کس برق رفتاری سے ترقی کریگا؟ اس زمانے کی علمی ترقی آج تک کی تمام ترقیوں کے مقابلے میں 12 گنا سے زیادہ ہو گی۔ (ایضاً ص 122) یعنی حضور اکرم ﷺ اور باب العلم کے زمانے میں بقول شیعہ علوم کو ترقی نہ ملی نہ ہی لاکھ سے زیادہ صحابہ نے علم کو ترقی کی معراج تک پہنچایا۔ گویا تمام انبیاء اولیاء اور بقول امامیہ 11 امام مل کر 12 ویں امام کی علمی ترقی سے 12 درجے

پہنچے ہوں گے اے کاش کوئی خدا کا بندہ بتائے کہ ان جملوں کا ہر لفظ کسی اور المنتظر کے گھر کا پتہ نہیں دے رہا؟

19- قائم کا ظہور ہوگا خداوند عالم بندوں کے سروں پر ہاتھ رکھے گا جس سے ان کی عقلیں کامل...... ہونگی...... آپ کے وجود کی برکت سے لوگوں کی عقلیں کامل ہو جائیں گی۔ افکار میں وسعت پیدا ہو جائے گی۔ تنگ نظری کا خاتمہ ہو جائیگا۔ (ایضاً)

20- عوام کے درمیان جناب داؤد اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح فیصلہ کریں گے اس موقعہ پر زمین اپنے خزانے اگل دے گی۔ (ایضاً ص 126)

روزانہ نئے خزانے کا انکشاف ہوگا۔ (ایضاً)

21- وہ تمام مسجدیں منہدم کردی جائیں گی جو راستوں پر واقع ہوں۔ (بحار الانوار بحوالہ ہمارا آخری امام، ص 2)

صنعت و ٹیکنالوجی کی ترقی کی بنا پر یہ ممکن ہو جائیگا کہ انسانوں کی حرکات و سکنات پر نظر رکھی جاسکے گی۔ (ایضاً 128)

20- حضرت حجتؑ مسجد الحرام کی موجودہ حدود ختم کر کے از سر نو حد بندی کریں گے۔ (ایضاً ص 132)

21- دوسرا کام یہ کریں گے کہ مقام ابراہیم کو اپنی اصلی جگہ لے آئیں گے۔ (ایضاً 132)

22- تکلیف کے ازالہ کیلئے تاکید کی جائیگی کہ صرف ایام حج میں طواف واجب پر اکتفا کریں۔ (ایضاً ص 133)

23- بنی شیبہ کو گرفتار کر کے ان کے ہاتھ کاٹیں گے اور انہیں مکہ کے بازاروں میں گشت کرا کے بتایا جائے گا کہ لوگ اللہ کے چور ہیں۔ بنی شیبہ وہ قبیلہ ہے جو نسلاً بعد نسل بیت اللہ کے کلید بردار رہے ہیں۔ (ایضاً)

ایک طرف اگر قائم کے زمانہ کا جنت والا منظر پیش کیا جاتا ہے تو دوسری طرف اسے مسجد گراتا، بیت اللہ موجودہ جگہ سے ختم کرتا مقام ابراہیم کو وہاں سے اکھاڑتا دوسری جگہ لے جاتا دیکھایا جارہا ہے صرف یہی نہیں بیت اللہ کے خادموں کو گرفتار کر کے ہاتھ کاٹ کر سر بازار توہین آمیز سلوک اور انہیں چور کہنا نظر آتا ہے کم از کم کوئی مسلمان یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یہ کام کوئی مسلمان بھی کر سکتا چہ جائیکہ حضرت مہدی ایسا کریں صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام تو اغیار کے المنتظر والے ہیں۔

24- ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہہ سکتے ہیں کہ زمانہ رسالت کے بعد اسلامی قوانین کو نفاذ کا موقعہ نہیں ملا (ایضاً ص 174) یعنی حضرت علی سمیت دنیا پر حکومت کرنے والے تمام گزرے لوگ بے دینی پر جمے رہے گویا حضور ﷺ کے دنیا سے جاتے ہی دین بھی چلا گیا۔ کیا یہی اسلام اور اہل اسلام کی دعوت ہے؟ اور اس طرز کے لوگ کس القائم کے منتظر ہو سکتے ہیں؟

25- حضرت حجت کی حکومت میں دو اہم نکات سامنے آتے ہیں جغرافیائی اختلافات کے باوجود ایسے قوانین کی وضع جو ہر ایک پر یکساں نافذ ہو سکیں۔ (ایضاً ص 174) قوانین کی وضع اس جملے میں غور فرمانے والے خوب غور کریں اور بتائیں کہ جو نئے قوانین وضع کر رہا ہے۔ وہ آخری نبی ﷺ کی بھیجی ہوئی مکمل شریعت کو کھلے عام رد کر کے یہ اعلان نہیں کر رہا کہ وہ شریعت نافذ ہے۔

26-ایک ایسا شخص...... جو آل داؤد کی طرح فیصلے کریگا شہادت (گواہی) کا انتظار نہیں کریگا۔ (بحارالانوار ج52 بحوالہ ہمارا آخری امام ص175)

جیسا قائم آل محمد کا ظہور ہو گا وہ حضرت داؤد کی طرح فیصلے کریگا اور گواہوں کا انتظار نہیں کریگا۔ (وسائل شیعہ بحوالہ ہمارا آخری امام ص175)

جب قائم آل محمد کا ظہور ہو گا تو وہ لوگوں میں حضرت داؤد کے مطابق فیصلے کرے گا گواہوں کا محتاج نہیں ہو گا۔ (بحارالافواج ج52 بحوالہ ہمارا آخری امام ص176)

مذکورہ عبارات کو پڑھیے اور آل داؤد والوں کی ترجمان زبانوں کا کمال فریب ملاحظہ فرمایئے کیا اب بھی یہ بات ناقابل فہم ہے کہ جو نیا دین وضع کیا جارہا ہے وہ طریقہ نبوی پر نہیں بلکہ طریقہ حضرت داؤد پر ہے ایسا گروہ بھلا کس المنتظر کا انتظار کر رہا ہو گا۔ آل داؤد والے کا یا کسی اور کا؟

27-ہر طرف مصائب کی بارش ہو رہی ہے، زندگی کی لذت نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ کسی کے پاس دولت نہیں کسی کے پاس مکان نہیں کسی کے پاس دکان نہیں کسی کے پاس ضروریات زندگی اور کسی کے پاس علاج کی ہمت نہیں ہر طرف محرومی ہی محرومی ہے...... امام مہدی کے زمانہ میں غربت و افلاس ختم ہو جائیں گی احساس محرومی کالعدم ہو جائیگا...... غم مسرت میں بدل جائیں گے جہنم نما زندگی جنت نما بن جائے گی۔ (ایضاً ص178-179)

زمانہ مہدی سے پہلے اور بعد کا جو فرق درج بالا جملوں میں نقل ہوا۔ واضح کر رہا ہے کہ یہ ایک طالب دنیا کی طلب ہے ورنہ اہل ایمان دنیا میں طلب عیش و راحت کیلئے نہیں آزمائش کی گھڑیاں گزارنے آیا ہے جبکہ ''الدنیا سجن المومن و جنة

الکافر (الحدیث) کے آئینہ میں دنیا کو جنت بنانے والوں کو جس القائم کا انتظار ہوسکتا ہے وہ بالکل واضح ہے۔

28-امام مہدی کے زمانہ میں جو نصاب تعلیم مرتب کیا جائے گا۔ (ایضاً 182) یعنی نبی پاک کا طریقہ تعلیم نہیں ہوگا بلکہ نئے سرے سے اسے ترتیب دیا جائیگا۔

29-شیعہ۔ظہور امام کے بعد فوج امام کا ہراول دستہ ہوں گے اور اپنی عظمت کی آخری چوٹی پر ہوں گے......شیعہ کا سرافتخار آسمان سے ٹکرائے گا۔ایک شیعہ میں چالیس مرد کی طاقت ہوگی۔(ایضاً ص187)

30-شیعہ شیر سے زیادہ جری اور نیزہ کی انی سے زیادہ تیز دھار ہوں گے ہمارے اعداء کو پاؤں سے رگڑ دیں گے اور ہتھیلوں سے مسل دیں گے...... ہمارے قائم کے زمانہ ظہور میں خوف ہمارے اعاد کے دلوں میں مسلط ہوگا ہمارے شیعہ ہمارے اعداء کو نیزوں سے گرائیں گے تلواروں سے ماریں گے اور قدموں میں پامال کریں گے اہل بیت کا زمانہ ظہور پالیا اگر وہ بیمار ہوگا تو تندرست ہوجائیگا اور اگر کمزور ہوگا تو طاقتور ہوجائیگا...... وہ ہمارے شیعہ کے سروں پر ہاتھ پھیریں گے۔جس سے اس کے دل ودماغ روشن ہوجائیں گے......شیعوں کے دل فولادی ہوں گے اگر پہاڑ سے ٹکرائیں گے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔ہمارے شیعہ زمین کے حکمران اور روئے ارض کے خازن ہوں گے۔(ص188)

بغور ملاحظہ فرمایئے اور فرمایئے دجال کے لشکر کا یہ عکس کامل نہیں؟ فتدبروا یا اولی الابصار

القائم کا دارالحکومت کہاں ہوگا

باوجود ارادہ اختصار کے بات لمبی ہوگئی۔ اپنی اس کاوش کے آخر میں بہت اہم اور قابل توجہ اپنے برادرانِ اسلام کی خدمت میں عرض کرنی ہیں۔ شائد حقیقت حال کی وضاحت میں موثر ثابت ہوسکیں ملاحظہ فرمائیں۔

1- شیعہ جس کو القائم المنتظر اور امام مہدی کے نام سے پکارتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اس کا دارالحکومت مکہ یا مدینہ نہیں ہوگا ملاحظہ فرمایئے۔

(ہمارا آخری امام ص168)

2- دنیا کی عظیم ترین مسجد بلاشبہ وہی ہے جس کے بارے میں اعلان ربانی ہے ان اول بیت وضع للناس یعنی مسجد حرام پھر اس مسجد کے بعد محبوب کائنات ﷺ کی مبارک مسجد ہے جسے مسجد نبوی کہا جاتا ہے مگر امامیہ لوگ جس کو مہدی کہتے ہیں وہ اپنی الگ مسجد کو کہتا ہے کہ وہ دنیا کی عظیم ترین مسجد ہوگی۔ (ملاحظہ ہو ہمارا آخری امام ص170)

3- بقول شیعہ ان کے مزعومہ امام مہدی حضور اقدس ﷺ کی شریعت اور قانون کو نافذ نہیں کریں گے بلکہ وہ اپنی حکومت کیلئے ایسے قوانین وضع کریں گے جو ہر ایک پر یکساں طور پر نافذ ہوسکیں، چنانچہ ''ہمارا آخری امام'' ص 174 پر واضح اعتراف کرتا ہے کہ وہ قوانین کو وضع کریں گے۔

4- بقول شیعہ ان کے مذعومہ امام مہدی حضور اقدس ﷺ کے نصاب تعلیم کو نافذ نہیں کریں گے بلکہ وہ اپنی حکومت میں خود نصاب تعلیم مرتب کریں گے جس میں تربیت کا خاص خیال رکھا جائے گا تا کہ بچہ کامل باپ اور بچی کامل ماں

بن سکے چنانچہ جناب ایوب نقوی صاحب نے اپنی کتاب ''ہمارا آخری امام'' ص 182 پر اس حوالے سے لمبی چوڑی بحث کی ہے ہم بوجہ خوف طوالت اس کو نقل کرنے سے معذور ہیں۔

5- جس کو شیعہ یعنی امام لوگ امام مہدی کے نام سے پکارتے ہیں وہ ایسا دین نافذ کرے گا جو آج تک کبھی بھی زمین پر نافذ نہیں ہوا چنانچہ جناب ایوب نقوی صاحب نے بڑے واضح لفظوں میں کہا ہے کہ ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہہ سکتے ہیں کہ زمانہ رسالت کے بعد اسلامی قوانین کو نفاذ کا موقعہ نہیں ملا۔ (ہمارا آخری امام ص 174) یعنی صحابہ کرام ہوں یا بقول امامیہ ان کے معصوم امام حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دور حکومت میں وہ اسلامی قوانین کو نافذ نہیں کر سکے حتیٰ کہ ایوب نقوی اپنے ایرانی انقلاب کا نام بھی نہیں لے سکا یعنی ایران میں بھی اسلامی قوانین کو نافذ کرنے کا موقعہ نہیں ملا باقی نقوی صاحب کا یہ جملہ ''زمانہ رسالت کے بعد'' یہ بھی محض آنکھوں پر پٹی باندھنے والی بات ہے ورنہ امامیہ تو ڈنکے کی چوٹ پر بھی لکھ چکے ہیں کہ امام مہدی ایسے قوانین وضع کرے گا جو تمام خطہ زمین پر بسنے ولوں پر برابر طور پر نافذ ہو سکیں حتی کہ امام مہدی کے طرز حکومت اس کی اصلاحات، دارالخلافہ، انداز حکومت، تربیت نوع بشر، امن عامہ اور عدل وانصاف کے عنوانات پر امامیوں نے بحث تو خوب کی ہے مگر کہیں یہ نہیں لکھ سکے کہ امام مہدی کو زمانہ رسالت کے تمام قوانین کو نافذ کر دے گا بلکہ ہر عنوان کے تحت مختلف مفروضے تو چھوڑے گئے ہیں زمانہ رسالت کے طرز حکومت کے نفاذ کی خبر نشر نہیں کی جا سکی اب آپ بخوبی جان سکتے ہیں کہ زمانہ رسالت کے قوانین نافذ کرنے کی بجائے جو چند قوانین وضع کریگا وہ کون ہو سکتا ہے اور اس

المنتظر سے کون سا المنتظر واضح علامات کے ساتھ سامنے آتا ہے؟

اے ارباب انصاف بہی خواہان ملک وملت اور فرزندانِ اسلام آپ ہی بتاؤ کہ کس قدر خطرناک اور بدترین طریقے سے اغیار اپنے المنتظر کو ہمارا بنا کر ہمارے سید، محبوب اور فرزندان توحید کے سہرا آل رسول کے چشم و چراغ حضرت سید محمد بن عبداللہ الحسنی المہدی کے خوبصورت نام کی چھتری میں لپیٹ کر ہمارے اپنے پیارے بھائیوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو دھوکہ سے گمراہی کی دلدل میں غرقاب کر رہے ہیں کیا یہ سب کچھ ہوتا رہے؟ کیا اس خطرناک ترین صورت حال میں خاموش رہنے کی گنجائش موجود ہے؟ اگر کوئی گنجائش موجود ہے تو ہمیں بھی بجائے دلیل کے آگاہ فرمانا تاکہ اپنے ضمیر سے آتی بزدلی کی صدا کو روکنے کیلئے اس کے سامنے کوئی دلیل پیش کرسکیں اور اگر امت اسلامیہ کی اجڑتی کھیتی اور دھوکہ فریب کی آسمانوں کو چھوتی بلندی آپ کو بھی ہماری طرح بے قرار کردے تو صدائے حق سے آسمان سر پر اٹھالو تاکہ بے قرار ضمیر کو کچھ قرار آسکے۔ اور اگر یہاں قرار نہ بھی آسکا تو یقین رکھیے اخلاص کے ساتھ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اگر دجالی گروہ سے بچانے کی کوششوں میں مصروف رہے تو ضرور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن محبت میں قرار آہی جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

محمد بن عبداللہ المہدی اوران کے معاونین

اتنی بات بالکل واضح ہے کہ قرب قیامت میں حضرت مہدی تشریف لائیں گے روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مہدی کی تشریف آوری سے قبل ان کے معاونین دُنیا میں آ چکے ہوں گے وہ باقاعدہ جہاد کے میدانوں میں اسلامی نظام کے تحفظ کی جنگ لڑ رہے ہوں گے۔

جب حضرت مہدی پہچان لئے جائیں گے تو وہ خدامست لوگ جو حقیقت شناس اور بصیرت وبصارت سے مالا مال کئے گئے ہوں وہ عرض کریں گے کہ اتنی قربانیاں دی جا چکی ہیں پر قیادت کے فقدان سے کوئی قربانی اپنا رنگ نہیں دکھا رہی لہذا آپ بیعت کر کے مسلمان قافلہ کی قیادت کریں۔ مگر حضرت مہدی انکار ہی کریں گے۔ جس پر وہ مسلمان سخت اصرار کر کے ان کو بیعت پر مجبور کر دیں گے۔ چنانچہ حضرت مہدی نہ چاہنے کے باوجود محض مسلمانوں کی مصلحت کیلئے جب بیعت کر لیں گے تو فرزندانِ ملت اسلامیہ کے پاس جمع ہونے لگیں گے جب کہ دوسری طرف دجالی جاسوس یہ خبر اپنے آقاؤں کو پہنچا دیں گے کہ حضرت مہدی کا ظہور ہو چکا ہے چنانچہ شام سے سفیانی لشکر ارادہ بدلے کر چلے گا مگر منزل مقصود تک پہنچے سے قبل ہی اپنے اصل ٹھکانے میں جا پہنچے گا۔ ان تفصیلات کو روایات میں دیکھا جا سکتا ہے۔ جو بہت سارے ارباب علم نے مختلف ناموں سے جمع کر دی ہیں۔

ہمیں اس مقام پر دو گزارشات عرض کرنی ہیں۔

1- لشکر مہدی میں شریک ہونے والوں کیلئے اہم اور سب سے اہم چیز

اصلاح نفس ہے۔ آدمی اپنے دل پر لگے گناہوں کے داغ، دھبے ندامت کے آنسوؤں سے اچھی طرح دھولے اور روحانی طور پر مضبوط ہو جائے ورنہ اس میدان میں کمزوروں کی زبانوں پر وہی ہوگا جو پہلے کے لوگوں نے بولا تھا۔

''لاطاقة لنااليوم بجالوت و جنوده''(البقرہ) کہ آج کے دن ہمارے اندر جالوت اور اس کے لشکر کے ساتھ چلنے کی ہمت نہیں۔ پس چاہیے کہ مان جائیں اور قبول کرلیں یہ بات کہ اصلاح نفس کی بڑی ضرورت ہے لہٰذا بندگان خدا کی صحبت میں اپنے زنگ آلود دل کو ذکر کے ریگ مار سے مصفی کرنے کی سعی میں لگ جائیں۔

2-ہماری دوسری گزارش ہر مسلمان سے ہے وہ زندگی کے جس شعبہ سے تعلق رکھتا ہو خواہ وہ انفرادی زندگی گزار رہا ہو یا اجتماعی۔ عام سطح کا ہو یا اہم سطح پر قائد اور ملت کا رہنما ہو یا عام ورکر یہ دور احتیاط کا ہے یعنی اب ہمیں احتیاط کا دامن بہت مضبوطی کے ساتھ تھام لینے کی ضرورت ہے جس حساس صحرا سے اُمت اسلامیہ گزر رہی ہے وہ معمولی بے احتیاطی سے کسی بڑی مشکل کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے۔ بعد میں یہ کہنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا کہ ''لمحوں نے خطاء کی ہے صدیوں نے سزا پائی ہے''

احتیاط کس سے؟

ممکن ہے یہ مبہم لفظ سمجھنے میں دقت ہو اس لئے ہم وضاحتاً عرض کرتے ہیں کہ دجالی جاسوسوں کا جال بچھ چکا ہے۔ اس ملت پر ہر طرح سے نظر رکھی جارہی ہے لہٰذا اس وقت ہر اس طبقہ سے راز داری کے نظام کو محفوظ رکھا جائے جو ملت اسلامیہ

کے رازوں کو اوٹ کر نقصان پہچاتے رہے ہوں اس سے بھی زیادہ صاف بات یہ ہے کہ رافضی جماعت کو اپنی صفوں سے کوسوں دور رکھا جائے کہ ان کا وجود ظاہری اور باطنی طور پر ایسا خطرناک ہے کہ جہاں یہ وجود پایا گیا اسلام اور اہل اسلام کو نقصان ہی ہوا کبھی ان کے ساتھ ہوتے ہوئے نہ اسلام کو فائدہ ہوا اور نہ ہی اہل اسلام کو۔ ظاہری طور پر ان سے جو نقصان ملت اسلامیہ کو اٹھانا پڑے وہ تو مشاہدہ میں ہیں مسلمانوں کے راز آوٹ کرنا، مشکل وقت میں چھوڑ چھاڑ کر غیروں کی صفوں میں جا کر کھڑا ہونا ان کے ہاں معمول کی کارروائی ہے۔

جبکہ باطنی اور غیر مرئی محسوس طریقہ سے بھی ان کا وجود اسلامی صفوں میں انتہائی نقصان کا باعث ہی ہوتا ہے وجہ یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کا کل سرمایہ اور ساری دولت نصرت الٰہیہ ہے جس کے سہارے یہ ملت اقوام عالم پر غالب اور دنیا کی حاکم رہی ہے لہذا نصرت الٰہیہ کا حصول جو ملت اسلامیہ کو نصیب ہے وہ اور کسی کے مقدر میں نہیں۔ بلاشبہ اللہ کی رحمت اہل ایمان کو نصیب ہوتی ہے۔ جب کہ اللہ تعالی کی رحمت پانے کی صلاحیت بھی موجود ہو اگر اس رحمت کو پانے کی صلاحیت ہی نہ ہو پھر غلبہ، قوت، طاقت وری کا گمان بے فائدہ گمان ہے۔ مثلاً ایک شخص کفر کی نجاست سے دل کو ناپاک کر چکا ہو تو ایسے شخص پر رحمت الٰہی کی مدد سے اپنے جیسوں یا اہل ایمان پر غلبہ حاصل نہیں ہوسکتا اور یہ بات بھی اپنی جگہ عین حقیقت ہے کہ نصرت الٰہی کا حاصل ہونا اسی وقت ممکن ہے جبکہ وہ جگہ پاک ہو ناپاکوں پر اللہ تعالی کی نصرت و رحمت نہیں اترا کرتی اور رافضی قوم کے جو عقائد و نظریات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ازواج النبی رضی اللہ عنہن بنات رسول اور آل پیغمبر کے بارے میں ہیں اور جس بدترین طریقہ سے وہ ان نفوس قدسیہ

کی اہانت کرتے اور توہین کے مرتکب ہوتے ہیں اس طرح شائد دنیا کا کوئی مذہب بھی خباثت کا اظہار نہیں کر سکا اگر چہ وہ یہودی مذہب ہی کیوں نہ ہو۔

ان کی توہین آمیز تحریرات اور غلیظ ترین نظریات کی بنا پر بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اس گروہ کا کسی پاکیزہ سوچ وفکر کے حامل طبقہ کے ساتھ ملا ہوا ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ پاک جسم کے کسی حصہ پر کسی گندگی اور نجاست کا لگا ہوا ہونا۔ پھر ایسی صورت میں ایسی پاک باز جماعت اور نیک چلن قوم کو نصرت الٰہی کہاں نصیب ہوسکتی ہے؟ اور یہ بات تو طے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بغیر فتح وعزت کی گاڑی ایک انچ آگے کی طرف نہیں سرک سکتی چہ جائے کہ اس سے میلوں فاصلہ طے کرنیکی امید رکھی جائے۔

قبول نماز کی شرائط

ممکن ہے کہ ہماری پوری تاریخ اسلام کی چھلنی میں چھنی ہوئی اس گزارش کو درخواعتنا نہ جانا جائے اور ہمارے درد دل کو نظر انداز کرتے ہوئے یوں کہہ دیا جائے کہ کسی کے کفریہ عقیدے اور فاسد نظریات سے کسی دوسرے کو کیا نقصان ہوسکتا ہے حالانکہ وہ اور ایک مومن شخص دو الگ جسم رکھتے ہیں کوئی شخص اگر کفریہ عقائد رکھتا بھی ہے تو اس کا نقصان اس کے اپنے وجود کو ہوگا نہ کہ دوسرے جسم اور وجود کو۔ پس ہم ایسے خیال کے حاملین اور اس ملت رافضیہ سے بغل گیر رہنے والوں سے عرض گزار ہیں کہ نماز ایک اہم عبادت ہے جس میں چند حرکات وکلمات ادا کئے جاتے ہیں۔ دولت ایمان کے بعد سب سے مقدم اور اول نمبر اسی نماز کا ہے۔ جس کے شرائط میں

جسم، لباس اور جگہ کا پاک ہونا بھی ہے اگر کوئی شخص صرف ستر چھپانے والے لباس میں نماز ادا کرے تو نماز ہو جائے گی۔ اگرچہ نماز میں لباس مکمل استعمال نہ کرنے کی بنا پر ثواب میں کمی اور کراہت کا حکم لگے گا مگر مجبوری کی حالت میں صرف ستر ڈھانپ لیا اور نماز ادا کر لی تو نماز ادا ہو جائے گی۔

لیکن ایک شخص پورا لباس صاف ستھرا پہنے ہو۔ یعنی شلوار، قمیض، بنیان، ٹوپی، عمامہ و رومال سب پاک، طاہر اور صاف ستھرے ہوں مگر صرف سردیوں سے بچاؤ کی جرسی پر کوئی نجاست لگی ہوئی ہو تو ایسے لباس میں پڑھی جانے والی نماز قبول نہ ہوگی۔ حالانکہ یہاں جو کچھ پڑھا ہے وہ زبان نے پڑھا ہے۔ حرکات ہاتھ پاؤں نے کی ہیں اور وہ سب پاک ہیں اوپر کی جرسی نے ایک لفظ بھی نہیں بولا اور نماز کی حرکات میں اس کا کوئی عمل دخل بھی نہیں اس کے باوجود اس نجاست زدہ جرسی کی معیت نے پوری نماز کو ناقابل قبول بنا دیا اگرچہ یہ نماز حضور قلب اور حقیقت احسان کے ساتھ ہی ادا کی گئی ہو اور اس نمازی نے ادائیگی نماز میں جذبہ خلوص کی حد کر دی ہو۔ مگر سب محنت اور پوری کوشش پر ایسے لباس نے پانی پھیر دیا جس کی معصیت نمازی نے اختیار کی۔ جبکہ اگر یہ نمازی اس جرسی یا رومال کو اتار دیتا تو ستر لباس میں چھپائے ہوئے ہونے کے سبب اس کی نماز بالکل درست اور عنداللہ مقبول قرار پاتی مگر صرف جرسی سے لگی نجاست نے اہم ترین عبادت کی قبولیت کو روک دیا۔ لہٰذا یہ بات ہرگز نہ بھولنی چاہیے کہ بعض چیزوں کی محض معیت انسان کو ایسا نقصان پہنچاتی ہے کہ انسان کی پر خلوص محنت اور ساری کوشش نظر آتش ہو جاتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بارش کی دعا کیلئے نکلنا

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے زمانے میں قحط پڑا اور بارش ہونا بند ہوگئی تو اللہ کے نبی اپنی قوم کے ساتھ کھلے میدان میں بارش کی دعا کے لیے نکلے کلیم اللہ نے جب بارگاہِ رب العالمین میں بارش کیلئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ ''اے موسیٰ ان لوگوں میں ایسا گنہگار اور میرا نافرمان شخص بھی کھڑا ہے جس کی وجہ سے میں کسی کی بھی دعا قبول نہیں کر رہا اگر وہ نافرمان شخص اس مجمع میں سے نکل جائے تو میں آپ کی دعا قبول کرلوں گا چنانچہ حضرت موسیٰ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم میں ایک اللہ کا نافرمان اور گنہگار شخص کھڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے قبولیتِ دعا کے دروازے بند ہیں۔ لہٰذا وہ شخص فوراً اس مجمع میں سے علیحدہ ہو جائے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا نام لیکر یہاں سے اسے نکالنا پڑے اب یہ گنہگار شخص کھڑے کھڑے بارگاہ رب العالمین میں التجا گزار ہوا کہ

''اے میرے مالک تو ستار بھی ہے اور غفار بھی اپنے کرم سے تو مجھے معاف فرما دے میں اپنے گناہ اور نافرمانی کے کاموں سے تائب ہوتا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمائی اور بارش برسنا شروع ہوگئی حضرت موسیٰ حیران ہوئے اور عرض کی یا اللہ یہاں سے کوئی شخص نکل کر باہر گیا ہی نہیں اور بارش بھی برسنا شروع ہوگئی ہے حالانکہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب تک وہ فرمانا بندہ اس مجمع میں سے علیحدہ نہ ہوگا میں تمہاری دعا کو قبول نہ کروں گا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ اس بندے نے میرے ساتھ صلح کر لی ہے۔

ایک شخص کی وجہ سے دعا قبول نہ ہونا

حضرت موسیٰ کے اس واقعہ میں صرف ایک شخص کی وجہ سے باقیوں کی دعا قبول نہ ہورہی تھی جو کہ اس مجمع میں کھڑا تھا اور اس نے اللہ جل شانہ کو ناراض کیا ہوا تھا۔لہذا اللہ رب العزت نے اپنے کلیم کو فرمایا کہ یہ نافرمان شخص جن لوگوں کے ساتھ کھڑا ہے ان لوگوں کی نیت جتنی خالص اور صاف کیوں نہ ہو اور وہ کتنے ہی مجبور اور بے کس کیوں نہ ہوں۔ وہ جتنی آہ و زاری اور لجاجت سے دعا مانگتے رہیں گے اس نافرمان اور گہنگار کی معیت رحمت الٰہی کو دور کرتی اور قبولیت دعا کے دروازوں کو بند کرتی رہے گی اگر آپ قبولیتِ دعا اور اس کا ثمر چاہیں تو اس نافرمان کو یہاں سے نکالو ورنہ کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک طرف اللہ کے کلیم اور وقت کے پیغمبر اور ان کے ساتھ محتاجوں اور فقیروں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے مگر صرف ایک نافرمان شخص نے ان سب کی آہوں کو بے قیمت اور بے ثمر بنایا ہوا ہے جبکہ اس کے بارے میں اس بات کی تصریح بھی نہیں کہ وہ شخص کافر تھا بلکہ اندازہ یہی ہے کہ وہ گنہگار اور فاسق تھا کیونکہ اگر کافر ہوتا تو اللہ کے نبی اسے اس میدان میں دعا مانگنے کیلئے ساتھ ہی کیوں لاتے اور اگر آ گیا تھا تو اس کا بازو پکڑ کر اس مجمع سے علیحدہ کردیتے کہ تو کافر ہے جس کی وجہ سے سبھی بے چارے محروم کھڑے ہیں۔ محترم حضرات غور فرمائیں کہ ایک فاسق اگر پوری قوم موسیٰ سمیت پیغمبر وقت کی دعا قبول نہ ہونے کا سبب بن سکتا ہے تو پھر پورا تبرائی ٹولہ اور جسد ایمان کیلئے زہریلے کینسر کی

باخدا جماعت کی بغلوں میں گھسا کھڑا ہو تو دعاؤں کی قبولیت کیسے ہو گی اور کہاں سے آئے گی نصرت خداوندی اور اللہ تعالیٰ کی مدد!

بہر حال اتنی بات واضح ہے کہ محبوبانِ خدا کا دشمن خدا اور اس کے رسول کا دشمن ہے اور دشمن خدا اور رسول اگر کسی قافلہ کا شریک اور کسی تحریک کا ہم رکاب ہے تو وہاں نصرت و مدد اور اللہ تعالیٰ کی حمایت نہیں آ سکتی اگرچہ وقت کے اولیاء اور تقویٰ و خلوص کے معدن بھی اس تحریک اور کارواں میں شریک ہوں اور اپنے آنسوؤں سے زمین کو تر ہی کیوں نہ کر دیں اپنی محنت سے خطہ ارض اور اقتدار کو کیوں نہ لرزا دیں۔ یہ تو ممکن ہے کہ چند ظاہری فوائد یا مالی منافع کسی کو حاصل ہو جائیں مگر دینِ حق کو فائدہ نہیں ہو سکتا۔

چند مثالوں سے وضاحت

اسلام کی صدیوں پر محیط تاریخ میں روافض نے جو اسلام اور اہل اسلام پر کاری ضربیں لگائی ہیں اگر انہیں جمع کیا جائے تو کئی جلدوں پر مشتمل کتابیں تیار ہو جائیں اس مقام پر تفصیلی بحث اور مفصل بیان کا تحمل نہیں ہے کہ یہ مختصر رسالہ اہل اسلام کو ایک خاص نقطۂ نظر پر غور و فکر کی دعوت دینے کیلئے لکھا جا رہا ہے البتہ تسلی کیلئے محض چند مثالیں اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کی جاتی ہیں تا کہ برادرانِ اسلام جان لیں کہ اسلامی تحریک کیلئے یہ طبقہ کتنا زہریلا ناگ ثابت ہوا اور اسلام کا وجود ان کے لگائے زخموں سے کس قدر زخمی ہوا۔

سبائی ذریت کی ابتداء

اسلامی دعوت اور صدائے حق کا آغاز ہوا تو منتخب بندگانِ خدا اس قافلہ حق کے ساتھ وابستہ ہو کر راہی سفر ہوئے اسلام دشمنوں نے طرح طرح کے حربے آزمانے کے بعد بلآخر پیغمبر اسلام کی بجائے داعیانِ اسلام کی مقدس ذات کو نشانہ بنانا شروع کیا مکہ میں آزمائش کا سفر کاٹنے کے بعد مدینہ منورہ میں یہ مقدس جماعت جمع ہوئی تو حسد کی آگ میں کوئلہ ہو جانے والوں نے صحابہ کرام ازواج مطہرات اور آل رسول کو کئی طرح سے دکھ دیا کبھی سیدہ پر بہتان باندھے کبھی نبوت وصداقت کے درمیان حد فاصل کھینچنے کی جسارت کی مگر یہ سب کوششیں انفرادی سطح پر ہوتی رہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد انہیں امید لگ گئی تھی کہ اب اسلامی قافلہ کچھ کمزور پڑ جائے گا مگر اس وقت ان کے دانت کھٹے ہو گئے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلامی لشکر سیلاب کی طرح آگے کی طرف بڑھنے لگا اور خشکی کے علاقوں کو عبور کر کے جزیروں میں حق کی صدا گونجی۔

یہ صورت حال دشمنانِ اسلام کیلئے خاصی پریشان کن ثابت ہوئی چنانچہ اصحاب رسول کی مقدس جماعت کو مجروح کرنے کیلئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہماری کمر توڑ دی اور ہمارے لئے جینا دوبھر کر دیا ہے اجتماعی کوشش کرنے کی ٹھان لی چنانچہ صنعاء کے قابل، چالاک اور شاطر ترین یہودی عبداللہ ابن سباء کی قیادت میں متحدہ محاذ قائم کر کے اسلامی خلافت کو ہلانا شروع کر دیا اس کفریہ محاذ کی قیادت کا سہرا اسی ابنِ سباء کے سر باندھا گیا اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں بظاہر اسلام قبول کیا

اور اپنی قابلیت ظاہر کر کے گورنری کا طالب ہوا تا کہ کسی ایک خطہ میں اپنی قوت جمع کر کے ایک نئے اسلام کی بنیاد رکھی جائے مگر اسے ناکامی ہوئی تو اس نے شریر طبیعت سے مجبور ہو کر مدینہ منورہ میں اپنے لئے زمین ہموار کرنا چاہی مگر بہت جلد اسکی شرارتوں کی وجہ سے اسے مدینہ منورہ سے تو نکال دیا گیا۔

مگر اس نے کوفہ بصرہ وغیرہ علاقوں میں اپنے کارندوں کو جمع کر کے اپنا کام شروع کر دیا اس کی تحریک نے زور پکڑا اور بلا آخر خلیفہ وقت کو شہید کرنے کیلئے مدینہ منورہ پر مناسب وقت میں چڑھائی کر دی گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور اس نازک حالت کو سنبھالنے کیلئے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر امت محمدیہ کا بکھرا شیرازہ جوڑنا چاہا۔

حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور بلوائیوں کے کرتوت

کون نہیں جانتا حیدر کرار وہی ہستی اور مسلمانوں کے مقتدا ہیں۔ جنہوں نے مرحب کا غرور خاک میں ملایا تھا۔ خیبر کو فتح کیا اور اس کا دروازہ جسے بیسیوں آدمی نہ اٹھا سکے اکیلے شیرِ خدا نے اٹھا کر یوں پھینکا جیسے کوئی جوان گیند کو فضا میں اڑا دیتا ہے۔ بدر کی زمین اور احد کا پہاڑ آج بھی حیدر کرار کی شجاعت و بہادری کا شاہد و گواہ ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کو صاحب ذوالفقار ارشاد فرمایا تھا پھر کمال شجاعت کے ساتھ کمال علم کا یہ عالم کہ جس علم کا نبی شہر ابوبکر بنیاد عمر دیواریں اور عثمان چھت ہیں علی اس کے دروازہ ہیں علوم و معرفت کی دنیا حیدر کرار کی شخصیت سے ناواقف نہیں کمال تقویٰ میں بھی ان کو عظیم مرتبہ حاصل تھا گویا حیدر کرار عالم بھی متقی بھی شجاع اور بہادر

بھی کامل انسان اور زاہد بھی عارف و عابد بھی العرض بے شمار خوبیوں سے مالا مال ہیں اللہ تعالی کے اتنے قریب کہ جب دست سوال دراز کریں تو گھر میں چکی چلائے بغیر چلنے لگتی ہے اور رکنے کا نام نہیں لیتی بلکہ نہ روکی جاتی تو کبھی نہ رکتی۔ یہ اور اس طرح کے بے شمار کمالات سینہ علم میں روشن مہتاب کی طرح چمکتے کھڑے ہیں مگر ایک سوال ہے! حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکمل زمانہ خلافت میں کتنی زمین کفار سے فتح کر کے اسلام کے زیر نگین لائی گئی؟

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام 11 لاکھ مربع میل تک پھیل گیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں 22 لاکھ مربع میل زمین کا رقبہ اسلام کے زیر نگین آ گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت 44 لاکھ مربع میل پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا مگر حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فتوحات کا سلسلہ آگے کیوں نہ بڑھ سکا؟

اس کا سادہ سا جواب یہ کہ سبائی ذریت کا وجود اسلامی صفوں میں گھس آیا تھا جن کی نجاست نے قبول عبادت کے سلسلہ کو روک دیا تھا اب جب تک یہ ٹولہ ان پاک بازوں سے علیحدہ نہ ہو اس وقت تک بھلا یہ قافلہ حق آگے کی طرف کیسے بڑھ سکتا ہے؟ کیونکہ یہ سفر جہاد کا تھا اور جہاد عبادت ہے۔ نماز جیسی عبادت پاک کپڑے اور پاک مکان اور پاک جسم کے بغیر قبول نہیں ہوتی اور جہاد جیسی عبادت پاک صفوں کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔ حضرت موسیٰ تو پیغمبر صاحب وحی تھے اس لئے بذریعہ وحی بتا دیا گیا کہ ایک میرا دشمن تیری صفوں میں گھسا کھڑا ہے۔ میرے کلیم تجھ سے تو مجھے پیار ہے مگر اس پیارے کی پیاری دعا کو ساتھ کھڑے دشمن کی دشمنی بار آور نہیں ہونے دی

رہی لیکن دوسری طرف حضرت علی صحابی، خلیفہ راشد، ولی، متقی، جنتی اور داماد پیغمبر فاطمہ کے شوہر تھے۔ پیغمبر صاحب وحی نہ تھے جو ان پر وحی کی جاتی کہ کون ہے جن کی وجہ سے میرے پیارے تیری جماعت کا سلسلہ فتح آگے کو نہیں جا رہا۔

وہم کا ازالہ

ممکن ہے کسی صاحب کو خیال گزرے کہ یہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں بے ادبی کا ارتکاب ہے جو یوں کہا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سلسلہ فتوحات رک گیا یا یہ کہ ان کی فوج میں کچھ دشمن اسلام لوگ بھی گھس آئے تھے کہ ان کی وجہ سے باقیوں کو بھی متاثر ہونا پڑا اور جس طرح پہلے اسلامی لشکر کفار کیلئے زمین تنگ کرتا جا رہا تھا اب ایسا نہ ہو سکا۔ ہم ازالہ وہم کیلئے عرض گزار ہیں کہ اس بات پر تو فریقین کا اختلاف ہی نہیں کہ کچھ برے اور گندے عقیدوں کے لوگ حیدر کرار کے لشکر میں گھس آئے تھے ورنہ بتلایا جائے۔ جن 70 آدمیوں کو حیدر کرار نے آگ میں جلوا دیا تھا (اصولِ کافی) بھلا وہ بالکل نیک طبیعت اور اچھے عقائد ونظریات کے مالک تھے۔ اسی لئے آگ میں جلائے گئے؟ نہیں ہرگز نہیں یہ ستر آدمی اور اس طرح کے دوسرے تبرائی جو اس قافلہ میں آ گھسے تھے اور اپنے نجس نظریات کی وجہ سے پوری فوج کیلئے وبال ثابت ہوئے تھے لہٰذا یہ تبرائی تو حسد کی آگ میں جلتے جلتے بلآخر حیدر کرار کی آگ میں جل گئے مگر ان کے ہم نوا اور بھی تھے جو چھپے رہے وہ ایسے ہی گندے نظریات کے حامل تھے جن کی وجہ سے پورا لشکر متاثر ہوا تھا۔

یہ محض ایک مثال ہے ورنہ خارجی بھی اول اسی قافلہ حق میں آ گھسے تھے مگر

بعد میں حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر الگ جا کھڑے ہوئے۔

واقعہ اور اس کا سبق

ہم عرض کر چکے کہ بعض خبیث عقائد کے حامل لوگ سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آ گھسے جس کی وجہ سے سیلاب کی طرح بڑھتا ہوا اسلامی لشکر اپنی جگہ جم گیا اور آگے کی طرف نہ بڑھ سکا۔ کیا یہ واقعہ ہمارے لئے سبق نہیں کہ آج کے دوراندیش مصلحت وحکمت کے معدن، آفتاب علم وعرفان اور مقام ولایت پر فائز بزرگانِ ملت بہرحال حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے قدموں کی خاک بھی نہیں بڑے سے بڑا مقام آج اگر کسی کونصیب ہے تو وہ حیدر کرار کی جوتیوں کے صدقے سے حاصل ہے۔ پھر ان کے لشکر میں اگر کوئی غلط عقائد رکھنے والا ٹولہ شریک ہو جائے تو فتح کے سفر رک جاتے ہیں کیا آج کے لوگ کوئی ان سے بڑی روحانی قوت اور مصلحتی طاقت رکھتے ہیں جو ان کو بغل میں لیکر چلیں پھر بھی فاتح میدان اور غالب رہیں گے؟

بے شک ہماری کیا وقعت ہے ''کیا پدی کیا پدی کا شوربہ'' مگر اپنی ہزاروں کوتاہیوں کے باوجود ہمارا یہ گمان ہے اور کچھ بے دلیل بھی نہیں۔ کہ جہاں یہ سبائی ٹولہ ہوگا وہاں اسلامی خدمات کا کوئی کارنامہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔

خیر کی راہ تو یہی ہے کہ ان سے جان چھڑا کر دین کا کام کیا جائے۔ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ ہم اس کے مکلّف نہیں کہ اتنا زیادہ کریں کہ دنیا عش عش کر اٹھے۔ جتنا بس میں ہو کریں۔ مگر اپنی عبادت کا چولا ہر قطرہ بول و براز سے پوری طرح پاک رکھنے کی کوشش کریں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ وہ عبادت لوگوں کی نظر میں واہ واہ بنے تو بنے۔ اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ بالکل ہی بے کار ہوگی۔ کہ عبادت سے قبل طریقہ تو بتا دیا گیا ہے۔اب اس عبادت کی ادائیگی کیلئے طریقہ عبادت سیکھنا تو ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت فرض ہے۔

دوسری مثال

حضرت حسن حیدر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امیر منتخب کیئے گئے۔اول چھ ماہ کا عرصہ گزشتہ کی طرح جوں کا توں گزرا پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔اپنا حق اور اپنی طاقت ان کی جھولی میں ڈال دی جوں ہی یہ صلح ہوئی تو سبائی ذریت ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھی۔تبرائیوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ پاؤں کے نیچے سے مصلیٰ چھین لیا حملہ کر کے بازو شہید کر ڈالا زبان تبرادراز کی یا مذل المومنین (اصول کافی) کے خطابات سے نواسہ رسول کو ستانے لگے یہ تو چند مخلصوں کی قربانی تھی جو یہ حضرات آل رسول کوفہ سے سلامت مدینہ پہنچ گئے اور سکھ کا سانس لیا۔ورنہ وہ تو کچھ بھی کر سکتے تھے۔

اب جب سبائی ذریات دوسری طرف اور اسلامی طاقت دوسری طرف دونوں صفیں الگ الگ ہوئیں تو تاریخ اسلام کا ورقہ ورقہ گواہ ہے کہ اس صلح اور سبائی ذریت کے اسلامی صفوں سے الگ ہونے کے بعد اسلام بڑھا اور سیلاب کی طرح بہتا اور بڑھتا چلا گیا اور نصف دنیا سے زائد زمین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دین کو نافذ کر دیا۔

اہل سنت والجماعت کا یہ مسلمہ نظریہ ہے کہ حیدر کرار کا جو مقام و مرتبہ ہے۔

وہ انبیاء کے بعد پیش رو تین خلفاء کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں مگر اس کے باوجود یہ حقیقت اس دعویٰ کی منہ بولتی تصویر ہے کہ سبائی ذریات پاک بازوں کی صفوں میں گھس جائے تو فتوحات کا سفر رک جاتا ہے اگر چہ اس وقت کتنے مقدس اور مقرب الی اللہ حضرات ہی قیادت کیوں نہ کر رہے ہوں اور جب یہ نجس وجود صفوں سے الگ ہو جائے تو پھر اسلام تو سیلاب ہے جو راستہ مانگتا نہیں خود راستہ بنا لیا کرتا ہے اگر چہ قیادت کرنے والے پہلوں کے مقام و مرتبہ کی گرد راہ بھی نہ ہوں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جن رافضیوں کو منہ نہ لگایا تھا ایک بار پھر یہ پرانے کھلاڑی نئے پتے اور نئے جال کے ساتھ میدان کارزار میں قسمت آزمائی کیلئے نکلے اور نواسہ رسول کو ہزاروں خط لکھ مارے۔ بہت سارے وفد بھیجے کہ جلدی آؤ۔ پھل پک گئے۔ آپ کے شیعہ آپ کیلئے بے تاب ہیں وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اس طرح سے وہ ایک طرف آل رسول سے بدلہ لینے کی ٹھانے بیٹھے تھے تو دوسری طرف اسلامی لشکر میں داخلہ کے چور دروازے ڈھونڈ رہے تھے تاکہ کسی بہانے ہم پھر اسلامی لشکر میں جگہ بنا کر پھر سے بڑھتا ہوا اسلامی سیلاب روکنے میں کامیاب ہو سکیں۔ چنانچہ اپنی دھوکہ بازی سے وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلانے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر کربلا میں جو ہوا وہ ایک ناقابل فراموش دکھ بھرا واقعہ ہے۔

پس ان کا یہ کالا سیاہ کرتوت اہل اسلام کی ایک کرب ناک اور ناقابل برداشت آزمائش ثابت ہوا اور وہ دن اور آج کا دن اس ناقابل برداشت صدمہ کی ٹیسیں قلب و جگر کو مسلسل زخمی کرنے اور ایام زندگی کی تلخی میں اضافہ کا سبب بنتی چلی جا

رہی ہیں۔ تاریخ اسلام کا یہ بدترین کارنامہ ان غدازان ملت کی سیاسی کا آج تک رونا رو رہا ہے اس بدترین کھیل سے ایک طرف اسلام کے قلوب کو داغا گیا اور آل رسول کے پاکیزہ خون سے ظاہر و باطن کی کالک میں اضافہ کیا گیا تو دوسری طرف اسلامی لشکر کی تطہیر کو تنجیس سے بدل دیا گیا۔ یوں ایک بار پھر اسلام کا آگے بڑھتا ہوا ناقابل لشکر اس نجس وجود سے روک دیا گیا ان بدبخت سبائیوں کے آل رسول پر ڈھائے جانے والے ستم کا جوں ہی خیال آتا ہے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر منہ کو آنے لگتا ہے قلم میں قوت برداشت ہی نہیں جو اس حادثہ پر کچھ لکھ سکے اور وہ کون سا مسلمان ہے جو اس حادثہ سے آگاہ اور ظلم کی کالی سیاہ تاریخ سے واقف نہ ہو

خلاصہ بحث

اگر چہ ہر گزرے دور اور اس کے حالات کے سامنے رکھ کر یہ بات واضح کی جا سکتی ہے کہ جس قافلہ اور فوج یا لشکر میں یہ سبائی ذریت داخل ہوئی اس میں فتح و نصرت کی قوت باقی نہ رہی۔ اگر اس عنوان پر قدرے وضاحت سے لکھا جائے تو مستقل کتاب تیار ہو سکتی ہے ہم اختصار کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ صلاح الدین ایوبی سے لیکر ملا محمد عمر مجاہد امیر المومنین حفظہ اللہ تعالیٰ وراعہ تک ہر مجاہد کی کارگزاری سامنے رکھ لیجئے اور پھر اس حقیقت کو جاننے کی کوشش فرمایئے کہ جس نے بھی سبائیت کو اپنے تک رسائی دی وہ ناکام ہوا اور دینی خدمات سے محروم رہا اور جو ان کے نجس ہاتھوں سے بچا رہا اگر چہ ایام زیست کے لمحات تلخ ہی سہی مگر مشکلات کے سفر سے مسکراتا ہوا وہ گزرا اور کامران و کامیاب گزرا نہ اس نے نقصان اٹھایا اور نہ اپنی

ملت کو تباہی میں گھرنے دیا۔ صلاح الدین ایوبی پر سبائیت نے 17 حملے کیے زندگی بھر سازشوں سے اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی مگر وہ شیر ببران شکاریوں کے جال میں نہ پھنسا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیت المقدس تک جا پہنچا اور انبیاء کی زمین کو انبیاء کی تعلیمات سے منور کر گیا بے شک وہ سنگین راہوں پر چلتا رہا تلواروں کے سائے میں سانس لیتا رہا مگر اس کی کامیابی کا راز اسی میں چھپا ہوا ہے کہ وہ سبائیت کے گروہ سے کوسوں دور رہا۔

ماضی قریب کی دو مثالیں

وطن عزیز کے ساتھ سب سے طویل سرحد افغانستان کی لگتی ہے افغانستان میں روس نے اپنا قبضہ جمانے کیلئے طاقت کا استعمال شروع کیا تو کچھ درویش لوگ پتھروں سے ٹینکوں کا مقابلہ کرنے نکل کھڑے ہوئے آج کی طاقتوں نے سپر پاور طاقت کو بے طاقت لوگوں کے طاقتور ایمان کے ہاتھوں برباد ہوتے خود دیکھا بالآخر روس دم دبا کر بھاگ گیا اس دور میں حکمت یار، احمد شاہ مسعود اور جنرل ربانی وغیرہ مختلف جماعتیں اور ان کے سربراہ حکومت سازی کی مختلف کوششیں کرتے رہے جو جہاد اور مجاہدین کے نام پر حکومت قائم ہوئیں ان میں سبائی ترجمان حذب وحدت وغیرہ بھی برابر کی حصہ دار اور شریک اقتدار رہی ایک بڑا عرصہ آپس کی کشمکش میں گزرا حکومتیں بنتی اور ٹوٹتی رہیں مگر جہاد کے نام پر بننے والی ہر حکومت نے اسلام کے علاوہ باقی ہر ایک کی خدمت کی یعنی دوسرے ممالک کے مفادات کا تحفظ ذاتی مفادات کا حصول امدادی رقوم کے جمع کرنے کی باگ ڈور سب کچھ ہوتا رہا مگر اسلام کو افغانستان

کی زمین پر قدم نہ رکھنے دیا گیا سوال یہ ہے کہ جہاد کس لئے تھا؟ اگر اسلام کیلئے تھا تو سیاف، یونس خالص، ربانی، حکمت یار احمد شاہ مسعود وغیرہ اسلام کو کیوں نہ نافذ کر سکے اور اسلام کی حکومت قائم کرنے سے کیوں رکے رہے؟ مانا کہ ان میں کچھ ایسے ضرور مجاہد تھے جو اسلام کیلئے مخلص تھے اور یہ کہ وہ افغانستان میں اسلام کو نافذ کرنا چاہتے تھے انہوں نے جان توڑ اور انتھک کوشش بھی کی ہوگی اسلام کو نافذ کرنے میں اپنے ذاتی مفادات بھی قربان کئے ہوں گے مگر افسوس وہ ایسا نہ کر سکے اسلام کیوں نہ نافذ کر سکے؟ جواباً اس حقیقت کو ظاہر کئے بغیر کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا کہ جہاں سبائی ترجمان حذب وحدت وغیرہ موجود ہوں وہاں اسلام کو نافذ کرنا اور دین حق کی حفاظت واشاعت کرنا ممکن نہیں ہوسکتا۔ پس پورا زمانہ جہاد کے نام پر حکومت کرنے والے حکومت کے ذریعے ایک دوسرے کی اینٹ سے اینٹ بجاتے رہے مگر وہ جس مقدس پیغام کیلئے جہاد کر رہے تھے۔ اس پیغام حق کو سبائی ترجمانوں کے کالے پانی میں قید ہی رکھا۔ آخری دم تک آزاد نہ ہونے دیا۔

دورحاضر کی دوسری مثال

اس باہمی لڑائی اور بدنامی کے بڑھتے سیلاب اور سبائیوں کی تاریک قوت نے افغانستان کی مٹی کو قبضے میں لے لیا اور شہدا کی زمین پر اسلام کو مذاق بنا ڈالا تو اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش آیا اور قہر خدا امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ تعالیٰ کی صورت میں ظالموں پر ٹوٹ پڑا اور دیکھتے ہی دیکھتے تھوڑے سے وقت میں طالبان افغانستان پر چھا گئے۔ ان کا سب سے پہلا اقدام اللہ کے دین کو اللہ کی زمین پر نافذ کرنا تھا ایک

چپہ چپہ زمین ان کو اختیار ملا تو وہاں بھی انہوں نے دین الٰہی کو نافذ کر دیا۔

پھر صوبہ پر حکمران ہوئے تو صوبہ پر قندھار سے کابل تک جہاں جہاں ان کے قدم پڑے اسلام کا نظام اپنی خوشبو وہاں پر بکھیرنے لگا شاید ہمارے قارئین کرام سوچ رہے ہوں گے کہ ان کے پاس تو کوئی ظاہری قوت مال وزر نہ تھا پھر یہ تھوڑے سے وقت میں اسلام کی بہاریں دنیا کو دکھانے کے قابل کیسے ہو گئے۔ حالانکہ نظاموں کو نافذ کرنے پر اربوں خرچ ہوتے اور کھربوں حاصل کئے جاتے ہیں مگر وہاں تو فقیروں کا راج تھا۔ اتنا بڑا کارنامہ انہوں نے کیسے دنیا والوں کے سامنے پیش کر دیا تو اس کا صاف جواب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی پاک صفوں کو پاک ہی رکھا۔ کسی بدعمل کو اپنے عمل میں نہیں آنے دیا۔ جب انہوں نے اپنے نظام کو بول و براز سے پاک کر لیا تو ان کی عبادت عنداللہ مقبول ہو گئی۔ جس پر نصرت الٰہی نے ان پر ایسا سایہ کیا کہ کسی جن بھوت کو آج تک ان پر اختیار حاصل نہ ہو سکا۔ ورنہ کئی بھوت اور بھوتنیاں اپنا سارا زور لگا آئے اور خالی ہاتھ ہی آئے۔

مولانا حق نواز شہید کا نظریہ اور ملا عمر

ناقدروں نے تو خیر کسی کی کیا قدر کرنی ہوتی ہے پھر ناقدرے اگر کسی کی الہامی زندگی سے ناواقف و جاہل بھی ہوں تو شقاوت میں اچھا خاصہ اضافہ ہو جاتا ہے وطن عزیز میں یوں تو بڑے بڑے عظیم لوگوں کی قدر نہیں پہچانی گئی حتیٰ کہ جنہوں نے وطن عزیز کو ایٹمی پاور بنا دیا اپنے منہ سے لقمے نکال کر اپنی قوم کی فلاح پر صرف کر دیا ہم نے تو اس کی قدر بھی نہیں پہچانی اگر قدر کی تو یہ کہ اس کو قیدی بنا کر چند سانس جی

لینے کا حق دیا۔ پھر بندگانِ خدا کی قدر کیا پہچانی جانی گی اور خاص طور پر اس محبّ وطن اور محافظ نظریہ پاکستان کی پہچان! کہ جس مردِ مجاہد کا وجود وقت کے ہر میر جعفر و میر صادق کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا اور جس کی کڑی نگرانی کر کے دجالی میڈیا کے نشانے پر رکھ کر اسے منفی پروپیگنڈا کی گولیوں سے مسلسل چھلنی کیا جاتا تھا۔ ہمیں اغیار اور میڈیا پر کامل ایمان لانے والے مفلوج الفکر لوگوں سے شکوہ نہیں کہ ان کے تمام تر افکارات کی کل کائنات بی بی سی اور ریڈیو تہران کے تبصرے ہیں۔ ہمیں تو یہ دکھ ہے کہ دین داروں اور بزعمھم عالموں نے بھی اس مردِ جری اور جوہرِ نایاب کی قدر کر نہ پہچانا۔ حالانکہ اس شیرِ ببر کی باتیں الہامی اور ان کی فکر سلیم وصواب تھی جو اس نے کہا اللہ نے اسے سچ کر دکھایا ایسے کہ بہت سارے منہ دیکھتے رہ گئے اور کچھ ابھی دیکھ رہے ہیں مگر یقین کرو اگر وطنِ عزیز نے ولی وقت حق نواز شہید کی قدر کو نہیں پہچانا تو کیا ہوا.........

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ نے اپنی تحریک کی خشت اول مولانا حق نواز شہید کے دیئے ہوئے نظریہ سے لے کر رکھی۔ اور وہ نظریہ ہے کہ اسلام تو سیلاب ہے اس بڑھنے سے کوئی نہیں روک سکے گا مگر اسلام کا وجود کسی نجس شے سے ملوث نہ ہو اس لئے سب سے پہلا کام یہ کرو کہ اپنی صفوں سے سبائی ذریت نکال دو پھر دیکھو کہ اسلام کو کیسا عروج ملتا ہے۔ پس امیر المومنین نے بھی سب سے پہلے اپنی صفوں پر نظر ڈالی جو کالک نظر آئی اسے اپنے سے پرے کیا اور پھر اسلام کا جھنڈا لے کر چل پڑا وہ کابل تک جا نکلا ہزاروں کوششیں کی گئی مگر رافضیت کی دال امیر المومنین کے آگے نہ گلی پھر یہ تو ہوا کہ زندگی بھر وہ امیر المومنین سے لڑتے اور اسلامی قوت کو توڑتے رہے مگر اسلام کی بہاروں سے جگمگاتے کابل کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

پھر جب کچھ نہ بن سکا تو اپنے باوا حضور بش کی جوتیاں صاف کرتے اور اس کی نوکری کر کے خلافت کو ختم کرنے میں ہر طرح کا زور لگاتے رہے، مگر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد آج بھی ایک زندہ حقیقت ہے اور زندہ حقیقت رہیں گے، ان شاء اللہ کیونکہ جو دین کا محافظ ہو وہ زندہ حقیقت ہی رہتا ہے۔

کرنے کا کام

بلاشبہ افغانستان میں اسلام کی بہاریں ساری دنیا کی ملت اسلامیہ کیلئے پیغام مسرت تھیں۔ آج خلافت کا نفاذ نہیں اور وہ وقت دور نہیں جب انشاء اللہ دوبارہ سے اسلامی خلافت قائم ہوگی۔ بہر حال اتنی بات اس مذکورہ واقعہ سے واضح ہوگئی کہ اسلام کے نفاذ کیلئے ضروری بلکہ از حد ضروری ہے کہ مولانا حق نواز شہید کے نظریہ کو قبول کیا جائے اور سبائی ذریت سے اپنی ہر جدو جہد کو محفوظ رکھا جائے ورنہ کوئی محنت اور اسلام کیلئے کی جانے والی جدو جہد کامران نہ ہوگی۔ اور نہ ہی ایسی تحریک سے دین کو کچھ نفع ہوگا اس نقطہ نظر پر جس قدر غور کیا جائے گا حقیقت اور شہید جھنگوی کے نقطہ نظر کی صداقت کا چراغ پہلے سے زیادہ چمک پیدا کرتا چلا جائے گا پس ہر تحریک، تنظیم اور اس جماعت کو حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے روشنی حاصل کرنی چاہیے جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کوئی دینی خدمت سر انجام دینا چاہتے ہوں۔

پاکستان میں اسلام کی کوشش

پاکستان میں اسلام کے نفاذ و اشاعت کیلئے جو تحریکیں چلائی گئیں ہیں ان میں جمعیت علماء اسلام پاکستان کا کردار ماضی میں سرفہرست رہا ہے۔ حضرت اقدس

مفتی محمود کے دور میں اسلام کے نفاذ کیلئے بہت حد تک والہانہ کاوشیں کی گئیں جب افغانستان میں طالبان کا سقوط ہوا تو اس کے لازمی اثرات پاکستان پر بھی مرتب ہوئے۔ وطن عزیز کا ہر مسلمان اس حادثہ میں زخمی اور پریشان تھا طالبان کے ساتھ ہونے والے ظلم وستم اوران کو قید کر کے تذلیل کرنے کی خبریں گرم تھی کہ انہی دنوں میں پاکستان میں الیکشن کا دور آ گیا۔

پرویزی سائے میں ہونے والے یہ الیکشن بڑی حیرت انگیز تاریخ ثابت ہوئے طالبان پر ہونے والے ظلم وستم کو ایشو بنا کر مجلس عمل میدان میں اتری لہذا جب الیکشن کا رزلٹ سنایا جا رہا تھا۔ اس وقت بڑے بڑوں کے منہ لٹک گئے ایک بڑی تعداد مولویوں کی قومی وصوبائی اسمبلیوں میں جا پہنچی دیکھتے ہی دیکھتے اسمبلی حال پگڑیوں سے بھر گیا۔ یوں جمعیت علماء اسلام مفتی محمود کے دور کی جمعیت نظر آنے لگی۔ سرحد میں گویا بلاشرکت غیر جمعیت اور مولویوں نے حکومت قائم کر لی اور قومی اسمبلی میں جمعیت کو نائب وزیر اعظم کی کرسی حاصل ہوگئی۔ یعنی حزب اختلاف کا تاج ان کے سر پر سجا دیا گیا۔

گذشتہ اسمبلی اور مجلس کا کردار

ہمیں اس پر ذرا شبہ نہیں کہ قانون ساز ایوان میں موجود حضرات میں کچھ خدا رسیدہ اور وقت کے ولی بھی تھے اور انہوں نے دین حق کی حفاظت کیلئے اپنے دائرہ کار میں بہت کچھ کیا ہوگا یہ بھی ممکن ہے کہ ہماری سوچ سے بڑھ کر اور ہمارے خیال سے زیادہ انہوں نے اللہ کے دین کیلئے اپنا کردار ادا کیا ہو۔ دلوں کے احوال سے خدا

واقف ہے کس نے کیا کیا وہ خود اپنا حساب و کتاب اپنے مالک کے ہاں پیش کر دے گا مگر یہ بات کسی طرح بھی بھلائی نہیں جا سکتی کہ اس گذشتہ دور میں اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا گیا جہاد کی آیات نصاب تعلیم سے نکالی گئی۔ختم نبوت کے مسئلہ پر محاذ قائم کیا گیا۔ مذہب کا خانہ، تصویر کا مسئلہ، حق نسواں بل، سانحہ لال مسجد، ایوان سے قرآنی آیات کا مٹایا جانا وغیرہ وہ بہت کچھ ہے جو نظریہ پاکستان سے کھلی بغاوت کرتے ہوئے اختیار کیا گیا مگر بیسیوں دستاریں ایوان میں کچھ بھی کر سکیں۔

سرحد میں آپریشن شروع ہوئے سینکڑوں معصوم شہید ہوئے مگر صوبائی اقتدار ٹس سے مس نہ ہوا اسلام کا کوئی ایک رائی برابر کام یا قانون نہ بنایا جا سکا ہاں وردی کو البتہ تحفظ دینے میں بہت کچھ ہوا جواب راز نہیں رہا۔اس صورت حال پر ہر مسلمان حیران و پریشان سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے کہ یا اللہ یہ کیا ماجرہ ہے جن کو ہم نے ووٹ دیا وہ عالم تھے کم از کم ہمارے ساتھ نہ سہی دین کے ساتھ تو مخلص ہوں گے پھر ہم نے بھی خلوص نیت کے ساتھ ووٹ دیا آخر اتنی تعداد اور اتنی طاقت کے باوجود کیوں دین کا تحفظ نہ ہو سکا۔عورتوں کے تماشے، تعلیم کا نصاب، جہاد کی آیات، اسلام آباد کی مسجد، قرآن پڑھتی معصوم بچیاں آخر ہر شے پر ہی تو ہاتھ صاف کئے گئے ایسے میں ہماری قوت اور کرسیاں کیوں نہ کچھ کر سکی؟

ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ جس سبائی ٹولے کو بغل میں چھپا کر رکھا ہوا تھا اور جس مردہ لاش میں روح ڈال کر زندہ رکھنے کی کوشش کی گئی اس وجود بد کا تعفن تھا جو باوجود اخلاق محنت اور کوشش کے کچھ بھی نہ ہو سکا۔ ہماری ہر ذی فہم شخص کو دعوت فکر ہے وہ خود اس پر غور کرے کہ عالموں کی ایک بڑی جماعت اور نیک لوگوں کا

اتنا بڑا جتھہ آخر کیونکر بے بس رہا اور اس کی قوت کو کس نے بے بس کر رکھا تھا؟ کیا وہ علماء علمائے سو تھے یا دین اور اسلام کے نعوذ باللہ وفادار نہ تھے؟ نہیں ہم یہ نہیں سمجھتے کہ وہ دین کے وفادار نہ تھے۔ البتہ یہ بات تمام ارباب فہم کو سمجھ لینی چاہیے کہ سبائی زریت جس کی بغل میں ہوگی وہ کوئی ہو اور کچھ ہو اس سے اسلام کو فائدہ نہیں ہوسکتا کسی اور کو فائدہ ہو نہ ہو اس سے ہمیں سروکار نہیں۔

ایک نظر ادھر بھی

جس زمانے میں پگڑیوں کا جتھہ ایوان میں دھوم دھام کے ساتھ داخل ہوا تھا۔ اس زمانے میں ایک فقیر پگڑی دوسری طرف بھی تھی جس پگڑی سے پگڑیاں نالاں تھیں۔ حتیٰ کہ اپنے زیر نگیں زمین پر قدم رکھنے کا اجازت نامہ بھی ان سے چھین لیا گیا تھا۔ جی ہاں جیل کا مکیں یہ غریب پرور اعظم طارق تھا۔ جو اس زمانے میں جیل میں تھا جب الیکشن ہو رہا تھا غریب پگڑی کیلئے ریڑی بان اور اس درجے کے کچھ خدا مست لوگ کچے مکانوں کے ساتھ کاغذ کے اشتہار لگا کر کہتے پھرتے تھے سینوں کا وزیر اعظم طارق اعظم، دلچسپ بات یہ ہے کہ حاکموں نے الیکشن میں اس قیدی کو حصہ لینے سے روک دیا تھا بلآخر عدالتوں کے دھکے کھانے کے بعد الیکشن سے دس بارہ دن قبل اجازت ملی اور جب اجازت ملی تو جانشینوں نے اجازت نہ دی اور صاف کہا مت آگ میں کودو مگر حق نواز نے جن کو جام محبت پلا دی ہو بھلا وہ کہاں باز آنے والے تھے۔ بے سہارا بالکل یتیموں کی طرح یہ محبتوں کے پالے نکل پڑے اور جب واپس لوٹے تو وردی والا بھی کھسانی بلی کی طرح دیکھ رہا تھا کہ یہ کیا ہوا۔ یہ اکلوتی پگڑی تختہ

سے تخت تک جا پہنچی۔ یہ وہی اعظم طارق تھا۔ جس کے قائد نے اعلان کیا تھا۔ شیعو! تم نے اپنی ماں کا دودھ پیا ہے کسی فیڈر کا نہیں تو تم مجھے ووٹ مت دینا۔ میں تمہارے ناپاک ووٹوں سے اسمبلی میں ہرگز نہیں جانا چاہتا۔ یہ اصولوں پر سودے بازی نہ کرنے والا موت کی وادی میں قدم رکھ رکھ کر بار بار واپس آنے والا اعظم طارق بھی اسی اسمبلی کا ممبر تھا جس کے اور بہت سارے ممبر تھے۔

پھر کیا اس ایوان نے نہیں دیکھا؟ کہ شمالی علاقہ جات میں نصاب تعلیم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام نکالے جانے کی تحریک چلی اور اصل مسودہ ایوان تک پہنچا تو وہ مرد باہمت شیر کی طرح بپھر پڑا۔ اس نے گویا ایوان کو سر پر اٹھا لیا۔ گرج دار آواز سے کوہساروں کو ہلا کر رکھ دیا اپنے پرائے سبھی کو وہ وقت یاد ہوگا۔ جب اعظم طارق وقت کی وزیر تعلیم کے کمرے میں داخل ہوا اور اصل فائل شاہین کی طرح جھپٹ لی۔ اس وقت زبیدہ زبیدہ کی طرح مجاہد فی سبیل اللہ کے آگے سرنگوں دست بستہ حاضر تھی اور وارث سلیمان سلیمان کی طرح حاکمانہ لہجے میں پیغام حق یا فرمانِ حق جاری کر رہا تھا۔ پھر کیا ہوا؟ زبیدہ کی طرح زبیدہ نے اطاعت کی اور انبیاء کے وارث نے اپنا حق ادا کیا۔

ہم کھلے دل سے اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ جو بھی محبوبوں کی راہ پر چلے گا وہ عزت کی طرح جیئے گا اور عزت کے ساتھ آخرت کی منزل پر قدم رکھے گا۔ پس میں اعتراف ہے کہ اقتدار کو مجاہد کی یہ ادا پسند نہیں آئی اور اس نے اس سے زندگی اور ہم سے موت چھین لی کہ ہم جیتے ہیں پر یہ جینا موت سے بھی سخت ہے۔ جو دشمن کے لمات کی چکی میں پس کر آئے وہ لوگ جن سے ان کی اجتماعی طاقت اور محبوب

قیادت چھن جائے وہ سوائے بے بسی کے کیا کرسکتا ہے اور کیا کہہ سکتا ہے۔

مگر ہمیں فخر ہے کہ اس نے اپنی حیات مستعار کا ایک لمحہ بھی داغدار نہیں ہونے دیا۔ اس کی زندگی کا ہر لحظہ تابناک اور روشن تھا اور اس کی آخری ساعت بھی قابل رشک ہے۔

وہ اکیلا سب پہ بھاری کیوں؟

سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ اکیلا سب پہ بھاری آخر کیوں تھا۔ اور سارا ایوان اسی ایک ہی سے خائف کیوں تھا۔ حالانکہ وہاں تو اب بڑے بڑے علم وفضل والے موجود تھے؟ کیا اس کے سوا کچھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ پاک طینت اپنی عبادت کے ہر پہلو کو پاک لباس میں ہی ادا کرتا تھا یہی وجہ ہے کہ اس کی ہر اذان اغیار پر بھاری پتھر ثابت ہوتی تھی وہ اسی ایوان میں اپنا فرض ادا کر گیا جہاں خاموشی چھائی ہوئی اور اب تک خاموشی ہے آج جب وہ نہیں بلکہ خلد بریں کا مہمان ہے تو اس کا تابناک کردار بتا رہا ہے کہ مسجد کے مکان میں رہائش پذیر مسلمانان پاکستان کا سب سے زیادہ محبوب اور مقبول قائد مال وزر جوڑ کر یا جائیداد چھوڑ کر نہیں گیا اپنی اولاد کو جذبہ حریت اور خلوص کا تحفہ دیکر گیا بالکل عمر بن عبدالعزیز کی طرح۔ جاننے والے تو واقف ہی ہیں اور جو جاننا نہیں چاہتے انہیں بتانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

عاجزانہ اپیل

اب جب مسلم امت حساس اور مشکل دور سے گزر رہی ہے اہل اسلام کو اس وقت خاص طور پر احتیاط کا دامن تھامنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا معمولی سا غلط فیصلہ ملی

وحدت، اجتماعی قوت اور آنے والی نسل کو بہت زیادہ نقصان میں مبتلا کر سکتا ہے۔ اس لئے گزرے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دجال کے جاسوسی نظام اور دجالی قوتوں کے ہر فریب سے اپنا دامن بچانے کی ضرورت ہے۔ رافضی ٹولہ دراصل دجالی قوتوں کا شعبہ انٹیلی جنس اور جاسوسی ونگ ہے۔ ان سے اب تک بہت کچھ نقصان اٹھایا جا چکا ہے۔ اس لئے بالخصوص ملت اسلامیہ کی قیادت و سیاست کا فریضہ ادا کرنے والے خواہ کسی بھی شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ ہوں۔ انہیں کم از کم اس جاسوسی ونگ سے محتاط رہنا چاہیے جو کہ اب پہلے سے بہت بڑھ کر متحرک ہے۔ اور اس کی پوری نظر صرف اور صرف اہل اسلام پر ہے۔ جو کسی طرح بھی اسلام کے ساتھ وابستہ رہنا چاہتے ہیں۔ ان کی دوغلی پالیسی اور چرب لسانی ایک خطرناک حربہ اور موثر ہتھیار ہے۔ جس سے وہ فرزندانِ ملت کو شکار کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہماری انتہائی لجاجت بھری درخواست ہے کہ خدارا اب تک بہت نقصان اٹھایا جا چکا۔ اب ہمیں محتاط ہو جانا چاہیے۔

حضرت مہدی کا لشکر

ہمارے محبوب پیغمبر ﷺ نے جس طرح وضاحت کے ساتھ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں علامات وصفات ارشاد فرمائی ہیں کہ کوئی شخص شک وشبہ میں مبتلا نہ ہو جائے اسی طرح حضرت مہدی علیہ الرضوان کے لشکریوں کے بارے میں بھی وضاحت کی ہے تاکہ حق و باطل میں فرق و امتیاز قائم رہے۔ حضرت مہدی کے لشکریوں کے بارے میں بیان فرمودہ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں گے۔ ان کے راستے میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بن سکے گی حتیٰ کہ انہیں ایلیا (بیت المقدس) میں نصب کر دیا جائے گا۔ (کنیز العمال ج14 ص261)

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں کہ کالے جھنڈے خراساں سے نکلیں گے تو جب وہ خراسان کی گھاٹی سے اتریں گے تو اسلام کی طلب میں اتریں گے کوئی چیز ان کے آڑے نہ آئے گی سوا عجمیوں کی جھنڈیوں کے جو مغرب کر ماں سے آئیں گی۔ (کنزالعمال ج11 ص261)

☆......حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے کہ تم اہل روم سے امن کی خاطر صلح کرو گے پھر تم اور وہ اپنے مشترکہ دشمن سے جنگ کرو گے پھر تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہیں غنیمت حاصل ہوگی اور تمہارا بچاؤ ہو جائے گا پھر واپس لوٹو گے یہاں تک تم اتر جاؤ گے ایک پہاڑ والی سبز زمین میں پھر ایک شخص صلیب بلند کرے گا اور کہے گا کہ صلیب غالب آ گئی پھر مسلمانوں میں سے ایک شخص غضبناک ہو جائے گا وہ اس صلیب کو توڑ پھوڑ ڈالے گا جس پر اہل روم عہد و پیماں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جنگ کیلئے متحد ہو جائیں گے اہل ایمان بھی اپنے اسلحہ کے لئے اٹھیں گے پھر وہ جنگ کریں گے اور جماعت کو اللہ تعالیٰ اعزاز شہادت سے سرفراز فرمائیں گے۔

(مشکوۃ المصابیح باب الملاحم فصل ثانی رواہ ابوداؤد)

☆ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت چمڑے کے خیمے میں تشریف رکھتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے تو چھ چیزوں گن اول میری موت، دوسری بیت المقدس کا فتح ہونا، تیسرے وباء جو تم میں بکریوں کی بیماری کی طرح پھیلے گی' چوتھے مال کی زیادتی اس قدر کہ اگر ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے تو ان کو حقیر و ذلیل جانے گا اور اس پر ناراض ہوگا پانچوں فتنہ کا ظہور جس سے عرب کا کوئی گھر نہ بچے گا چھٹے صلح جو تمہارے اور رومیوں کے درمیان ہوگی پھر رومی عہد شکنی کریں گے اور تمہارے مقابلہ پر اسی نشانوں کے ماتحت آئیں گے جن میں سے ہر نشان کے ماتحت بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔ (مشکوۃ باب الماحم رواہ بخاری)

نوٹ۔اس حدیث میں قربِ قیامت کی چھ علامات بتائی گئی ہیں جن میں سے پانچ پوری ہو چکی ہیں اور چھٹی کے ایک حصہ کی پیشن گوئی پوری ہوگئی یعنی اہل روم (امریکہ اور یورپ) کے ساتھ صلح اور ان کی طرف سے بدعہدی جس کی تفصیل دوسری حدیث کے تحت لکھی جا چکی ہے اب اس جھنڈوں والی جنگ حضرت امام مہدی کے دور میں ہوگی جسے ملحمہ الکبریٰ کہتے ہیں جو ہر مجدون نامی پہاڑ کے قریب ہو گی۔جس میں لاتعداد لوگ مارے جائیں گے۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں گے ان کے راستہ میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بن سکے گی حتی کہ جھنڈا ایلیا (بیت المقدس) میں نصب کر دیا جائے گا۔

(کنز العمال 14-261 النہایہ لا ابن کثیر 26)

نوٹ۔خراسان افغانستان کا پرانا نام ہے اور کالے جھنڈے القاعدہ کے ہیں۔پاکستان میں بلوچستان اور سرحد کا کچھ علاقہ بھی خراسان میں شامل ہے۔

امام زہری کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے'' کالے جھنڈے خراسان سے نکلیں گے تو جب وہ خراسان کی گھاٹی سے اتریں گے تو اسلام کی طلب میں اتریں گے کوئی چیز ان کے آڑے نہیں آئے گی سوائے اہل عجم (کرمان) کی جھنڈیوں کے جو مغرب سے آئیں گی۔ (کنز العمال 11-261)

☆...... عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کالے جھنڈے مشرق سے اور پیلے جھنڈے مغرب سے آئیں گے حتی کہ ان کے مابین مرکزِ شام یعنی دمشق میں مقابلہ ہوگا تو مصیبت وہیں ہے۔ (کنز العمال 11-252)

☆...... عمر رضی اللہ عنہ و بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' خراسان سے یقیناً کالا پرچم نکلے گا حتیٰ کہ وہ اپنے گھوڑے اس زیتون سے باندھیں گے جو بیت الھیا اور حرستا بستیوں کے درمیان ہے ان سے کہا جائے گا کہ ان بستیوں کے درمیان زیتون کا کوئی پودا نہیں ہے وہ فرمانے لگے ایسا ہو کے رہے گا اور ان دو بستیوں کے درمیان پودا کھڑا ہو جائے گا حتیٰ کہ اس پرچم والے آئیں گے اور اس درخت کے نیچے اتریں گے اور اپنے گھوڑے باندھیں گے۔ (کنز العمال 11-472)

☆...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ زہے نصیب! طالقان اس میں خزانے ہیں لیکن یہ خزانے سونے چاندی کی صورت میں نہیں بلکہ وہاں ایسے مرد انکار ہونگے جو اللہ کو پہچانیں گے جیسے پہچاننے کا حق ہوتا ہے اور وہ مہدی آخر الزماں کے مددگار ہونگے۔ (کنز العمال 14-291)

نوٹ۔ طالقان افغانستان کا ایک صوبہ ہے۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی ایک جماعت بیت المقدس کے دروازوں اور اس کے ارد گرد لڑتی رہے گی اور ایک جماعت انطاکیہ اور اس کے ارد گرد لڑتی رہے گی اور ایک جماعت طالقان اور اس کے ارد گرد لڑتی رہے گی یہ لوگ حق والے ہونگے اور اپنے مخالفین اور معاونین کی پرواہ نہیں کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ طالقان سے اپنا خزانہ نکالیں گے اور اس کے ذریعے سے دین کو زندہ کریں گے۔ جیسا کہ اس سے پہلے دین کو مٹایا گیا ہو گا۔ (فضائل جہاد 257 ابن عساکر)

نوٹ۔ اس حدیث میں طالبان کیلئے بڑی بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو اپنا خزانہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے مٹے ہوئے دین کو زندہ کرنے کا ذریعہ بنائے گا اور یہی حضرت امام مہدی کے اولین مددگار ہونگے جیسا کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوا۔

☆ ابو عبداللہ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں روایت کی ہے۔ امام زہری نے کہا'' کالے جھنڈے مشرق سے نکلیں گے ان کی قیادت ایسے لوگ کر رہے ہونگے جو جھولدار اونٹوں کی مانند ہونگے ان کے بال بہت زیادہ ہونگے نسباً وہ دیہاتوں کے باسی ہوں گے۔

یہ وہ واضح علامات ہیں جن کے ذریعے سے بہت آسانی کے ساتھ پہچانا جا سکتا ہے کہ اس روایت میں کن زندہ دلوں کی توصیف بیان ہوئی ہے جو شخص معمولی غور کرے گا تو جان لے کہ یہ اوصاف وعلامات تو طالبان میں پائی جاتی ہیں۔

نوٹ۔ اس حدیث میں طالبان کی چند صفات بیان کی گئی ہیں مثلاً وہ ڈھیلے ڈھالے لباس زیب تن کئے ہوئے ہونگے۔ ان کے بال گھنے ہونگے وہ دیہاتوں کے

باسی ہونگے اور ان کے نام علامتی اور تعظیمی ہونگے جیسے ملا ضیف وغیرہ۔ یہ ان طالبان کمانڈروں کے اصل نام نہیں ہیں بلکہ جہادی نام ہیں۔

☆......نعیم بن حماد نے محمد بن الحنیفہ کی سند سے روایت کیا کہ ان کا قول ہے بنو عباس کا سیاہ جھنڈا نکلے گا پھر خراسان سے دوسرا سیاہ جھنڈا نکلے گا ان کی ٹوپیاں سیاہ ہونگی اور لباس سفید۔ یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ اس کے خروج اور حکومت مہدی کے سپرد کیے جانے کے درمیان 72 مہینے ہوں گے۔ (ہر مجدون)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے "ایک شخص ماوراء النہر سے چلے گا اسے حارث کہا جاتا ہوگا وہ حارث (کاشت کرنے والا) ہوگا اس کے لشکر کا اگلے حصہ مقدمتہ الجیش پر مامور شخص کو منصور کہا جاتا ہوگا۔ وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اور ان کے مضبوطی سے جمنے کیلئے موثر کام کریگا جیسے قبائل قریش نے اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کیلئے استحکام کا کام کیا۔ ہر ایمان والے شخص پر اس کی مدد واجب ہے۔

نوٹ۔ ماوراء النہر ازبکستان اور گردونواح کے علاقہ کو کہا جاتا ہے ازبکستان کی سرحد افغانستان سے ملتی ہے۔

☆......حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کالے جھنڈے خراسان کی طرف سے آئے ہیں تو ان میں شامل ہو جانا کیونکہ ان میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔" (کنز العمال 14-264 مشکوۃ اباب اشراط الساعہ فصل ثانی)

☆......حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے خزانہ کے پاس تین شخص جنگ کریں گے یہ تینوں خلیفہ کے لڑکے ہونگے۔

پھر بھی یہ خزانہ ان میں سے کسی کی طرف منتقل نہیں ہوگا۔ اس کے بعد مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہونگے اور وہ تم سے اس شدت سے جنگ کریں گے کہ اس سے پہلے کسی قوم نے اس شدت سے جنگ نہ کی ہوگی۔ (راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ نے کوئی بات فرمائی جو ہم سمجھ نہ سکے) ابن ماجہ کی روایت میں اس جملہ کی تصریح بایں الفاظ ہے کہ ''یعنی پھر اللہ کے خلیفہ کا ظہور ہوگا۔ پھر فرمایا کہ جب تم لوگ انہیں دیکھنا تو ان سے بیعت کر لینا اگرچہ اس بیعت کیلئے برف پر چل کر آنا پڑے۔ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہونگے۔ (مستدرک ج 4 ص 423)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے نہ سرک جائے لوگ اس کے حصول کے لیے لڑیں گے۔ لڑائی اتنی شدید ہوگی کہ سو میں سے ننانوے مارے جائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک اس امید پر لڑے گا کہ شاید میں ہی وہ بچ جانے والا ہوں'' (مشکوۃ، ج 2، ص 249)

☆...... ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' قریب ہے کہ دریا فرات سونے سے سرک جائے تو جو بھی اس وقت وہاں موجود ہو اس سے سونے میں کچھ نہ لے۔ (مشکوۃ، ج 2، ص 469)

نوٹ۔ دریائے فرات عراق میں ہے۔ صدام حسین نے دریائے فرات کے رخ کو موڑ دیا ہے جس کی وجہ سے ایک طرف کا پانی خشک ہونا شروع ہوگیا ہے وہ دن دور نہیں جب دریائے فرات سونے کے پہاڑ کو ظاہر کر دے گا جس نے حصول کیلئے جنگ ہوگی۔

ان احادیث کے فوائد

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت مہدی کے لشکری اوران کے رفقاء

☆......خراسان سے نکلیں گے افغانستان کا قدیم نام خراسان ہے جس میں افغانستان کے علاوہ کچھ دیگر سرحدی علاقے بھی آتے ہیں۔

☆......ان کے جھنڈے کالے ہوں گے۔القاعدہ کا جھنڈا کالے رنگ کا

☆......یہ لوگ اسلام کی طلب (حفاظت) میں نکلیں گے دنیا جانتی ہے کہ طالبان والقاعدہ کیا چاہتی ہے اور کیوں وہ لوگ گھروں سے بے گھر ہیں۔

☆......عجمیوں کے سوا کوئی ان کے راستے میں رکاوٹ نہ ڈال سکے گا۔ عرب وعجم کی تقسیم اورلسانی تعصب میں ایران کا کردار اور عرب دشمنی یا پوری عجمیت ان کی درسی کتابوں سے معلوم کی جاسکتی ہے اگر ان کی درسی کتب میسر نہ ہوں تو ایران میں پاکستانی سفارت خانے کے ذمہ دار افسر جناب نذیر احمد کی ''ایران افکار وعزائم'' کا مطالعہ فرمائیے۔

☆......حیدر کرار کا ارشاد رہے ہے نصیب طالقان ۔۔۔اس میں ایسے مردان کار ہوں گے جو اللہ کو ایسے پہچانیں گے جیسے پہچاننے کا حق ہے۔ طالقان افغانستان میں ہے اس روایت میں شیر خدا نے صاف صاف طالبان کی عظمت کو بیان فرمادیا۔اے کاش کوئی اس حیدری صدا کو سنے تو۔

☆......اللہ تعالی طالقان سے اپنا خزانہ نکالیں گے جی ہاں وہی طالبان اللہ

کا خزانہ ہیں جو پوری اللہ کی دھرتی پر واحد مسلم ملت کے سہارا اور اُمت محمدیہ کے پاسبان ومحافظ ہیں۔

☆......ان میں اکثر دیہاتوں کے باسی ہوں گے اور طالبان میں اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے کیا اب بھی حقیقت تک رسائی میں کوئی رکاوٹ کھڑی ہے؟

☆......انہوں نے ڈھیلے ڈھالے لباس زیب تن کیے ہوں گے۔

☆......ان کے بال گھنے ہوں گے۔

☆......ان کے نام عام طور پر تعظیمی ہوں گے۔

یہ تمام علامات طالبان والقاعدہ میں موجود ہیں۔ اگر یقین نہ آئے تو اس خاتون صحافی سے رہنمائی حاصل کی جائے جو چند دن طالبان کی قید میں گزار آئی اور بلآخر سب کچھ چھوڑ کر محمد ﷺ کی غلامی پر فخر کرنے لگی۔

☆......ان کی ٹوپیاں سیاہ ہوں گی۔ شاید یہ فرق واضح کرنے کیلئے کہ بغیر ٹوپی اور بغیر شملہ سروں پر رکھے کالے پگڑے مراد نہیں کہ دجال کے میزبان ان روایات سے مسلمانوں کو فریب نہ دینے لگیں۔

☆......ان کے سفید لباس ہوں گے نہ کہ کالے جیسا کہ محرم میں مشاہدہ کیے جاتے ہیں۔

☆......ان کی خاص علامات ان کی جہادی صفت ہے کہ وہ اسلام کی فتح کیلئے آخر تک لڑتے رہیں گے۔

محترم قارئین کرام:۔ فیصلہ آپ کے ذمہ آپ نے اپنے رب کو جان دینی ہے۔ ان احادیث سے حاصل شدہ نکات پر بھی غور فرمائے اور دجال کے مسکن ومقام

قیام پر بھی! یہ باتیں آج کے کسی فرد یا عام شخص کی نہیں اس رحمت عالم ﷺ کے مبارک ارشادات ہیں جن کی مقدس زبان کلام الٰہی کی ترجمان ہے خود ہی تلاش فرمایئے انہوں نے کرمان اور اصفہان کا نام لے کر کس وضاحت سے بتا دیا کہ دجال ان شہروں میں اپنے پیاروں اور یاروں میں اترے گا اور کس صفائی کے ساتھ طالقان و خراسان کا نام لیکر فرمایا کہ یہ مہدی کے محبوبوں اور سپاہیوں کی زمین ہے کیا اب بھی حق بات کے پانے میں کوئی شک ہے؟ اگر ہے تو ماتم کیجئے اپنی قسمت پر کہ جس کو رسول خدا ﷺ کے ارشادات پر بھی یقین نہ ہو۔ وہ اسی قابل ہے کہ زندگی بھر اپنی بدقسمتی پر ماتم ہی کرتا رہے۔ جسم کو چھریاں، چاکو مار مار کر اس جسم کو سزا دیتا رہے جو کائنات کے محبوب ﷺ کے ارشادات کو جھٹلاتا ہے۔ ہمارا فرض تھا کہ ہم اپنے محبوب ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت کرتے سو ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اب پائے روشنی جس کا جی چاہے۔

آخری فیصلہ رب کا

ابتدا ہو یا انتہا حق اور درست فیصلہ تو وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا اپنی کتاب کے اخیر میں ہم اتمام حجت کیلئے زیر بحث مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پیش کرتے ہیں تا کہ ماننے والوں کے تمام شک زائل ہو جائیں اور نہ ماننے والوں کی شقاوت پر پڑے تمام پردے دیکھنے والوں کے لیے کھل جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اللّٰہ ولی الذین امنو یخرجھم من الظلمات الی النور والذین کفرو اوللھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات۔

اللہ تعالیٰ ولی ہے ایمان والوں کا وہ نکالتا ہے (ایمان والوں کو) اندھیروں سے روشنی کی طرف اور وہ لوگ جو کافر ہیں۔ان کے دوست شیطان ہیں وہ ان کو روشنی سے تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں۔

غور فرمائیں یہاں نور کا لفظ ظلمات کے مقابل ہے۔نور مفرد اور ظلمات جمع ہے۔مطلب یہ ہے کہ یہ ایمان کا راستہ ایک ہی ہے اور تاریکیوں کے ہزاروں راستے ہیں۔گویا جہاں میں اللہ کا نور ایک ہی ہے جبکہ نور کے ہزاروں دشمن ظلمات کے قاسم ہیں ذرا تلاش کرو وہ کون سی ایک نورانی مشعل ہے جس کو بجھانے کی کوشش میں ہر تاریکیوں کا نمائندہ پھونکیں مار رہا ہے۔اگر چہ یہ بات کسی کو سمجھ نہیں آئی کہ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

جی ہاں طالبان اللہ کا نور طالقان سے نکلا ہوا اللہ کا خزانہ ایسا نور کہ ہر دشمن اس ایک نور کا دشمن ہے۔خواہ کوئی ہو، یہودی یا نصرانی، اسرائیلی یا ایرانی اور بھی سڑکوں پر جو جلوس لئے پھرتے ہیں۔ہم نے دعوت فکر دی ہے۔آپ خود غور کریں کون، کیسے، کہاں اس نور کو بچانے کیلئے کیا کر رہا ہے۔اور شمع اسلام کیسے فروزاں ہے۔

حق و باطل کی پہچان کا یہ کیسا خوبصورت اصول ہے۔

ایک درخواست

اپنا فرض ادا کرنے کے بعد اپنے ان برادرانِ اسلام کی خدمت میں درخواست ہے جو محبوب کائنات ﷺ سے رشتہ رکھتے ہوں کہ دجالی میڈیا کے ذریعے متعہ وغیرہ مختلف ارتدادی ایجنڈوں کو بھرپور طریقوں سے عوام میں پھیلا رہا ہے۔ طریقہ کار یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ایک طرف پورا ابن ابی اور دوسری طرف سرکاری اور جاہل مولوی کو سنیوں کا راہنما شو کر کے بٹھایا جاتا ہے پھر مباحثہ کے ذریعے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ اصل دین وہ ہے جو فی الحقیقت دجال کے شعبدوں پر مشتمل ہے یوں کئی لوگ شکوک وشبہات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ اس کتاب میں پیش کیا جانے والا نظریہ عامتہ الناس میں اتنی تیزی اور مضبوطی کے ساتھ پھیلا دیا جائے کہ کوئی مسلمان ان کے دامن فریب میں مبتلا نہ ہو سکے۔ اس طرح کہ اس کے سامنے ان کی اصلی شکل موجود ہو۔ اہل اسلام کو اپنے اور مسلمان بھائیوں کے ایمان بچانے کیلئے جو صورت بھی ہو اختیار کرنی چاہیے۔ مختصر پمفلٹ شائع کرنے کی صورت میں یا اپنے اپنے مقام پر اپنی حیثیت کے موافق اپنی زبان واثر ورسوخ استعمال کرنے کی صورت میں!

یہ وقت خاموش رہنے کا نہیں۔ اگر خاموش رہے، تو ہزاروں غلامان رسول ﷺ اپنا رشتہ محبت آخرالزماں پیغمبر سے توڑ بیٹھیں گے۔

وما علینا الاالبلاغ المبین